



”إنما يخشى الله من عباده العلماء“ (القرآن: فاطر: ۲۸)
ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جن کو کچھ (علم) ہے۔
”لا تسبوا قريشاً، فان عالمها يملأ طباق الأرض علماً.“ (الحدیث)
قریش کو برا بھلا نہ کہو، اس لیے کہ قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

شافعی مسلک

تاریخ اور خدمات کے آئینے میں

مؤلف: مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاحتی، حفظہ اللہ
قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء کوکن۔ استاذ فقہ وقضاء جامعہ حسینہ عربیہ شریوردھن

ناشر: مجلس تحفظ شریعت کوکن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ (القرآن: فاطر: ۲۸)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جن کو سمجھ (علم) ہے۔

”لا تسبوا قريشاً، فان عالمها يملأ طباق الأرض علماً.“ (الحديث)

قریش کو برا بھلا نہ کہو، اس لیے کہ قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

شافعی مسلک

تاریخ اور خدمات کے آئینے میں

مؤلف:

مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاحتی، حفظہ اللہ

قاضی شریعت مرکزی دارالافتاء کوکن - استاذ فقہ و قضاء جامعہ حسینہ عربیہ شریورڈھن

ناشر:

مجلس تحفظ شریعت کوکن

- جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب : شافعی مسلک: تاریخ اور خدمات کے آئینے میں

مؤلف : مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاحتی، حفظہ اللہ

صفحات :

ناشر : مجلس تحفظ شریعت کوکن

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سن اشاعت : ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۳ء

کمپیوٹر کمپوزنگ : مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاحتی، حفظہ اللہ

سیٹنگ : مولوی محمد الیاس بغدادی صاحب، حفظہ اللہ

طباعت : اریب پبلیشر چیلون، رتناگری

قیمت :

ملنے کے پتے :

جامعہ حسینہ عربیہ شریورڈھن، ضلع: رائیگیڈھ

مدرسہ دار الفلاح وڈولی گونڈ گھر، تعلقہ: مہسلہ

مدرسہ قاضیہ عالیہ گرنے، سندھو درگ

شافعی مسجد ممبرا، تھانہ

انجمن دردمندان تعلیم و ترقی مرکز مہاڈ

مدرسہ مظاہر القرآن پاوس، رتناگری

جاملی محلہ شافعی مسجد ممبئی

اریب پبلیشر چیلون

فہارس

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۳	صاحب دام فیضہ العالی
۱۳	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۱۶	دام فیضہ العالی
۱۶	عرض حال: مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر	۱۹	فلاحی
۱۹	فلاحی	۲۶	مقدمہ
۲۶	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۶	(الف) اسلامی قانون کی اہمیت
۲۶	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۲۷	(ب) شریعت محمدی کی افادیت
۲۷	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۷	(ج) شرعی قانون کے بنیادی مصادر
۲۷	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۲۸	(د) فقہ و اجتہاد کی ضرورت
۲۸	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۳۰	(ه) تقلید کی شرعی حیثیت
۲۸	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۳۳	(و) شافعی مسلک کے وظہور کے اسباب
۳۰	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۳۸	امام شافعی کا تعارف
۳۰	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۴۰	امام شافعی کی گرانقدر تصانیف
۳۳	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۴۱	کتاب ”الائم“ کا تعارف
۳۳	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب	۴۲	امام شافعی کا طریقہ اجتہاد
۳۸	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۴۳	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۴۰	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب		
۴۱	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی		
۴۲	تقریظ: حضرت مولانا سید عبدالمعتم نظیر صاحب		
۴۳	تقریظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۵	(۲) امام ابو جعفر الطبری	۵۵	(الف) عراقی اسلوب کے چند مشہور فقہاء
۵۶	محمد ثین عظام کا شافعی مسلک کو اپنانا	۵۶	کرام کا تعارف
۵۶	(۱) علما مدائن خزیمہ سلمی	۵۶	(۱) امام ابو حامد اسفرائینی
۵۶	(۲) علما ابن ابی حاتم رازی	۵۶	(۲) قاضی ابو الطیب طبری
۵۷	(۳) امام دارقطنی	۵۷	(۳) قاضی ماوردی
۵۷	(۴) امام ابو علی الطبری	۵۷	کام تعارف
۵۷	علماء شوافع کا منصب قضاء پر فائز ہونا	۵۷	(ب) خراسانی اسلوب کے چند مشہور فقہاء
۵۸	(۱) قاضی ابو العباس بن سرتج	۵۸	کرام کا تعارف
۵۸	(۲) قاضی ابو زرعہ دمشقی	۵۸	(۱) امام ابو اسحاق اسفرائینی
۵۸	(۳) قاضی ابو سعید اصطخری	۵۸	(۲) امام قتال صغیر
۵۸	(۴) قاضی ہمدانی	۵۸	(۳) امام ابو محمد جوینی والد امام الحرمین
۵۹	(۵) قاضی ابن اکثم	۵۹	(۴) قاضی حسین
۵۹	(۶) قاضی قرمیسینی	۵۹	(ب) تیسرے جامع اسلوب کے چند مشہور
۵۹	(۷) وزیر ابو الفضل بلعمی	۵۹	فقہاء کرام کا تعارف
۵۹	دوسرے دور کے دوسرے مرحلہ میں	۵۹	(۱) امام الحرمین جوینی
۶۰	شافعی مسلک کی اشاعت و ترقی کے اسباب	۶۰	امام الحرمین جوینی کی کتاب ”نہایۃ
۶۰	پہلا سبب: فقہی کتابوں کی تصنیف میں نئے طرز	۶۰	المطلب“ کا تعارف
۶۰	و اسلوبوں کا ظہور	۶۰	(۲) امام غزالی اور ان کی فقہی تصانیف
۶۰		۶۰	(الف) امام غزالی کی کتاب ”السیط فی
۶۰		۶۰	المذہب“ کا تعارف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۸	(ب) امام غزالی کی کتاب ”الوسیط فی المذہب“ کا تعارف	۷۰	دوسرا سبب: حکومت وقت کے خلفاء، وزراء اور دیگر امراء کا شافعی مسلک کو اختیار کرنا ۷۹
۷۰	(ج) امام غزالی کی کتاب ”الوجیز فی المذہب“ کا تعارف	۹۲	(۱) عباسی خلیفہ قادر باللہ ۷۹ (۲) سلطان شمس الملک نصر بن ابراہیم ۷۹ (۳) نظام الملک طوسی اور ان کے شافعی مدارس ۸۰
۷۱	دوسرے مرحلے کے چند فقہاء عظام (۱) امام بیہقی	۹۳	(۱) امام محمد بن یحییٰ نیساپوری (۲) امام ابن ابی عسرون
۷۲	(۲) امام ابو اسحاق شیرازی	۹۳	(۳) امام فخر الدین رازی
۷۲	(الف) امام شیرازی کی کتاب ”المہذب“ کا تعارف	۹۴	(۴) امام عز الدین بن عبدالسلام اور آپ کی علمی تصانیف
۷۳	(ب) امام شیرازی کی کتاب ”التنبیہ“ کا تعارف	۹۵	(۵) علامہ ابو شامہ مقدسی
۷۴	(۳) امام ابو نعیم اصفہانی	۹۶	شافعی مسلک کی دوسری تنقیح کے زمانہ کا پہلا مرحلہ ۱۰۲
۷۵	(۴) علامہ ابن الصبّاح	۹۶	(۱) قاضی بیضاوی (۲) علامہ ابن رفاعہ
۷۵	(۵) امام رویائی	۹۶	آپ کی فقہی کتاب ”کفایۃ النبیہ شرح التنبیہ“ کا تعارف
۷۶	امام رویائی کی کتاب ”بحر المذہب“ کا تعارف	۹۶	دوسرا سبب: فقہ شافعی کے دفاع میں فقہاء شوافع کی پیش قدمی
۷۶	(۶) امام بغوی	۹۷	تیسرا سبب: محدثین عظام اور عظیم فقہاء کا فقہ شافعی کو اپنانا
۷۶	امام بغوی کی کتاب التہذیب کا تعارف	۹۷	(۱) علامہ ابن اثیر جزری (۲) علامہ ابن صلاح
۷۷	عراقی اسلوب کی ایک اہم کتاب ”اللباب“ کا تعارف	۹۸	(۳) امام ابن وکیل مصری (۴) امام صلاح الدین علائی (۵) امام تقی الدین سبکی
۷۷	(ج) امام نووی کی کتاب ”المجموع	۹۸	(۶) علامہ تاج الدین سبکی (۷) علامہ بھاء الدین سبکی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۹	(۳) قاضی ابن ابی دؤم	۹۰	شرح المہذب“ کا تعارف
۹۹	(۴) علامہ منذری	۹۲	(د) امام نووی کی کتاب ”المنہاج شرح مسلم“ کا تعارف
۱۰۰	(۵) علامہ آدمی	۹۲	شافعی مسلک کی اولین تنقیح سے متعلق کچھ اہم وضاحتیں
۱۰۰	(۶) شیخ شہاب الدین زنجائی	۹۳	(۱) امام محمد بن یحییٰ نیساپوری
۱۰۰	(۷) علامہ ابو شجاع اصبہائی	۹۳	(۲) امام ابن ابی عسرون
۱۰۱	علامہ ابو شجاع اصبہائی کی کتاب ”متن الغایۃ“ کا تعارف	۹۳	(۳) امام فخر الدین رازی
۱۰۲	(۸) علامہ مذہبی	۹۴	(۴) امام عز الدین بن عبدالسلام اور آپ کی علمی تصانیف
۱۰۲	(۹) علامہ ابن کثیر	۹۵	(۵) علامہ ابو شامہ مقدسی
۱۰۳	(۱۰) حافظ جمال الدین مزوی	۹۶	شافعی مسلک کی دوسری تنقیح کے زمانہ کا پہلا مرحلہ ۱۰۲
	﴿چوتھا دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۶	(۱) قاضی بیضاوی (۲) علامہ ابن رفاعہ
	﴿تیسرے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۶	آپ کی فقہی کتاب ”کفایۃ النبیہ شرح التنبیہ“ کا تعارف
	﴿چوتھے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۶	دوسرا سبب: فقہ شافعی کے دفاع میں فقہاء شوافع کی پیش قدمی
	﴿پنجمے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۷	تیسرا سبب: محدثین عظام اور عظیم فقہاء کا فقہ شافعی کو اپنانا
	﴿ششمے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۷	(۱) علامہ ابن اثیر جزری (۲) علامہ ابن صلاح
	﴿ساتھمے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۸	(۳) امام ابن وکیل مصری (۴) امام صلاح الدین علائی (۵) امام تقی الدین سبکی
	﴿آٹھمے دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)﴾	۹۸	(۶) علامہ تاج الدین سبکی (۷) علامہ بھاء الدین سبکی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۸	کا تعارف	۱۲۰	کا تعارف
۱۰۸	علاّمہ جمال الدین السنوی	۱۲۱	(۱۶) علاّمہ زین الدین ملیباری
۱۰۹	(۱۰) امام شہاب الدین اذری	۱۲۱	آپ کی فقہی کتاب ”فتح المعین بشرح
۱۱۰	(۱۱) امام بدر الدین زرکشی	۱۲۱	قوة العین“ کا تعارف
۱۱۰	آپ کی فقہی کتاب ”الیدیاج فی توضیح	۱۲۱	(۱۷) علاّمہ قزوینی
۱۱۰	المنہاج“ کا تعارف	۱۲۲	آپ کی فقہی کتاب ”الحاوی الصغیر“
۱۱۱	(۱۲) امام سراج الدین بلقینی	۱۲۳	کا تعارف
۱۱۲	(۱۳) علاّمہ جلال الدین محلی	۱۲۳	(۱۸) علاّمہ ابن سید الناس
۱۱۲	آپ کی فقہی کتاب ”کنز الراغبین شرح	۱۲۳	(۱۹) علاّمہ ابن نقیب مصری
۱۱۲	المنہاج“ کا تعارف	۱۲۳	آپ کی فقہی کتاب ”عمدة السالک“
۱۱۳	(۱۴) شیخ الاسلام زکریا انصاری	۱۲۴	کا تعارف
۱۱۳	(الف) آپ کی فقہی کتاب ”أسنی	۱۲۵	(۲۰) ابن الملقن
۱۱۴	المطالب“ کا تعارف	۱۱۴	آپ کی فقہی کتاب ”عجالة المحتاج“
۱۱۵	(ب) آپ کی فقہی کتاب ”منہج الطلاب“	۱۲۵	کا تعارف
۱۱۶	کا تعارف	۱۲۶	(۲۱) علاّمہ دیرمی
۱۱۶	(ج) آپ کی فقہی کتاب ”تحفة الطلاب“	۱۲۶	آپ کی فقہی کتاب ”النجم الوہاج“
۱۱۶	کا تعارف	۱۲۷	کا تعارف
۱۱۷	(۱۵) علاّمہ خطیب شریبی	۱۲۷	(۲۲) علاّمہ ابن المقرئ
۱۱۷	(الف) آپ کی فقہی کتاب ”مغنی	۱۲۸	آپ کی فقہی کتاب ”اخلاص النواوی“
۱۱۸	المحتاج“ کا تعارف	۱۲۸	کا تعارف
۱۱۸	(ب) آپ کی فقہی کتاب ”الاقناع“	۱۳۰	(۲۳) علاّمہ ابن العرائی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۰	(۴) امام مزہد اور ان کی فقہی خدمات	۱۳۰	علاّمہ شرف الدین مناوی
۱۳۰	آپ کی فقہی کتاب ”العباب المحیط“	۱۳۱	شافعی مسلک کی دوسری تنقیح کا
۱۳۰	کا تعارف	۱۳۱	دوسرا اہم زمانہ (۹۲۶ھ تا ۱۰۰۴ھ)
۱۳۲	(۵) علاّمہ عمیرہ	۱۳۱	(۱) شیخ شافعیہ علاّمہ ابن حجر ھیتی اور ان کی دینی
۱۳۳	پانچواں دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ)	۱۳۱	وفقیہی خدمات
۱۳۴	(۱) علاّمہ قلیوبی	۱۳۲	علاّمہ ابن حجر ھیتی کی کتاب ”تحفة
۱۳۵	(۲) علاّمہ شوبری	۱۳۲	المحتاج“ کا تعارف
۱۳۵	(۳) علاّمہ شبراہمسی	۱۳۳	(۲) شیخ شافعیہ علاّمہ رملی اور ان کی دینی وفقیہی
۱۳۶	(۴) علاّمہ کردی شافعی	۱۳۳	خدمات
۱۳۶	(۵) علاّمہ سلیمان جمل	۱۳۴	علاّمہ رملی کی کتاب ”نہایة المحتاج بشرح
۱۳۷	آپ کی فقہی کتاب ”فتوحات الوہاب	۱۳۴	المنہاج“ کا تعارف
۱۳۷	حاشیہ جمل“ کا تعارف	۱۳۵	شافعی مسلک کی پہلی اور دوسری تنقیح کے درمیان
۱۳۷	(۶) علاّمہ سلیمان بحیری مصری	۱۳۵	تین واضح فرق
۱۳۸	(الف) آپ کی فقہی کتاب ”حاشیہ	۱۳۷	اس دور کے چند نامور شافعی فقہاء جنہوں نے
۱۳۸	البحیرمی علی الاقناع“ کا تعارف	۱۳۷	مسلک کی خدمت کی:
۱۳۹	(ب) آپ کی فقہی کتاب ”حاشیہ	۱۳۸	(۱) امام ابن دقیق العید اور ان کی دینی وفقیہی
۱۳۹	البحیرمی علی شرح المنہج“	۱۳۷	خدمات
۱۳۹	کا تعارف	۱۳۸	(۲) علاّمہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور ان کی دینی
۱۳۹	(۷) علاّمہ شرفاوی مصری	۱۳۸	وفقیہی خدمات
۱۳۹	(۸) علاّمہ ابراہیم باجوری مصری	۱۳۹	(۳) علاّمہ جلال الدین سیوطی اور ان کی دینی
۱۵۰	(۹) علاّمہ ابو بکر دمیاطی	۱۳۹	وفقیہی خدمات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۸	(۲) تشنیف المسامع	۱۶۴	(۲۵) السراج الوہاج	۱۶۰	(۴) شرح اللمع
۱۶۸	(۳) الغیث الہامع	۱۶۴	(۲۶) شرح المنہاج	۱۶۱	(۵) البرہان فی اصول الفقہ
۱۶۸	(۴) البدر الطالع	۱۶۴	(۲۷) تلقیح الفہوم	۱۶۱	(۶) التلخیص فی اصول الفقہ
۱۶۸	(۵) الضیاء اللامع	۱۶۵	(۲۸) تحقیق المراد	۱۶۱	(۷) الورقات فی اصول الفقہ
۱۶۹	(۶) الکوکب الساطع	۱۶۵	(۲۹) الالبہاج شرح المنہاج	۱۶۱	(۸) المنحول من تعلیقات الأصول
۱۶۹	(۷) لُبُّ الاصول	۱۶۵	(۳۰) رفع الحاجب	۱۶۱	(۹) شفاء الغلیل
۱۶۹	(۸) البدر اللامع	۱۶۵	(۳۱) جمع الجوامع	۱۶۲	(۱۰) المتستصفی
۱۶۹	(۹) الایات البینات	۱۶۵	(۳۲) نہایۃ السؤل	۱۶۲	(۱۱) أساس القیاس
۱۶۹	(۱۰) حاشیۃ البنائی	۱۶۶	(۳۳) البحر المحیط	۱۶۲	(۱۲) الوصول الی الأصول
۱۷۰	(۱۱) حاشیۃ العطار	﴿دوسرا مرحلہ: کتاب الورقات فی اصول الفقہ﴾		۱۶۲	(۱۳) المحصول
۱۷۰	(۱۲) الفصول البدیعة	﴿متعلق فقہاء شوافع کی اصولی تالیفات﴾		۱۶۲	(۱۴) المعالم فی اصول الفقہ
۱۷۰	(۱۳) التریاق النافع	(۱) شرح الورقات	۱۶۶	۱۶۲	(۱۵) الکاشف
	﴿چوتھا مرحلہ: قواعد فقہیہ میں فقہاء شوافع کی کتابیں﴾	(۲) شرح الورقات	۱۶۶	۱۶۳	(۱۶) التنقیح
		(۳) الانجم الزہرات	۱۶۷	۱۶۳	(۱۷) الاحکام للآمدی
۱۷۰	(۱) الاشباہ والنظائر لابن الوکیل	(۴) شرح الورقات	۱۶۷	۱۶۳	(۱۸) الحاصل
۱۷۱	(۲) المجموع المذہب	(۵) التحقیقات شرح الورقات	۱۶۷	۱۶۳	(۱۹) المحقق فی علم الوصول
۱۷۱	(۳) الاشباہ والنظائر للسبکی	(۶) تسہیل الطرقات	۱۶۷	۱۶۳	(۲۰) التحصیل فی علم الأصول
۱۷۱	(۴) المنثور	(۷) حاشیۃ النفحات	۱۶۷	۱۶۳	(۲۱) منہاج الوصول
۱۷۱	(۵) القواعد	﴿تیسرا مرحلہ: جمع الجوامع سے متعلق﴾		۱۶۴	(۲۲) الکاشف عن المحصول
۱۷۱	(۶) مختصر من قواعد العلائی	﴿فقہاء شوافع کی اصولی تالیفات﴾		۱۶۴	(۲۳) معراج المنہاج
۱۷۲	(۷) الاشباہ والنظائر للسیوطی	(۱) منع الموانع	۱۶۸	۱۶۴	(۲۴) نہایۃ الوصول

آپ کی فقہی کتاب ”حاشیۃ اعانة الطالبین

۱۶۰

(۴) شرح اللمع

“ کا تعارف

۱۶۱

(۵) البرہان فی اصول الفقہ

(۱۰) علامہ احمد بیگ حسینی

۱۶۱

(۶) التلخیص فی اصول الفقہ

(۱۱) علامہ سید علوی سقاف مکی (صاحب ترشح

۱۶۱

(۷) الورقات فی اصول الفقہ

المستفیدین)

۱۶۱

(۸) المنحول من تعلیقات الأصول

اس دور کی اہم فقہی تالیف ”بشـــــــری

۱۶۱

(۹) شفاء الغلیل

الکریم“ کا تعارف

۱۶۲

(۱۰) المتستصفی

﴿چھٹا دور ہمارا موجودہ زمانہ﴾

۱۶۲

(۱۱) أساس القیاس

اس دور کی جدید اسلوب کے مطابق اہم و مفتی

۱۶۲

(۱۲) الوصول الی الأصول

بہ فقہی تصانیف کا تعارف

۱۶۲

(۱۳) المحصول

زاد المحتاج فی شرح المنہاج

۱۶۲

(۱۴) المعالم فی اصول الفقہ

الفقہ المنہجی

۱۶۲

(۱۵) الکاشف

الدرر النقیۃ فی السادۃ الشافعیۃ

۱۶۳

(۱۶) التنقیح

تحفة الباری فی الفقہ الشافعی

۱۶۳

(۱۷) الاحکام للآمدی

اصول فقہ اور قواعد فقہیہ میں

۱۶۳

(۱۸) الحاصل

فقہاء شوافع کی عظیم خدمات

۱۶۳

(۱۹) المحقق فی علم الوصول

﴿پہلا مرحلہ: امام شافعی سے امام بدر الدین

۱۶۳

(۲۰) التحصیل فی علم الأصول

زرکشی تک کی شافعی اصول فقہ کی تصانیف﴾

۱۶۳

(۲۱) منہاج الوصول

(۱) الرسالة

۱۶۴

(۲۲) الکاشف عن المحصول

(۲) التبصرة فی اصول الفقہ

۱۶۴

(۲۳) معراج المنہاج

(۳) اللمع فی اصول الفقہ

۱۶۴

(۲۴) نہایۃ الوصول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	
۱۷۲	(۸) الفرائض البہیہ	۱۷۸	(۱۳) احکام حج میں آسانی	
۱۷۲	﴿پانچواں مرحلہ: دور حاضر میں علماء شوافع کی اصولی تالیفات و تحقیقات﴾	۱۷۸	(۱۴) علم کے ساتھ فیاضانہ سلوک	
۱۷۲	فقہ شافعی کی خصوصیات:	۱۷۸	فقہ شافعی کی چند اہم اصطلاحات:	
۱۷۳	(۱) امام شافعی قریشی، مطہی اور ہاشمی ہونا	۱۷۹	(۱) القول یا الاقوال	
(۲) تمام مکاتب فقہیہ کی آراء سے استفادہ	۱۷۳	(۲، ۳) القول القديم و الجدید	۱۷۹	(۴) الأظہر والظاہر
۱۷۴	(۳) فقہ شافعی اپنے وقت کے تمام مکاتب فکر کا پھول ہے۔	۱۸۰	(۵) المشہور والغریب	
(۴) امام شافعی کا خود اپنے طریق استنباط اور اصول اجتہاد کو مرتب فرمانا۔	۱۷۴	(۶) الأصحاب یا أصحاب الوجوه	۱۸۰	(۷) الوجوه یا الأوجه
(۵) حق و دلیل کا اتباع	۱۷۵	(۸) الطرق	۱۸۱	(۹) المذہب یا المعتمد
(۶) حتی الامکان ظاہری معنی سے استدلال	۱۷۵	(۱۰) الأصح المختار	۱۸۱	(۱۱) الصحيح
(۷) اقوال کی کثرت	۱۷۵	(۱۲) النص	۱۸۲	(۱۳) التخریج
(۸) شوافع میں مجتہدین و محدثین کی کثرت	۱۷۶	(۱۴) الأشبه	۱۸۲	(۱۵) اقوال فقہاء و احکام و دلائل کو ضعیف قرار دینے کے صیغے:
(۹) مختلف فیہ مسائل میں حتی الامکان اختلاف سے بچنا۔	۱۷۶	(۱۵) اقوال فقہاء و احکام و دلائل کو ضعیف قرار دینے کے صیغے:	۱۸۳	(الف) زعم فلان
(۱۰) معصیت پر سخت گیر رویہ اختیار کرنا	۱۷۷	(ب) ان قیل، یا قیل، یا قیل کذا، یا	۱۸۳	(ب) ان قیل، یا قیل، یا قیل کذا، یا
(۱۱) معاشرتی مصالح کی رعایت	۱۷۷			
(۱۲) ثواب بقدر مشقت	۱۷۷			

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان		
۱۸۷	(ز) متقدمین و متأخرین	۱۸۳	قیل فیہ		
۱۸۸	(۱۸) شافعی فقہاء کے لئے مخصوص اُعلام	۱۸۳	(ج) و هو محتمل		
۱۸۸	(الف) الامام	۱۸۴	(د) وقع لفلان کذا		
۱۸۸	(ب) القاضی	۱۸۴	(ه) ان صحّ هذا فکذا		
۱۸۸	(ج) القاضیان	(۱۶) اقوال فقہاء و احکام و دلائل کو واضح قرار دینے کے صیغے:	۱۸۴	(الف) محصل الکلام	
۱۸۸	(د) الربیع	۱۸۴	(ب) حاصل الکلام		
۱۸۸	(ه) الشارح یا الشارح المحقق	۱۸۴	(ج) د) تحریرہ یا تنقیحہ		
۱۸۹	(و) الشیخان (ز) الشیوخ	۱۸۵	(ه) اعلم		
۱۸۹	(ح) المحمدون الأربعة	۱۸۵	(و) لو قیل کذا لم یبعد		
۱۸۹	(ط) القفال	(ز) اتفقوا، هذا مجزوم به، هذا لا خلاف فیہ	۱۸۵	(ح) ینبغی	
۱۸۹	(ی) ابو العباس، ابو سعید،	۱۸۶	(۱۷) فقہاء و مجتہدین شوافع کے مراتب		
(ک) شیخنا، شیخی، أفتی به الوالد	۱۸۶	(الف) مجتہد مستقل	۱۸۶	(ب) مجتہد منتسب	
۱۹۰	(ل) أصل روضه وزوائد روضه	۱۸۶	(ج) أصحاب الوجوه	۱۸۷	(د) مجتہدین فتویٰ
دیدہ زیب علمی و تحقیقی چارٹس	۱۸۷	(ه) أصحاب الترجیح	۱۸۷	(و) حاملین فقہ	
(۱) جناب نبی کریم ﷺ سے حضرت امام شافعی تک علمی و فقہی شجرہ	۱۸۷				
(۲) حضرت امام شافعی سے اب تک کے فقہائے شوافع کا سلسلہ: او	۱۸۷				
(۳) شافعی مسلک کی فقہی کتابوں کا نسب نامہ	۱۸۷				
(۴) شافعی اصول فقہ کی کتابوں کا نسب نامہ	۱۸۷				



تقریظ

فقہ العصر، وقارِ علماء ہند، محققِ زماں

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، (وفات ۱۹۸۷ء)

(جنرل سیکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، سیکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ،

بانی المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد و رکن المجمع الفقہ الاسلامی العالمی مکة المكرمة)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، قرآن مجید کی حفاظت میں الفاظ قرآنی کی حفاظت بھی شامل ہے اور معانی قرآن کی حفاظت بھی، جیسے الفاظ قرآنی کی حفاظت قراء اور حفاظ کے ذریعہ انجام پاتی رہی ہے، اسی طرح معانی قرآن کی حفاظت کی خدمت اللہ تعالیٰ نے محدثین اور فقہاء سے لی ہے، محدثین سے اس طور پر کہ انھوں نے احادیث نبوی کو ہر طرح کی آمیزش سے محفوظ رکھا، اور فقہاء سے اس طرح کہ انھوں نے قرآن و حدیث کا عطر کشید کر کے اسلامی نظام حیات کو مرتب فرمایا: اس لئے فقہ اپنے مقصد و منشاء کے اعتبار قرآن و حدیث کا شرح و بیان اور اس کے مقاصد و مصالح کا ترجمان ہے۔

چنانچہ ہر عہد میں علماء اُمت نے فقہ کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اور تاریخ کی بہترین ذہانتیں اس فن کی آبیاری میں خرچ ہوئی ہیں؛ لیکن جن سلف صالحین کی خدمات کو اُمت میں قبول عام اور بقاء و دوام عطا ہوا، وہ ائمہ اربعہ ہیں کہ آج اُمت کا سواد اعظم ان کی تقلید و اتباع پر قریب قریب متفق ہے، یہ سب کے سب مخلصین، اُمت کے محسنین اور مقبولین بارگاہ رب العالمین تھے، ائمہ اربعہ میں ایک اہم ترین شخصیت حضرت امام شافعیؒ کی ہے، جن میں مختلف علوم کی جامعیت پائی جاتی ہے، جن کو علوم قرآنی میں بھی بڑا درک حاصل تھا، جن کا شمار بلند پایہ

محدثین میں بھی تھا، عربی زبان و ادب میں بھی جن کو ادباء عرب نے سند تسلیم کیا ہے اور جن کے اشعار تعبیر و معنویت دونوں جہتوں سے امتیازی شان کے حامل ہیں؛ لیکن انھیں علوم اسلامی کے جس شعبے کی نسبت سے سب زیادہ شہرت و ناموری اور قبولیت و پذیرائی حاصل ہوئی، وہ ”فقہ“ ہے؛ چنانچہ آج اہل سنت میں احناف کے بعد سب سے زیادہ متبعین امام شافعیؒ کے ہیں، نیز جس قدر محدثین، فقہاء، ماہرین اسماء رجال اور اُصولین و متکلمین فقہ شافعی میں پیدا ہوئے، غالباً کسی اور فقہ میں پیدا نہیں ہوئے، وذا لک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

چنانچہ اسی مناسبت اور اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ”اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے“ جامعہ حسینیہ عربیہ شری وردھن کے تعاون سے فقہ شافعی پر مستقل سیمینار منعقد کیا، جس میں ہندوستان کے علاوہ بیرون ہند سے بھی بہت سے ممتاز اہل علم نے شرکت کی، اس سیمینار میں محب عزیز مولانا مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاحی نے اپنے دو مقالات پیش کئے، اب انھوں نے ان دونوں مقالات کو مزید تحقیق و تحسین، ماخذ سے مراجعت اور مفید اضافات کے ساتھ ”شافعی مسلک — تاریخ اور خدمات“ کے نام سے مرتب کیا ہے۔

غالباً اردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی علمی و تحقیقی کاوش ہے، مصنف نے اس کتاب میں امام شافعیؒ کے حالات، اجتہاد و استنباط کے اعتبار سے ان پر گزرنے والے مختلف ادوار، فقہ شافعی کے ناقلین اور عہد بہ عہد فقہ شافعی میں پیدا ہونے والے اہم مولفین فقہ شافعی کی تنقیح و ترجیح کے سلسلے میں خدمت انجام دینے والے اہل علم کا تذکرہ کرنے کے علاوہ فقہ شافعی کی اکثر اہم کتابوں کا تعارف بھی کرایا ہے، جو فقہ کے اساتذہ و طلبہ کے لئے بے حد مفید اور نافع ہے۔

پھر اس کتاب کی ایک فصل میں اُصول فقہ اور قواعد فقہ کے سلسلے میں فقہاء شوافع کی خدمات کا تفصیلی ذکر کرنے کے علاوہ فقہ شافعی کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے — ایک اہم موضوع اصطلاحات کا ہے، ہر فقہ میں ان کی مخصوص اصطلاحات ہوتی

ہیں اور یہ اصطلاحات بتدریج وجود میں آتی ہیں، اس لئے فقہ کے اساتذہ و طلباء کے لئے ان سے آگاہ ہونے کی بے حد اہمیت ہے، مؤلف نے ان اصطلاحات پر بھی ایک فصل قائم کی ہے، اُمید ہے کہ اس سے اہل علم کو روشنی ملے گی اور بکھرا ہوا مواد انہیں یکجا حاصل ہو جائے گا۔ مؤلف کتاب جامعہ فلاح دارین ترکیسر (گجرات) کے فاضل ہیں، انہوں نے امارت شرعیہ بہار میں قضاء کی تربیت پائی ہے، اس وقت فقہ شافعی کی سب سے بڑی درسگاہ ”جامعہ حسینیہ عربیہ شری وردھن، ضلع رائے گڑھ“ میں فقہ کے استاذ ہیں، دارالقضاء کوکن کے قاضی شریعت ہیں اور بحمد اللہ ایک باصلاحیت نوجوان فاضل کی حیثیت سے اُبھر رہے ہیں، ان کے تحریر کئے ہوئے اہم فیصلوں کے اہل علم قدر شناس ہیں، دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید علمی و قلمی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور رفیق گرامی حضرت مولانا امان اللہ قاسمی زیدہ مجدہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان ہی کے زیر سایہ فکر و نظر کا یہ قافلہ رواں دواں ہے، اللہ تعالیٰ اس سفر شوق کو قائم رکھے اور جامعہ حسینیہ کا یہ گلشن علمی سدا بہار رہے۔

وبالله التوفیق وهو المستعان .

خالد سیف اللہ رحمانی

(خادم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد)

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ ، ۵ مئی ۲۰۱۳ء



تقریظ

سرخیل علماء کوکن، وقار سادات، معروف قلمکار، رہبر ملت

حضرت مولانا سید عبدالمنعم نظیر صاحب، وفیہ للعالی

(سابق صدر المدینہ جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن و سرپرست مدرسہ دار الفلاح و ڈولی، گوئڈگھر)

چند کلمات ”شافعی مسلک: تاریخ و خدمات کے آئینے میں“ سے متعلق

عزیز مکرم قاضی و مفتی محمد حسین صاحب نے ایک نہایت کارآمد کتاب لکھی ہے، اور

انہوں نے اس کا حق ادا کیا، اور یہ انہی کا حق تھا، اس لئے کہ وہ نہ صرف عالم و فاضل بلکہ مفتی

اور قاضی بھی ہیں، جب یہ زیور طبع سے آراستہ ہوگی تو شوائع علماء یقیناً خوش ہو کر انہیں دعائیں

دینگے، اس لئے کہ قاضی صاحب نے اپنی محنت و کاوش سے انہیں اپنے علماء و مجتہدین شوائع؛

سلف تا خلف سے متعارف کرایا، ساتھ ان کی کتابوں سے بھی متعارف کرایا، اخیر میں

اصطلاحات وغیرہ پیش کر کے فقہی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے الجھی ہوئی گتھی بھی

سلجھادی، میں کہوں گا کہ موصوف کا ہمارے علماء کوکن کی گردن پر عظیم احسان ہوگا، علماء کوکن

اس احسان کا شکریہ اسے پڑھ کر اور اس سے فائدہ اٹھا کر ہی ادا کر سکتے ہیں۔

میری علماء کوکن سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جن نادر اور وقیع فقہی اور اصولی

کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، انہیں تلاش کریں اور انکا مطالعہ کریں، اس لئے کہ درسی کتابیں

صرف رہنما ہوتی ہیں، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کاشتکار بارش سے پہلے کھیت کو بونے کے

لئے ہموار کرتا ہے، اور اس میں ہل چلا کر اسے اناج اگانے کے لائق بناتا ہے، صحیح بات یہ ہے

کہ درسی کتابیں پڑھ کر کوئی علامہ نہیں بنتا، جن علماء نے ہمارے لئے کتابیں لکھیں، وہ یونہی علامہ نہیں بنے، بلکہ انھوں نے کئی ملکوں کا سفر کیا، کئی علماء سے علم حاصل کیا اور قدیم و جدید علماء کی تصنیفات سے استفادہ کیا، سچی بات یہ ہے کہ جس کو علم کے حصول کی لگن ہوتی ہے وہ کسی ایک آدھ کتاب کو پڑھ کر اس پر قناعت نہیں کرتا، بلکہ زندگی بھر اسے علم کی پیاس رہتی ہے، اس لئے اسے علم کی تلاش رہتی ہے، ایک بڑے فلاسفر نے کہا تھا ”ہم نے جو کچھ علم حاصل کیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ابھی سمندر کے کنارے سنگریزوں سے کھیلے رہے، علم ہے ہی بے کنار سمندر“۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سارے سمندروں کی سیاہی بنائی جائے اور تمام درختوں کے قلم بنائے جائیں، تب بھی اللہ تعالیٰ کا علم ختم نہیں ہوگا، ہم گرچہ اس بحر بے کراں میں تیرنے کے بھی قابل نہیں ہیں، مگر آج ہم پر امت کو علم قرآن و حدیث سے روشناس کرانے کی جو ذمہ داری ہے، اس سے سبکدوش ہونے کے لئے اپنی زندگی کا بیشتر وقت وسیع مطالعے میں صرف کرنا چاہئے۔

مجھے خوشی اور بے حد مسرت ہوتی ہے کہ کوکن جیسے بخر علاقے میں ماشاء اللہ قابل علماء پیدا ہوئے ہیں، جن میں سے ایک قیمتی ہیرا قاضی محمد حسین ہیں، مجھے آپ پر اور کوکن کے تمام اہل علم پر بجا فخر ہے کہ جو وہ کام کر رہے ہیں وہ میری سوچ سے بھی بلند ہے، اب یہ کہنا بجا ہوگا کہ اب ہم جیسوں کو مستقبل کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انشاء اللہ، آپ لوگ امت کی کشتی کے ملاح ہوں، جو انشاء اللہ اس کشتی کو پار لگانے کی ہمت، جرأت اور صلاحیت رکھتے ہوں، بشرطیکہ اپنا مطالعہ وسیع رکھیں، مطالعہ میں قرآن، حدیث اور فقہ کے ساتھ ساتھ تاریخ قدیم و جدید، نفسیات، جغرافیہ، قدیم و جدید سائنس اور مختلف زبانیں سیکھیں۔

دیکھئے! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ چھپی قوموں کا ذکر کیا ہے؛ یہ تاریخ ہے، جن قوموں کا ذکر کیا ہے؛ ان قوموں کا جائے وقوع جاننا؛ یہ جغرافیہ ہے، تخلیقات کا ذکر کیا ہے؛ یہ سائنس ہے، اور انسانوں سے جس انداز میں مخاطب کیا ہے؛ یہ نفسیات ہے۔ اور ہم پر تذکیر و موعظت کی ذمہ داری ہے؛ اس کے لئے مختلف زبانوں کا سیکھنا بھی ضروری ہے، جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دوسری قوموں کی زبان سیکھنے کی ترغیب دی تھی۔

بہر حال عزیز مکرم قاضی محمد حسین ہم سب کے شکر یے کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ موصوف کو خوب جزائے خیر عطا کرے، اور ہمیں اس کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ فقہی، اصولی، تفسیر قرآن اور شروحات احادیث کے مطالعے کی ہمت، قوت اور توفیق عطا کرے اور وقت میں برکت اور قربانی کا وافر جذبہ عطا کرے اور ہمیں سلف و خلف کے علوم سے مستفید کرے۔ آمین۔ والسلام۔

از: (مولانا) سید عبدالمعتم نظیر (صاحب)۔ میندری

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ / ۲۱ اپریل ۲۰۱۳ء

اللہ کی توفیق سے ازہر کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریور دھن میں ”اسلامک فقہ اکیڈمی“ کی سرپرستی میں ۶-۷ جنوری ۲۰۱۳ء کو ایک عظیم الشان علمی سمینار ”فقہ شافعی کی تاریخ اور ہندوستان میں علماء شوافع کی خدمات و تالیفات“ کے موضوع پر منعقد ہوا، جس نے جامعہ کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے، جامعہ کی علمی اور تنظیمی صلاحیتوں کو ملک و بیرون میں سراہا گیا، اس عظیم سمینار کے لئے مہتمم جامعہ حسینیہ حضرت مولانا امان اللہ قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے اپنے اس شاگرد کو محبتاً مقالہ لکھنے کا حکم دیا، ذہن میں مختلف عناوین صف بستہ اپنے سے مستفید ہونے کی دعوت دے رہے تھے، اللہ رب العزت کے فضل نے میرے دو عظیم اساتذہ کرام (۱) مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی (سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) اور (۲) اور میرے مخدوم مکتوم حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب قاسمی گوالیاری (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات) کی یہ تمنا میں میرے دل و دماغ میں موجزن کیں کہ فقہ شافعی کی تاریخ جس میں اس عظیم فقہ کے ائمہ اور کتابوں کا تعارف اردو میں ہو، تاکہ عوام و خواص اس سے فائدہ اٹھائیں، اور خود بندہ کے بھی علم و عمل میں اضافہ ہو۔

لہذا اب تیاری شروع ہوئی، تحقیقی و تاریخی مواد تو عربی کتابوں میں کافی بکھرا ہوا نظر آیا، لیکن ضرورت لاحق ہوئی کہ طرز تحریر و اسلوب بیان کیسا ہو؟ اللہ کے فضل سے دکتور اکرم یوسف عمر القواسمی کی کتاب ”المدخل الی مذهب الامام الشافعی“ کا طرز اور ترتیب و تسبیق بہت پسند آئی، اسی کو اصل بناتے ہوئے اسی نہج و ترتیب پر کچھ اضافوں اور تشنہ پہلوؤں کو سیراب کرتے ہوئے مختلف کتابوں کی چھان بین کے ساتھ مقالہ تیار ہوا، سمینار میں مقالہ کو اللہ کے فضل و انعام سے سراہا گیا، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے سیکریٹری جنرل فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے مزید تحقیق اور ترمیم و اضافوں کے ساتھ چھپانے کا مشورہ دیا، اب حوصلوں کو جلا ملی، ہمت بڑھی، اور بہت ہی



عرض حال

از: مفتی محمد حسین قمر الدین ماہمکر فلاچی

نظہ کوکن میں عموماً شافعی مسلک پر عمل ہے، عربی زبان میں اسلامی فقہ اور شافعی فقہ کی تاریخ و تعارف پر کافی وافی ذخیرہ موجود ہے، وقت کی ضرورت اور کچھ ناگزیر اسباب کی بناء پر یہ ایک حقیر سی کوشش اردو زبان میں پیش کرنے کی سعادت اللہ رب العزت نے عطا فرمائی ہے۔

اصل میں مدرسہ فیض العلوم نیرل کے ترجمان ماہنامہ ادراک جدید میں میرے عزیز دوست مرحوم حضرت مفتی محمد سلمان صاحب سرکھوت، رحمہ اللہ، نے ایک سلسلہ بنام ”تدوین فقہ شافعی کا تاریخی پس منظر“ شروع فرمایا، حضرت مفتی صاحب کا درخشاں قلم اور پھر تحقیق کا خزانہ، لہذا اسے کافی سراہا گیا، لیکن اللہ رب العزت نے حضرت مفتی صاحب کو بالکل نوجوانی میں ہی اپنے پاس بلا لیا، اور ایک جائگاہ حادثہ میں وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اللہ ان کی مغفرت فرما کر رفع درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

مرحوم مفتی سلمان صاحب کے قلم سے چار قسطیں ہی منظر عام پر آئیں تھیں، ان کے سانحہ ارتحال کے بعد ادارہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالسلام نے مجھے قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے اس حقیر سے التماس کی، مرحوم مفتی سلمان صاحب کی دوستی کے حق کو ادا کرنے اور حضرت کے حکم کی تعمیل میں اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بندہ نے حامی بھری، پھر اس گوشہ کی تشنہ لبی کو سیراب کرنے کی کوشش میں اپنی صلاحیت کے بقدر محنت کی، لیکن تسلسل باقی نہ رکھ سکا۔

محنت و کاوش کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی۔ حسب ذیل منج پر کام کیا گیا ہے:

(الف) اس کتاب میں شافعی مسلک کی مرحلہ وار ترقی کو حضرت امام شافعیؒ کے زمانہ میں آپ کے فقہی اجتہادات و مسلک کے ظہور سے موجودہ زمانہ تک چھ مراحل اور ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر مرحلے اور دور میں شافعی مسلک کے اہم فقہاء مجتہدین کا ان کی فقہی و علمی خدمات کے اعتبار سے تعارف ہے۔

(ب) حضرت امام شافعیؒ سے موجودہ زمانہ تک ہر دور و مرحلہ میں علماء و ائمہ شوافع کی بڑی تعداد رہی ہے، اور الحمد للہ انھوں نے اپنے اپنے زمانہ میں فقہ شافعی کے ساتھ دیگر علوم شرعیہ میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں، ان تمام کا تعارف اس کتاب میں درج نہیں ہے، اس مختصر سی کتاب میں ان کا احاطہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں تھا، ان کے لئے تو ہزاروں صفحات درکار ہیں، بلکہ صرف انہی فقہاء شوافع کا تعارف ہے، جنھوں نے اپنے زمانہ میں فقہ شافعی کی تدریجی ترقی میں ایک نیا کارنامہ انجام دیا، جس سے اس مسلک کو مضبوطی ملی اور شافعی مسلک کا وقار بلند ہوا۔ ان میں بھی یقیناً کسی کا تذکرہ رہ گیا ہو۔

(ج) فقہاء شوافع کے تعارف میں بھی ان کی فقہی و علمی خدمات پر روشنی ڈالنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ان کے پورے احوال زندگی درج نہیں ہیں، ورنہ کتاب کافی طویل ہوتی، جن مآخذ سے ان کے احوال و کوائف درج کئے گئے ہیں، ان کے تفصیلی حوالجات مذکور ہیں، تفصیل کے خواہشمند حضرات اصل مراجع سے رجوع کر سکتے ہیں۔

(د) فقہاء شوافع کے تعارف کے ساتھ ان کی چند اہم و نادر اور مفتی بہ مراجع کی حیثیت رکھنے والی فقہی تصنیفات کا بھی تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ ان کتابوں سے استفادہ آسان ہو، اور شافعی مسلک میں ان کتابوں کا درجہ و مرتبہ سمجھ میں آئے، اور درس و تدریس، فقہ و فتاویٰ، فیصلوں اور انفرادی و اجتماعی عملی زندگی میں ان سے مدد حاصل ہو، یہ ذہن نشین رہے کہ تمام کتابوں کا تعارف نہیں ہے، شافعی مسلک کی مختصر اور مطول کتابیں بے شمار ہیں، جن کو بیان

کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب بھی ناکافی ہے، اس میں بندہ نے جامعہ حسینیہ کے استاذ اور جامعہ کے ترجمان المہادی کے معاون مدیر عزیزم حضرت مولانا انوار احمد صاحب مبارکپوری قاسمی صاحب حفظہ اللہ کے مقالہ سے خوب استفادہ کیا ہے، نیز فقہ شافعی کی خصوصیات جامعہ حسینیہ کے استاذ عزیزم حضرت مولانا مفتی فرید احمد صاحب ہر نیکر حفظہ اللہ کی کاوش ہے، یہ گوشے ان دو حضرات کی عرق ریزی کے نتائج ہیں۔ اللہ انکی خدمات کو قبول فرمائے اور دارین میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

(ه) اس کتاب کو اردو میں شافعی مسلک کے تعارف، تاریخ اور خدمات کے اعتبار سے مفید بنانے کے لئے فن اصول فقہ اور قواعد فقہیہ میں فقہاء شوافع کی تصنیفات و تالیفات کا تعارف بھی پیش کیا ہے تاکہ مطالعہ کے شوقین حضرات ان کتابوں کو حاصل فرما کر ان سے فائدے اٹھائیں۔ اور ہم اس بات کو بھی جان لیں کہ علماء و فقہاء شوافع نے فقہ، اصول اور قواعد فقہیہ میں بہت ہی قیمتی خدمات انجام دی ہیں، اور صرف انہی علوم و فنون میں نہیں بلکہ فن تجوید و قرأت، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فن اسماء رجال، اسلامی و عالمی تاریخ، اسلامی جغرافیہ، قدیم سائنس، نفسیات، لغت، علم کلام و عقائد، تصوف و سلوک اور علم اخلاقیات وغیرہ کئی علوم شرعیہ و دنیویہ میں علماء شوافع کی چشم کشا تصانیف و خدمات ہیں۔

(و) فقہ شافعی کی اہم اصطلاحات اور شخصیتوں کے رموز بھی مذکور ہیں، تاکہ شافعی مسلک کی کتابوں میں درج اقوال، احکام و مسائل اور فتاویٰ کے درجات سمجھنے میں آسانی ہو۔

(ز) اس کتاب میں شافعی مسلک کی مناسبت سے چند دیدہ زیب چارٹس بھی شامل کئے ہیں، جن میں موجودہ دور سے امام شافعی تک اور ان سے یہ علمی شجرہ نئی پاک ﷺ تک پہنچتا ہے، ساتھ ہی شافعی مسلک کی فقہی اور اصولی کتابوں کی سنہری لڑیاں بھی موجود ہیں۔

(ح) کتاب کے ابتداء میں اسلامی قانون کی اہمیت، شریعت کی افادیت، تقلید و اتباع کی مشروعیت اور شافعی مسلک کی ضرورت وغیرہ مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں حضرت

شیخ الحدیث جامعہ حسینہ حضرت مولانا محمد ابراہیم بن علی خطیب صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب تحفة الباری کے گرانقدر مقدمہ سے استفادہ واخذ ہے۔ تفصیل کے طالب اصل سے مراجعت فرمائیں۔

(ط) مرتبین، مؤلفین و مصنفین کی حوالے تحریر کرنے کی الگ الگ ترتیب ہے، بندہ نے جو بات جس کتاب سے نقل کی بس اس کے ختم پر ہی اس کا حوالہ دے دیا ہے، تاکہ مراجعت میں سہولت ہو۔ شافعی مسلک کے علماء کی کتابوں سے ہی حتی الامکان حوالجات لکھے ہیں، بعض تاریخی امور کے لئے دیگر کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(ی) کتاب کی تصحیح میں انتھک محنت ہوئی، پھر بھی دانستہ و نادانستہ اپنی علمی کمی کی بناء پر یقیناً لغزشیں و غلطیاں ہوں گی، لہذا ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ ان کی اصلاح کی جائے، ابھی بھی بہت سے گوشے اس موضوع پر شامل نہیں ہوئے ہیں، انشاء اللہ آئندہ کوشش ہوگی۔

شکر و سپاس

معزز قارئین کی خدمت میں اس علمی سوغات کو پیش کرتے ہوئے اس حقیر کی پیشانی تشکر و امتنان کے جذبے سے بارگاہِ خداوندی میں جھکی ہوئی ہے کہ یہ محض اس کا فضل و کرم ہے کہ اس کی توفیق سے یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت ملی ہے، مجھے اس کا خوب احساس ہے کہ اپنی بساط بھر کوشش کے باوجود اس موضوع پر جو تحقیق مطلوب تھی، وہ نہیں ہوسکی، کیوں کہ وہ جس علمی تجر، وسعتِ مطالعہ اور فقہی و تاریخی بصیرت کو چاہتی ہے، ان اوصاف سے یہ کم علم اور ناتجربہ کار خالی ہے، لیکن جو کچھ قارئین کی خدمت میں پیش ہے، وہ محض اللہ رب العزت کے احسان کا ادنیٰ مظہر ہے۔

فلله الحمد والشکر۔

اس مبارک موقع پر میں اپنے تمام محسن اداروں ”خصوصاً ازہر کوکن جامعہ حسینہ عربیہ شریوردھن، دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات اور امارت شرعیہ پٹنہ بہار کا، ان کے

منتظمین، جمیع اساتذہ کرام اور کارکنان کا کہ جن کی آغوش میں میری تعلیمی و فکری تربیت ہوئی، اپنے والدین، دادی، متعلقین، اعزہ و اقارب، مخلص علمی دوستوں اور معاونین کا بے حد ممنون ہوں، کہ جن کی فکروں اور دعاؤں نے کچھ بڑھنے لکھنے کے قابل بنایا۔

اس موقع سے جن شخصیات کے تئیں میں اپنے دل میں خصوصی شکر و احسان کے بے پناہ جذبات پاتا ہوں، ان میں سرخیل علماء کوکن حضرت مولانا سید عبدالمنعم صاحب نظیر اُدام اللہ فیوضکم علینا۔ شافعی مسلک اور تقلید و وقت کے اہم مسائل پر حضرت نے بنیادی اور اہم معلومات پر مشتمل کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی کتابوں کی روشنی میں کوکن پروان چڑھ رہا ہے۔ حضرت نے اپنی مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود محبتاً اس کتاب کے مسودہ کو حرف بحرف دیکھ کر ضروری اصلاحات فرمائیں، اپنے مفید و قیمتی مشوروں سے نوازا اور حوصلہ افزائی کی خاطر گرانقدر تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ نیز فخر کوکن حضرت مولانا سید شوکت علی نظیر صاحب اُدام اللہ فیوضکم علینا (امام و خطیب جامع مسجد ممبئی) کا احسان عظیم مانتا ہوں کہ کتاب کا مسودہ اور حضرت مولانا سید عبدالمنعم صاحب کی تصحیح و تقریظ ملاحظہ فرمانے کے بعد اس ناچیز کی پیشانی کو چوما اور حوصلہ افزا و دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔

اسی طرح فقیر العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مشکور ہوں کہ اپنی گونا گوں علمی، قومی، بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود مسودہ پر نظر فرما کر مفید و قیمتی مشوروں سے نوازا اور حوصلہ افزائی کی خاطر گرانقدر تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ پھر میرے عزیز خیر خواہ انجمن دردمندان تعلیم و ترقی ٹرسٹ کے بانی و صدر محترم حضرت مولانا مفتی رفیق صاحب پور کرمدنی مدظلہ العالی کا انتہائی ممنون ہوں کہ جن کی توجہات اور فکروں سے ہم علماء کوکن قوم و ملت کے کام آنے کے لئے کوشاں ہیں، اور جو ہر مشکل مرحلے پر اپنے تعاون سے نوازتے ہیں، جنہوں نے مسودہ دیکھ کر بہت حوصلہ دیا کہ اس کام کی ضرورت تھی جو پورا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی تحریک و تائید، مشورے، حوصلہ افزائی

اصلاح و جانچ اور کتاب کی تالیف و ترتیب اور چھپائی تک نیز اس کے بعد کے مراحل میں اور میری علمی زندگی میں بھی بہت سے حضرات کا تعاون شامل رہا، جنہیں اللہ کی ذات بخوبی جانتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان تمام معاونین کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور دارین کی خیر و برکات سے ان کا دامن بھر دے، اللہ میری اس علمی سوغات کو خوب قبول فرمائے، بغرضوں اور خطاؤں سے درگزر کرے، نفع عام و تمام فرمائے اور دارین کی فلاح و کامرانی کا سبب بنائے۔ آمین۔

رَبَّنَا اتِّنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ (آمین)

والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد بن عبد الله الأمين
وخاتم النبيين وعلى اله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم
الدين، والحمد لله رب العالمين.

احقر العباد: محمد حسين قمر الدين ماهمكر فلاحى

۲۶ جمادى الثانية ۱۴۳۴ھ

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
محمد بن عبد الله الأمين وخاتم النبيين وعلى اله وصحبه أجمعين ومن
تبعهم باحسان الى يوم الدين . أما بعد!!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر
من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم
لعلهم يحذرون (التوبة: ۱۲۲)

ترجمہ: اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ (ہمیشہ) سب کے سب
(جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں، لہذا ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے
ایک گروہ (جہاد کے لئے اللہ کے راستے میں) نکلا کرے تاکہ (جو لوگ جہاد میں نہ گئے
ہوں) وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے محنت کریں اور جب ان کی قوم واپس آئیں
تو ان کو متنبہ کریں تاکہ وہ (گناہوں سے) بچ کر رہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين. (متفق عليه).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس بندہ کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے دینی علم
و سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

اسلامی قانون کی اہمیت: انسانی سماج کو سنوارنے میں قانون کا اہم کردار ہوتا
ہے، قانون ہی انسان کی کبھی نہ ختم ہونے والی خواہشات اور تمناؤں کے لئے اخلاقی حدود
قائم کرتا ہے، سماج و معاشرہ کو نکر اور جھگڑوں سے بچاتا ہے، ظالم کو ظلم سے روکتا ہے، مظلوم کو

اس کا حق دلاتا ہے اور سماج میں رہنے والے تمام لوگوں نیز معاشرہ میں بسنے والے تمام انسانوں کے حقوق و فرائض متعین کرتا ہے، جس سماج میں قانون کی حکمرانی نہ ہو وہ انسانوں کی آبادی نہیں بلکہ وہ انسانوں کا جنگل ہے اور جو سماج قانون کی بندش کو قبول کرتا ہے اور قانون کی پابندی کا لحاظ رکھتا ہے وہ انسانیت کا گلشن ہے، جس میں محبت کے پھول کھلتے ہیں اور امن و شانتی کے پھل پروان چڑھتے ہیں۔

اسی لئے تاریخ کے ہر دور میں کوئی مہذب سماج ایسا نہیں جو قانون کی حکمرانی سے خالی رہا ہو، یہ تو انین بنیادی طور پر دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین، چاہے پھر اسے ایک فرد نے بنایا ہو یا کچھ افراد نے یا جمہور نے؛ (۲) الہامی قوانین، جو اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے بھیجے جاتے ہیں، جس دن سے انسانوں کی یہ بستی بسائی گئی ہے، اسی دن سے خدا کی طرف سے اسے زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، اسی خدائی قانون کا نام ”شریعت“ ہے، اسی خدائی قانون کی آخری و مکمل شکل کا نام ”شریعت محمدی“ ہے، جو انسانی زندگی کے لئے سب سے زیادہ موزوں اور انسانی فطرت سے میل جول رکھنے والی اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی انسان کے لئے اسی ذات کا بنایا ہوا قانون و نظام زندگی مفید ہو سکتا ہے جو اس کی خوبیوں اور خامیوں، جذبات و خواہشات سے اور اس کی ضروریات سے پوری طرح واقف ہو، وہ اس کا ہمدرد و خیر خواہ ہو اور اس کے ساتھ پورا پورا انصاف بھی کر سکتا ہو، اللہ کی ذات سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی مہربان و رحیم نہیں ہے، اسی لئے یہ بات پوری طرح حقیقت اور عقل و حکمت کے مطابق ہے کہ اللہ کا بھیجا ہوا قانون چاہے براہ راست ہو یعنی وحی کے ذریعہ ہو یا پھر نبی ﷺ کی زبانی ان کی ترجمانی کی گئی ہو، وہی قانون مخلوق کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہے۔

شرعی قانون کے بنیادی طور پر چار مصادر و مآخذ ہیں: (۱) قرآن کریم

(۲) سنت رسول ﷺ (۳) اجماع (۴) قیاس، اور ان سے احکام و مسائل نکالنے کا نام ”اجتہاد“ ہے، یہ اجتہاد کوئی معمولی کام نہیں ہے، اس کے لئے غیر معمولی و اعلیٰ درجہ کی علمی و عملی صلاحیت، قابلیت اور صلاحیت مطلوب ہے اور اللہ کا ڈر بھی؛ علم اس لئے کہ بے علمی کی وجہ سے احکام و مسائل شرعیہ میں غلطی نہ ہو جائے اور اللہ کا ڈر اس لئے کہ جان بوجھ کر غلطیوں سے اپنے آپ کو داغدار نہ بنایا جائے۔

اسی بناء پر تاریخ میں بہت کم لوگ ایسے گذرے ہیں، جن کو امت نے اجتہاد کا لائق و قابل سمجھا، یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ جو براہ راست رسول اللہ ﷺ سے فیض یافتہ تھے، ان میں بھی علامہ ابن قیمؒ نے صرف ۱۳۰ ایک سو تیس شخصیتوں کو فقیہ و مجتہد شمار کیا ہے، صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین نے توفیق خداوندی اور سہولت کے مطابق احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے مسلک کو حاصل کیا، اسے یاد کیا اور سمجھنے کی کوشش کی، حتیٰ الامکان مختلف امور کو جمع کیا، صحابہ کرام کے مختلف اقوال میں تابعین نے ترجیح (ایک قول کو دوسرے پر فوقیت دینا)، تطبیق (مختلف اقوال کو جوڑنا) اور تنقیح (ضعیف اقوال میں سے صحیح اقوال کو الگ کرنا) کے کام کئے، اس طرح تابعین میں سے ہر ایک عالم، فقیہ و مجتہد کا ایک مسلک قائم ہو گیا، جیسے مدینہ میں سعید بن مسیبؒ اور سالم بن عبد اللہ بن عمرؒ، انکے بعد امام زہریؒ وغیرہ، مکہ میں امام عطاء بن ابی رباحؒ، کوفہ میں امام ابراہیم نخعیؒ اور امام شعمیؒ، بصرہ میں امام حسن بصریؒ، یمن میں امام طاووسؒ اور شام میں امام مکحولؒ وغیرہ۔

اللہ نے تابعین کے بعد حاملین علم کی ایک جماعت کو پیدا کیا، انھوں نے احادیث مبارکہ، بہت زیادہ پیش آنے والے مسائل و احکامات اور مختلف شہروں کے قاضیوں کے فیصلے اور مفتیوں کے فتاویٰ سن کر جمع کئے، اور تمام امور میں انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی کا ثبوت دیا، اس طرح وہ مسلمانوں کے امام اور مذہبی معاملات میں مرجع بن گئے، اسی دور میں سب سے پہلے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے فقہی مسلک کا ظہور ہوا، پھر امام شافعیؒ

کے مسلک فقہ شافعی اور بعد میں امام احمد بن حنبلؒ کے فقہی مسلک کا ظہور ہوا۔

یہ بات نہیں ہے کہ اس زمانہ میں انہی چار حضرات میں اجتہادی صلاحیت تھی، بلکہ ان کے علاوہ بھی کئی شخصیات انہی کے ادوار میں قرآن و سنت سے براہ راست احکام و مسائل نکالنے کی اعلیٰ درجہ کی صلاحیت رکھتے تھے، لیکن یہ ایک غیبی فیصلہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انہی چار مسالک کو امت میں مقبولیت عطا فرمائی، کیونکہ ان فقہاء مجتہدین کی آراء قرآن و سنت اور منشا شریعت سے قریب محسوس کی گئیں، اور انہوں نے زندگی کے تمام شعبوں کے یعنی پیدائش سے موت تک تمام احکام و مسائل جمع فرمائے، ان چار بڑے بڑے ائمہ کرام نے اجتہاد و استنباط کے مختلف پہلوؤں کو، فقہاء صحابہ کرام کے اکثر اقوال کو اور تابعین کے طرق کو اپنے مسالک میں جذب کیا، گویا ان کے مسالک پوری شریعت اسلامی کے ترجمان اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے لئے شرح و بیان ہیں، تو ان کو اور ان کے مسالک کو جو بے پناہ مقبولیت ملی اور امت کا بہت بڑا طبقہ ان حضرات کے مسالک کی تقلید کر رہا ہے، یہ اللہ کا عطیہ ہے، جیسے احادیث صحیحہ کے بہت سے مجموعے مرتب ہوئے، لیکن صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو جو مقبولیت ملی وہ قبول عام و تمام کسی دوسری تالیف کے حصہ میں نہیں آیا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تیسری صدی ہجری کے بعد ہمیں کوئی ایسی شخصیت نہیں ملتی کہ جس نے زندگی کے تمام شعبوں کے مسائل میں یا پھر معتد بہ (اچھی خاصی تعداد کے) مسائل میں خود اجتہاد کیا ہو، حضرت امام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ (م: ۳۱۰ھ) آخری شخصیت ہیں، جن کو مجتہد شمار کیا گیا، ان کے بعد بڑے بڑے اہل علم آئے، لیکن انہوں نے اجتہاد کے بجائے تقلید کا ہی راستہ اختیار کیا اور کسی نے اجتہاد کیا بھی تو دو چار مسائل میں، اگر اکا دکا کسی نے اپنے مجتہد ہونے کا دعویٰ کیا بھی تو امت میں اسے قبولیت نہیں ملی، یہاں تک کہ خود محدثین جیسے امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ، امام بیہقیؒ، امام دارقطنیؒ، امام نوویؒ، امام سیوطیؒ وغیرہ جیسے اہل علم جن کے پاس حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ تھا، لیکن انہوں نے بھی تقلید

کو ہی اپنے لئے بہتر سمجھا، یہ محسوس کر کے کہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق جو رہنمائی ہو سکتی تھی اور جن مختلف آراء کا امکان تھا نیز مختلف صحابہ کے جو فتاویٰ تھے، سلف صالحین (خصوصاً ائمہ اربعہ) نے ان سب کو اپنے اجتہاد میں سمیٹ لیا ہے، اب از سر نو اس کام کو کرنا بیکار ہے۔

ہمیں تو فقہاء کا احسانِ عظیم سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث اور علوم سلف کا عطر و نچوڑ ”فقہ“ کی صورت میں ہمارے سامنے رکھ دیا ہے کہ اگر یہ فقہ نہ ہوتی تو صرف نماز کے مسائل میں کسی کونیت سے سلام تک مسائل میں سینکڑوں احادیث دیکھنی پڑتیں، پھر راویوں کے حالات کھنگال کر ان کے درجات متعین کرنے پڑتے، آپس میں ٹکر رہی روایات میں ترجیح اور نہ جانے کتنے الفاظ کی تحقیق کرنا پڑتی، شاید سالہا سال کی انتھک کوشش کے بعد یہ کام ممکن ہوتا، اور دوسرے کئی کاموں میں رکاوٹ پیدا ہوتی، اور اگر تمام امت یا اکثر امت اس کام میں لگ جاتی تو دیگر دینی، تعلیمی، سماجی اور معاشی و معاشرتی وغیرہ مسائل میں کافی نقصان ہوتا، ان فقہاء مجتہدین کی محنتوں کی بناء پر وہی تمام مسائل ”فقہ“ کی کتاب میں نماز کے باب کے چند صفحات میں تمام مباحث کا نچوڑ مل جاتا ہے، یہ آسانی فقہاء نے ہمارے لئے پیدا کی ہے۔

تقلید کی شرعی حیثیت: ایک سوال جو عموماً ہمارے بعض نام نہاد ”خیر خواہوں“ کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، اور اس کا وہ بر ملا اظہار بھی کرتے ہیں، کہ چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید ہی کیوں ضروری ہے؟ حالانکہ صحابہ و تابعین کے دور میں تقلید کا رواج نہیں تھا، یہ تو بدعت ہے، نیز کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث تو بہت آسان ہے، تو ان سے احکامات و مسائل سمجھنے کے لئے کسی واسطہ کی کیا ضرورت ہے، نیز کہتے ہیں کہ قرآن میں جا بجا باپ دادوں کے طریقہ پر چلنے کی ممانعت آئی ہے؛ مذکورہ اعتراضات کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ”نئے جال لائے پرانے شکاری“ کے اعتبار سے بعض لوگ کرتے ہیں، خیر ان کی تفصیلی وضاحت

حضرت شیخ الحدیث جامعہ حسینہ حضرت مولانا محمد ابراہیم بن علی خطیب صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی کتاب تحفة الباری کے مقدمہ میں بہت ہی شرح و بسط اور معتبر و مستند انداز میں فرمائی ہے، اسے ضرور پڑھنا چاہیئے، کچھ اجمالی وضاحت موقع کی مناسبت سے کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ:

دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے قول و فعل سے احکام الہی کی ترجمانی فرمائی ہے، تمام معاملات میں خالصاً اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی ہے، اور جو شخص اللہ و رسول اللہ ﷺ کے بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو اور اس کو مستقل بالذات مطاع (قابل پیروی) سمجھتا ہو تو یقیناً وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

قرآن و حدیث میں بعض احکام تو وہ ہیں، جنہیں ہر معمولی پڑھا لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے، ان میں کوئی اجمال، ابہام یا آپسی ٹکراؤ و تعارض نہیں ہے، انہیں سمجھنا بالکل آسان ہے، ان کے سمجھنے کے لئے نہ اجتہاد کی ضرورت ہے اور نہ ہی تقلید کی؛ جب کہ بہت سے احکام وہ ہیں جن میں اجمال (بہت مختصر بات و کلام جو تفصیل و وضاحت چاہتی ہو) ابہام (معنی ہماری سمجھ میں صحیح نہیں آتا) اور بظاہر آپس میں ٹکراؤ ہے، اب ان کے سمجھنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب ایک صورت یہ ہے کہ ہم اپنی سمجھ و بصیرت پر اعتماد کر کے خود ہی کوئی فیصلہ کر لیں اور دوسری صورت یہ کہ جلیل القدر اسلاف اور ماہرین کی سمجھ و بصیرت پر اعتماد کر کے ان کی سمجھ کے مطابق عمل کریں، اگر انصاف سے کام لیا جائے تو واضح ہوگا کہ پہلی صورت کافی خطرناک ہے اور دوسری صورت حد درجہ محتاط و بہتر ہے، کیوں کہ اس حقیقت کا کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا کہ علم و فہم، ذکاوت و حافظہ، امانت و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری ہر اعتبار سے ہم اس قدر تہی دست ہیں، خالی ہاتھ ہیں کہ قرون اولیٰ (اسلام کی پہلی صدیوں اور زمانوں) کے علماء سے ہمارا کوئی مقابلہ ہی نہیں، پھر جس مبارک ماحول میں قرآن کریم نازل ہوا تھا

اسلاف علماء اس سے بھی قریب ہیں، اور اس نزدیکی کی بناء پر قرآن و حدیث کا مقصد سمجھنا زیادہ آسان ہے، اس کے برخلاف ہم دور رسالت سے اتنے دور جا پڑے ہیں کہ ہمارے لئے اس زمانہ کی طرز معاشرت و گفتگو وغیرہ کا ہو بہو اور ویسا ہی تصور بڑا مشکل ہے، حالانکہ کسی شخص کی بات کو سمجھنے کے لئے اس کے پورے پس منظر کا سامنے ہونا بے حد ضروری ہے۔

ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر ہم اپنی سمجھ پر اعتماد و بھروسہ کرنے کے بجائے مختلف تعبیر (الگ الگ معانی و مطالب والے) پیچیدہ معاملات و مسائل میں اس مطلب کو درست سمجھیں جو ہمارے اسلاف میں سے کسی عالم نے سمجھا ہے تو کہا جائے گا کہ ہم نے فلاں عالم کی ”تقلید“ کی ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی امام و مجتہد کی تقلید صرف اس موقع پر کی جاتی ہے، جہاں قرآن و سنت سے کسی حکم کے سمجھنے میں الجھن و دشواری ہو اور جہاں ایسی کوئی پریشانی نہیں ہے وہاں کسی کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ کسی کی تقلید کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کے حکم کو شارع (شریعت اتارنے و بنانے والے) کی حیثیت سے مانا گیا ہے، بلکہ پیروی تو قرآن و حدیث کی ہے، لیکن صحیح مطلب اور مقصد سمجھنے کے لئے ایک شارح (قرآن و حدیث کی تفصیل و تشریح کرنیوالے) کی حیثیت سے ان کی تعبیر و تشریح پر اعتماد کیا گیا ہے، انصاف سے دیکھو تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ اسے گناہ یا شرک کہا جائے، بلکہ علمی افلاس کے اس دور میں تو یہ بہت ضروری ہے۔

قرآن و حدیث کے بہت سے دلائل، تقلید (چاہے وہ مطلق ہو یا شخصی) کے ثبوت، جواز بلکہ وجوب میں موجود ہیں۔ صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور سلف صالحین کے زمانے میں بکثرت اس کی مثالیں موجود ہیں، پھر چاہے وہ تقلید مطلق (یعنی کسی خاص امام و مجتہد کو متعین نہ کیا جائے بلکہ اگر ایک مسئلہ میں کسی ایک عالم کا مسلک اختیار کیا ہے تو دوسرے میں

کسی دوسرے عالم کی رائے قبول کی جائے) ہو یا تقلیدِ شخصی (یعنی: تمام مسائل میں ایک ہی مجتہد و عالم کی رائے کو اختیار کیا جائے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب ہمارے اس زمانے میں تقلیدِ شخصی از حد واجب ہے، جس علاقہ میں چاروں اماموں کے مسالک میں سے کسی ایک مسلک کی کتابیں اور علماء موجود ہوں تو اس علاقہ میں اسی مسلک کی تقلید کرنا واجب ہے، کیوں کہ جب واجب پر عمل کرنے کا ایک ہی راستہ ہو تو وہی واجب کا درجہ حاصل کرتا ہے، (موسوعة القواعد الفقهية للغزالی: ۲۱۸/۹) جیسے ہمارے خطہ کوکن میں شافعی مسلک کے مدارس، جامعات، مکاتب، کتابیں اور علماء و مفتیان پائے جاتے ہیں، تو یہاں پر حضرت امام شافعیؒ کے مسلک و فقہ کی تقلید لازم ہے۔

شافعی مسلک کے ظہور کے اسباب: ایک علمی سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ جب امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے مسالک اور ان کے اجتہادات امت میں رائج ہوئے تو پھر حضرت امام شافعیؒ نے اپنے مستقل مسلک کی بنیاد کیوں رکھی؟ اس کے کیا اسباب ہیں؟۔

اصل میں حضرت امام شافعیؒ نے جب متقدمین کے مسالک اور ان کی روش میں غور کیا تو انھوں نے بہت سے امور ایسے پائے، جن کی وجہ سے وہ متقدمین کے طریق کی ہو، ہو پیروی نہ کر سکے، جنھیں آپؒ نے اپنی کتاب ”الامام“ میں ذکر فرمایا ہے۔ جن میں سے چند اسباب کا تذکرہ:

(۱) متقدمین مرسل و منقطع احادیث (جس میں صحابہ کے علاوہ روایت کرنے والے نے اپنے سے اوپر درجہ کے واسطہ کا تذکرہ یا نام نہ لیا ہو) پر عمل کرتے تھے، حالانکہ یہ خلل سے محفوظ نہیں تھیں، کیونکہ جب حدیث کے تمام طرق و سند جمع کئے جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ بہت سی مرسل احادیث، مسند احادیث کے مخالف تھیں۔ اس واسطے امام شافعیؒ نے مرسل

حدیث کے لئے بعض شرائط کو ضروری قرار دیا، جو کہ اصول فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، اسی طرح متقدمین کے دور میں مختلف احادیث کے درمیان جمع و تطبیق کے قواعد منضبط نہیں تھے، لہذا ان کے اجتہادی مسائل میں بعض مرتبہ خلل رہا کرتا، اسے دور کرنے کے لئے امام شافعیؒ نے اصول مقرر کئے اور انکو ایک کتاب میں جمع کیا، اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف یہی کتاب ”الرسالة“ ہے۔

(۲) دوسرا معاملہ یہ تھا کہ بعض صحیح احادیث علماء تابعین کے مفتیوں کو نہیں پہنچیں، اس لئے ان کو اپنی رائے سے اجتہاد کرنا پڑا، انھوں نے عام الفاظ کا لحاظ کیا یا انھوں نے گذشتہ صحابہ کی پیروی کی اور اسی کے موافق فتویٰ دیا۔ لیکن تیسرے طبقہ میں یہ احادیث مشہور ہوئیں، تو انھوں نے ان احادیث پر عمل نہ کیا، یہ سمجھ کر کہ یہ احادیث ان کے علماء شہر کے عمل کے خلاف ہیں اور اس طریقے کے خلاف ہیں جس پر وہ سب متفق ہیں اور یہ بات ان احادیث میں طعن کی وجہ بن گئی اور ان احادیث کے غیر معتبر ہونے کی علت ہو گئی، یا وہ احادیث تیسرے طبقہ میں مشہور نہیں ہوئی تھیں، بلکہ اس کے بعد ان کی شہرت ہو گئی جبکہ محدثین نے احادیث کے تمام طرق کو جمع کیا اور مختلف علاقوں کا سفر کر کے علماء حدیث سے ان کی تفتیش کی، پس اکثر احادیث ایسی ظاہر ہو گئیں، جن کی روایت صحابہ میں سے بھی صرف ایک یا دو اشخاص نے کی تھی، اور ان صحابہ سے بھی صرف ایک یا دو اشخاص نے کی تھی، پس بہت سی احادیث ان فقہاء کرام کی نظر سے مخفی رہیں اور ان حفاظ حدیث کے زمانہ میں مشہور ہوئیں، جنھوں نے تمام طرق حدیث کو جمع کیا تھا، مثلاً بہت سی احادیث کو اہل بصرہ نے روایت کیا اور دیگر علاقے ان احادیث سے بے خبر رہیں، پس امام شافعیؒ نے یہ بات واضح کر دی کہ علماء صحابہ اور تابعین کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں حدیث کی تلاش میں رہتے تھے، جب کوئی حدیث ان کو نہ ملتی تو وہ کوئی اور استدلال اختیار کرتے تھے، لیکن اس کے بعد جب کوئی حدیث ان پر ظاہر ہوتی تھی تو وہ حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے، پس جب ان کی ایسی حالت تھی تو ان کا کسی حدیث پر

عمل نہ کرنا اس کے لئے قادح (حدیث کو نہ ماننے کا سبب) نہیں ہو سکتا تاہم وہ کوئی علتِ قادحہ بیان کر دیں تو اس وقت اس حدیث کو نہ قبول کرنے کی وجہ ظاہر ہو سکتی ہے۔

مذکورہ اور دیگر اسباب کی وجہ سے امام شافعیؒ نے فقہ کو از سر نو مرتب کیا، اس کے اصول کو ترتیب دیا، اور ان پر فروع کو مضفر کیا، عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں، اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا، فقہاء ان کی خدمت میں جمع ہو گئے، ان کی کتابوں کا اختصار کیا، ان پر شروح لکھیں، دلائل بیان کئے اور مسائل کی تخریج کی، اور پھر یہ لوگ تمام شہروں میں پھیل گئے، اس طریقہ کا نام ”شافعی مسلک“ ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اس عاجز کی شواہد قارئین سے ایک دردمندانہ التماس ہے کہ ہم احساس کمتری کا شکار بالکل نہ ہوں، فخر سے کہیں کہ

”ہم اہل سنت والجماعت کے زمرہ میں شامل ہیں، تمام سلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین خصوصاً ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں، ان کی عظمت و خدمات اور قربانیوں کی قدر کر کے انھیں سلام کرتے ہیں، اور حضرت امام شافعیؒ کی تقلید کرتے ہیں۔“

اس لئے کہ فقہ شافعی اپنے استدلال اور توازن کے اعتبار سے ایک عظیم الشان فقہ ہے، شافعی مسلک قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کا جامع ہے، شافعی مسلک کتاب و سنت اور علومِ سلف کا عطر، نچوڑ، لب لباب اور گر انقدر مغز ہے۔

واللہ اعلم و علمہ اتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ رب العزت نے انسان کو اس روئے زمین پر اپنا نائب و خلیفہ بنا کر بھیجا ہے (البقرة: ۳۰)، اور اپنی عبادت، معرفت اور اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے (الذاریات: ۵۶) انسانی سماج کی تہذیب و ترتیب کے لئے ایک مکمل جامع خدائی قانون عطا فرمایا ہے، جسے ”شریعت“ کہتے ہیں، اور اسی کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے (المائدة: ۴۸)، تاکہ حضرت انسان کے ذریعہ پورے معاشرہ میں خیر پھیلے اور اس کے شر و فتن سے پوری کائنات محفوظ رہے، اور شریعت کو اللہ اور رسول اللہ کی منشأ کے مطابق سمجھنے کا اپنے بعض بندوں کو درک و اعلیٰ فہم عطا کی، جنہوں نے خوب آبلہ پائی کر کے انسانیت کو پیدائش سے لے کر موت تک کے تمام مسائل و احکامات مدون و مرتب شکل میں عطا کئے، انہی اللہ کی برگزیدہ اور منتخب شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت ناصر الحدیث فقیہ المملکت حضرت امام شافعیؒ ہیں، حضرت امام شافعیؒ جن کی طرف یہ مسلک و دبستان فقہ شافعی منسوب ہے، وہ حضرت امام شافعیؒ اپنے زمانہ کے ذکی ترین لوگوں میں تھے، حضرت امام شافعیؒ نے اپنی خداداد صلاحیت و صالحیت، اپنی قوت کمال، بلندی ہمت اور تمام علوم و فنون میں پختگی و گہرائی کے ساتھ اختیار و ترجیح اور تکمیل و تنقیح کے لئے اپنے آپ کو فارغ کیا، اور اس ”فقہ شافعی“ کی صورت میں آپ نے امت مسلمہ کو ایک معتدل، جامع اور بہترین فقہی مسلک کی دولت سے واقف فرمایا، ان کو ایک طرف امام مالکؒ سے فقہ حجازی تو دوسری طرف امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے فقہ عراقی حنفی کو حاصل کرنے اور دونوں علمی حلقوں کے سرمایہ کا حامل بننے کا موقع ملا، اس لئے شافعی دبستان فقہ دونوں حلقوں کے مزاج و مذاق کی جامع ہے، نہ ظاہر نص پر جمود محض (خالص جماعاً) اور نہ قیاس سے بالکل پہلو تہی ہے اور نہ ہی نصوص کے مقابلہ میں قیاس و رائے کی اتباع ہے، نہ نصوص کے الفاظ پر قناعت اور شریعت کے مصالح و مقاصد سے

انماز (اہمیت نہ دینا) ہے، نہ لوگوں کی ضرورتوں اور چاہتوں سے بے اعتنائی (بے توجہی) ہے، گویا یہ فقہ منقول (قرآن، سنت و اجماع) و معقول (قیاس و استنباط) دونوں کی جامع ہے، اس لئے شافعی مکتب فقہ سے ہر عہد میں جلیل القدر محدثین، فقہاء اور مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں، اور اس دبستان فقہ نے اپنے زمانہ کے ذہین ترین اہل تحقیق علماء کو متاثر کیا ہے، پوری دنیا میں اہل سنت و الجماعت میں مجموعی اعتبار سے احناف کے بعد سب سے بڑی تعداد حضرت امام شافعیؒ ہی کے متبعین کی ہے، فقہ شافعی اپنے استدلال اور توازن کے اعتبار سے ایک عظیم الشان فقہ ہے، شافعی مسلک اور ائمہ اربعہ کے تمام مسالک (حنفی، مالکی، شافعی و حنبلی) میں قیامت تک کی انسانیت کی شرعی رہنمائی کی مکمل صلاحیت ہے، فقہ شافعی کی تدوین، ترتیب، تنقیح، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور افتاء و قضاء کے اعتبار سے جو مرحلہ و امور انجام پائے ہیں، انہیں چھ سہرے ادوار پر تقسیم کرنا مناسب ہے:

پہلا دور (۱۹۵ھ تا ۲۷۰ھ) حضرت امام شافعیؒ کی فقہ و مسلک کا ظہور اور اس کے نقل کا زمانہ دوسرا دور: (۲۷۰ھ تا ۵۰۵ھ) شافعی مسلک کے ظہور و پھیلاؤ اور پختگی کا زمانہ تیسرا دور: ۵۰۵ھ تا ۶۷۶ھ فقہ شافعی کی اولین تنقیح کا زمانہ اور اس میں شوافع کے شیخین علامہ رافعیؒ اور امام نوویؒ کا عظیم کردار

چوتھا دور مسلک شافعی کی دوسری تنقیح کا زمانہ (۶۷۶ھ تا ۱۰۰۴ھ) اور اس میں علامہ ابن حجر ہیتمیؒ اور علامہ شمس الدین رملیؒ اور ان سے پہلے چند فقہاء شوافع کا عظیم کردار پانچواں دور (۱۰۰۴ھ تا ۱۳۳۵ھ) مسلک کی پہلی اور دوسری تنقیح میں تصنیف شدہ کتابوں پر حواشی، شروحات، تعلیقات و تحقیقات لکھنے کی خدمات چھٹا دور (۱۳۳۵ھ تا حال) شافعی مسلک کے نقل و اشاعت کی خدمات

پہلا دور (۱۹۵ھ تا ۲۷۰ھ)

حضرت امام شافعیؒ کی فقہ و مسلک کا ظہور اور اس کے نقل کا زمانہ:

اس کے متعلق سب سے پہلے شافعی مسلک کے روح رواں حضرت امام شافعیؒ کے مختصر احوال کو جاننا ضروری ہے۔

نام و نسب: محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف؛ کنیت: ابو عبد اللہ، القاب: ناصر الحدیث، فقیہ المملکت، نسبت: قریشی، مطلبی، شافعی وکی۔ (آداب الشافعی و مناقبہ: ابن ابی حاتم، ص: ۳۸) امام شافعیؒ کے نسب میں جو مطلب بن عبد مناف ہیں وہ نبی پاک ﷺ کے پردادا ہاشم کے بھائی ہیں، تو گویا عبد مناف پر جا کر آپ ﷺ کے ساتھ مل جاتے ہیں، امام شافعیؒ مطلبی سادات میں سے ہیں۔ (مناقب الشافعی: ابوبکر بیہقی، ۱/۶۷)

فقہ شافعی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے بانی اور مؤسس امام محمد بن ادریس شافعی قریشی، مطلبی اور ہاشمی ہیں اور قریش کو عربوں میں بلکہ اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے، جس کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الناس تبع لقریش فمسلمہم تبع لمسلمہم، وکافرہم تبع لکافرہم۔ (صحیح البخاری: ۳۲۵۷، صحیح مسلم: ۳۳۹۶)

نیز آپ کے علم و تفقہ کی پیشن گوئی خود نبی کریم ﷺ نے اپنی زبانی ارشاد فرمائی، آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”لا تسبوا قریشاً، فان عالمہا یملاً طباق الأرض علماً“، قریش کو برا بھلا نہ کہو، اس لیے کہ قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ (معرفة السنن والآثار للبیہقی: ۱۰۵، ۱۳۲/۱، مسند ابی داؤد الطیالسی: ۳۰۴)

اس حدیث کے ضمن میں امام سبکیؒ نے امام ابو نعیم اصفہانی کا قول نقل کیا ہے کہ امام شافعی اس پیشن گوئی کے عین مصداق ہیں، اس لیے کہ ائمہ متبوعین میں سے کوئی بھی قریشی نہیں ہے، اسی طرح اگرچہ بعض قریشی صحابہ و تابعین کو علمی مرجعیت تو حاصل رہی، لیکن امام شافعیؒ کی جس طرح آراء مدون ہو کر تاقیامت محفوظ ہوئیں، یہ سعادت کسی اور قریشی عالم کے حصہ میں نہیں آئی۔ (طبقات الشافعیہ للسبکی: ۱۹۸/۱ - بحر المذهب: ۲۳/۱)

ولادت باسعادت: حضرت امام شافعیؒ کی ولادت باسعادت ۱۵۰ھ میں بمقام غزہ (فلسطین) میں ہوئی، آپ کے والد اور بیس نوجوانی ہی میں انتقال فرما گئے، لہذا امام صاحب نے اپنی والدہ کی گود میں یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، والدہ دو سال کی عمر میں انہیں لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں اور یہیں وہ پروان چڑھے، تیر اندازی کی طرف توجہ دی، اور تمام ہم عصروں پر اس فن میں فوقیت لے گئے، پھر عربی زبان و اشعار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بلند مقام حاصل کیا، پھر آپ کا دل فقہ کی طرف مائل ہوا اور اس میں بھی تمام ہم عصروں پر تفوق حاصل فرمایا، مکہ مکرمہ میں مفتی مکہ مسلم بن خالد زنجی، داؤد بن عبدالرحمن عطار، محمد بن علی شافعی، سفیان بن عیینہ، سعید بن سالم، فضیل بن عیاض، عبدالرحمن بن ابی بکر المملیکی وغیرہ کئی علماء سے علم حاصل فرمایا، جب حضرت امام شافعیؒ کی عمر بیس سال سے کچھ اوپر ہوئی تو تحصیل علم کی خاطر مدینہ منورہ کی طرف رخت سفر باندھا اور حضرت امام مالکؒ سے شاگردی کا شرف پایا، ان کے روبرو حفظاً مؤطاسنا کرا اس کی سند حاصل کی اور دیگر اکابر علماء سے بھی علمی فیض حاصل فرمایا، پھر آپ نے یمن کا علمی سفر کیا، وہاں کے اکابر علماء سے فیض پانے کے بعد آپ ﷺ نے بغداد میں امام محمد بن حسن شیبانی حنفیؒ اور علامہ عبدالوہاب ثقفیؒ سے فیض پایا۔

امام صاحب نے طلب علمی میں مکہ، مدینہ کے بعد کوفہ، بغداد (عراق) فارس (ایران) اور اطراف کے عجمی علاقے پھر ربیعہ و مصر کے علاقے، شمال عراق پھر جنوب روم پھر حران پھر فلسطین اور دیگر علاقوں کے علمی اسفار کئے، حضرت امام شافعیؒ نے بکثرت

کتابیں تصنیف فرمائیں، علم کو مدون کیا، احادیث کی اتباع کرتے ہوئے دیگر حضرات کا رد فرمایا، نیز اصول فقہ اور فروع فقہ پر کتابیں تحریر کیں، حضرت کی کافی شہرت و مقبولیت ہوئی، بکثرت طلبہ آپ کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے حاضری دینے لگے، جو بعد میں اپنے زمانہ کے بڑے علماء و فقہاء اور مفسرین و محدثین بن گئے۔

(توالی التأسيس: ابن حجر عسقلانی، ص: ۴۲ تا ۴۵)

آپ کی تصانیف: حضرت امام شافعیؒ کی کئی مشہور و معروف اور قیمتی مقبول یادگار تصانیف ہیں، جن میں سے کافی طبع ہو چکی ہیں، امام مروزیؒ فرماتے ہیں بقول بعض: امام شافعیؒ نے تفسیر، فقہ اور ادب وغیرہ فنون میں ایک سو تیرہ کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں سے مشہور: المسند فی الحدیث، السنن فی الحدیث، احکام القرآن، الفقہ الأكبر، کتاب الأهم، اختلاف الحدیث، الاسماء والقبائل فی اختلاف العراقین، اثبات النبوة والرد علی البراہمة، المسبوط فی الفقہ، المسبوط (ایک دوسری کتاب) کتاب الجدید، کتاب القدیم، الامالی الکبیر فی الفقہ، الاملاء الصغیر، تعظیم قدر الصلاة، التنقیح فی علم القیافة، الحجة العراقی، مدافع القرآن، رسالۃ فی بیان الناسخ والمنسوخ من القرآن والسنة.

حضرت امام شافعیؒ کی کتاب ”الأم“ کا تعارف

تحقیق: محمود مطرجی جلد: ۹ صفحات: ۳۸۰۸ طبع: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

یہ کتاب حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی پوری علمی زندگی کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، جسے آپ کے شاگرد رشید امام بوہیطیؒ اور امام ربیع بن سلیمان مرادیؒ نے ترتیب دیا ہے، یہ کتاب اپنے خاص منہج، اسلوب کی ندرت و جدت، دلائل کی مضبوطی، روانی و شگفتہ بیانی، فصاحت و بلاغت اور اصول و فروع کے درمیان مطابقت کی وجہ سے ممتاز ہے۔ کتاب الأم کئی انواع کی کتابوں پر مشتمل ہے: (۱) فروع: کتاب کا اکثر حصہ اسی پر ہے۔ (۲) اصول فقہ: جیسے الرسالہ، اختلاف الحدیث اور جماع العلم وغیرہ۔ (۳) فقہ مقارن: جیسے اختلاف ممالک والنساعی، اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلی (۴) احکام قرآنیہ، ان کی تفاسیر اور ان سے مسائل کا ثبوت (۵) احادیث الاحکام۔

منہج: قرآنی آیات سے شروع فرماتے ہیں اور احکام پر اس کی دلالت کو واضح کرتے ہیں، پھر اگر اس باب میں کوئی حدیث ہو تو اس کا ذکر کرتے ہیں، اگر ضعیف ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں، اور اگر صحیح ہو تو کبھی واضح کرتے ہیں اور کبھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس موضوع سے متعلق فروع و جزئیات کو بیان کرتے ہیں۔ اختلاف رائے کی صورت میں جانبین کے دلائل پیش کرتے ہیں اور اپنا موقف ثابت کرتے ہیں۔ امام شافعی اس کتاب میں دیگر فقہاء سے اصولی اور فقہی مسائل میں مناقشہ بھی کرتے ہیں۔ (المجموع المنہب فی

قواعد المنہب: ۱۶۲)

اس کتاب میں دلائل شریعت یعنی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے مسائل کا استخراج اور استنباط کیا گیا ہے۔

اہمیت کتاب: اس کتاب کی کیا اہمیت ہے، امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا اس حوالے سے تاثر شیخ عبدالفتاح ابو غدہ نے نقل کیا ہے: ”علامہ انور شاہ کشمیری

رحمہ اللہ ”کتاب الام“ کی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی ذکاوت کی بے حد تعریف فرماتے، آپ یہ بھی فرماتے کہ میں جب بھی ”کتاب الام“ کا مطالعہ کرتا ہوں، میرے دل میں خیال آتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس امت کے ذہین لوگوں میں سے تھے۔ میں اس روئے زمین کی ہر کتاب کی تلخیص کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں سوائے ”کتاب الام“ کے (تراجم ستہ من فقہاء العالم الاسلامی فی القرن الرابع عشر و آثارہم الفقہیہ - عبد الفتاح أبو غدہ: ۳۸)

خلاصہ کلام یہ کہ امام شافعیؒ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مختلف فضائل و محاسن اور کمالات میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا، نسبی اعتبار سے وہ قریشی اور مطلبی سادات میں سے ہیں، جائے ولادت ارض مقدسہ ہے، پرورش مکہ میں ہوئی، مختلف مکتب فکر کے کتابوں کی تصنیف و تالیف اور احکام کی تقریر و تنقیح کے بعد ان کا زمانہ ہے، انہوں نے متقدمین کے مسالک میں غورو تامل فرمایا، ماہر و فائق اساتذہ سے تحصیل علم و کمال حاصل کیا، حاذق و پختہ ائمہ سے علمی بحث و مناظرہ کیا، ان کے مذاہب و طریقہ کار میں غور و فکر اور صبر و تحقیق اور اس سے صحیح آگہی کے بعد ان سب کی روشنی میں اپنا ایک معتدل فقہی اصول و مسلک ترتیب دیا جو قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس کو جامع ہے، اور اپنی قوت کمال، بلندی ہمت اور تمام علوم و فنون میں پختگی و گہرائی کے ساتھ اختیار و ترجیح اور تکمیل و تنقیح کے لئے اپنے آپ کو فارغ کیا، اور اس ”فقہ شافعی“ کی صورت میں آپ نے امت مسلمہ کو ایک معتدل، جامع اور بہترین فقہی مسلک کی دولت سے واقف فرمایا۔

حضرت امام شافعیؒ کا طریقہ اجتہاد

اس سلسلہ میں خود حضرت امام شافعیؒ اپنے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اصل قرآن یا سنت ہے، ورنہ پھر ان دونوں پر قیاس، اگر نبی ﷺ کی کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ موصول ہو تو اسی کو اختیار کیا جائے گا، تنہا حدیث (حدیث واحد: جس

کا نقل کرنے والا ہر زمانہ میں صرف ایک فرد ہو) سے اجماع (نبی ﷺ کے انتقال کے بعد کسی نئے پیش آمدہ مسئلہ کے حکم پر زمانہ کے علماء و فقہاء کا اتفاق) بڑھ کر ہے، حدیث کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے گا، اگر حدیث میں کئی مفہوم کا احتمال ہو تو جو معنی ظاہر کے زیادہ مشابہ ہوگا وہ مقدم ہوگا، کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ احادیث ہوں تو جو صحت میں فائق و اعلیٰ ہو وہ مقدم ہوگی، منقطع حدیث کا کوئی اعتبار نہیں۔ سوائے حضرت سعید ابن المسیب کی منقطع حدیث کے، کسی اصل کو دوسری اصل پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی کسی اصل (قرآن و سنت) کے متعلق یہ سوال ہوگا کہ کیوں اور کیسے؟ (اس لئے کہ اللہ اور رسول کے احکامات پر ہمیں اعتراضات کا کوئی حق نہیں ہے) کیوں کا سوال تو فرع کے متعلق ہوگا، اگر فرع کا صحیح طریقہ سے اصل پر قیاس ہو تو وہ صحیح ہے اور وہ حجت بنے گی۔“

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

کچھ افراد غیر ضروری طور پر اس بات کو اچھالتے ہیں کہ ”حضرت امام شافعیؒ نے نئے فتویٰ کے خلاف صحیح حدیث ملنے پر حدیث پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔“ یہ اور اس قبیل کے ائمہ مجتہدین کے اقوال کے ذریعہ سے عوام الناس میں غلط فہمیاں عام کرتے ہیں، حالانکہ وہ کج فہم لوگ خود بھی اس کے مفہوم کو صحیح ہضم نہیں کر پاتے، یا کرتے بھی ہو تو محض اپنی دکان چکانے کے لئے یہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں، اللہ انھیں ہدایت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

شوافع کے شیخ اور محدث و فقیہ شافعی حضرت امام نوویؒ، حضرت امام شافعیؒ کے اس قول کا حقیقی و درست مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ”اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی شخص کسی صحیح حدیث کو دیکھ کر اسے امام شافعیؒ کا مسلک قرار دے اور اس کے ظاہر پر عمل کرے، بلکہ اس کا حق اسی کو ہے جو علمی صلاحیت میں کمال کی وجہ سے ”اجتہاد فی المذہب“ کے رتبہ تک یا اس قریب پہنچ چکا ہو، نیز یہ بھی شرط ہے کہ اس کا غالب گمان یہ ہو کہ

امام شافعیؒ کو اس حدیث کا یا اس کی صحت کا علم نہ تھا، اور یہ بات امام شافعیؒ کی تمام کتابیں اور ان کے شاگردوں کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ہی حاصل ہوگی اور یہ شرط کافی مشکل ہے، اور کم ہی کوئی ان شرائط سے متصف ہوگا، علماء نے یہ شرط اس لئے لگائی ہے کہ امام شافعیؒ نے کافی روایات سے واقفیت کے باوجود ان کے ظاہر پر عمل کو چھوڑ دیا، کیونکہ ان کی تحقیق میں اس حدیث میں کوئی ضعف، طعن، نسخ، تخصیص یا تاویل وغیرہ کا ثبوت تھا، جس کی بناء پر آپؒ نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔“ (المجموع شرح المہذب للنووی: ۱/۶۴) اللہ اکبر۔

۲۰۲ھ میں ماہ رجب کی آخری تاریخ کو حضرت امام شافعیؒ کا مصر میں انتقال ہوا۔

جزاه اللہ عنا وعن سائر افراد الامۃ (تحفة الباری فی الفقہ

الشافعی: فضیلة الشیخ محمد ابراہیم بن علی خطیب)۔

حضرت امام شافعیؒ کے علمی اسفار میں منقول ہے کہ آپؒ نے بغداد میں حنفیہ کے بہت بڑے فقیہ حضرت امام محمد بن حسن شیبائیؒ سے خصوصی طور پر علمی و فقہی فیض حاصل فرمایا، جس سے آپؒ کو فقہ عراقی سے متعلق کافی واقفیت حاصل ہوئی، پھر اپنے استاذ محترم حضرت امام محمد بن حسن شیبائیؒ کی وفات کے بعد آپؒ نے مکہ مکرمہ میں آ کر مسجد حرام میں اپنا پایا کیزہ حلقہ درس قائم فرمایا، جہاں سے تشنگان علوم و فنون نے آپؒ سے خوب علمی استفادہ فرمایا، یہیں سے آپؒ کی فقہی آراء و اجتہادات ملت اسلامیہ میں عام ہو گئے، پھر ایک عرصہ کے بعد آپؒ کا دوبارہ بغداد کا سفر ہوا، جہاں آپؒ کے حنفی اکابرین کے ساتھ کافی مناظرے بھی ہوئے، یہیں پر آپؒ کو ”ناصر الحدیث“ کا بھی لقب ملا، یہ زمانہ ۱۹۵ھ سے ۱۹۹ھ کے درمیان کا ہے، اس دوران آپؒ نے جو بھی اجتہادات فرمائے ہیں، نیز جو احکام و مسائل بیان کئے ہیں وہ آپؒ کا قول قدیم کہلایا، پھر ۱۹۹ھ کے اخیر میں آپؒ نے مصر کا سفر کیا، اور اپنی وفات ۲۰۲ھ تک وہیں مقیم رہے، آپؒ کی زیادہ تر تصانیف اسی دور کی ہیں، یہیں پر آپؒ

کوذکی و ذہین ترین شاگردوں کی ایک جماعت بھی ملی جنہوں نے آپ کے منج فقہ اور مکتب فکر کو پوری دنیا میں عام و رائج کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ (مناقب الشافعی: فخر الدین رازی، ص ۶۹۔۸۷)

اصل میں مصر میں جانے کے بعد آپ کے عراقی و حجازی اجتہادات اور اصول و فروع میں تبدیلی کی اصل وجہ یہ رہی کہ مصر میں آپ نے امام اوزاعی اور امام لیث بن سعد کے فقہی اجتہادات ان کے بزرگوار شاگردوں سے معلوم کئے، یہاں پر آپ کو بہت سی احادیث نبویہ صحیحہ اور آثار صحابہ اور صحابہ تابعین کے اجتہادات سے واقفیت ہوئی، تو اصولی و فروعی معاملات میں رجوع کر لیا، اور فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر میں و قیح کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، اس زمانہ کے آپ کے اقوال کو فقہ شافعی میں ”اقوال جدید“ کہا جاتا ہے۔ (الامام محمد بن ادریس الشافعی: د، مصطفی الشکعہ، ص: ۱۹۱)

اللہ رب العزت کو حضرت امام شافعی کے اجتہادات، اصول و فروع اور آپ کی شاندار فقہ کو قیامت تک باقی رکھنا منظور تھا، اسی لئے آپ کو قابل قدر شاگردوں کی ایک اہم جماعت سے نوازا، ویسے تو حضرت امام شافعی سے ان کے علمی اسفار میں حجاز، عراق، یمن اور مصر وغیرہ کے علمی اسفار میں ان گنت ذکی و ذہین ترین قابل علماء نے فیض پایا، جن کے صرف ناموں کے تذکروں کے لئے کئی صفحات درکار ہیں، البتہ ان میں سے تین مصری جلیل القدر شاگردوں (امام ابو یعقوب البویطی، امام ابو ابراہیم مزنی اور امام ربیع المرادی)

کا ”فقہ شافعی“ کو ترویج و ترقی دینے اور اس کو ملت اسلامیہ کے محفوظ ہاتھوں میں پہنچانے کا خصوصی فضل حاصل رہا ہے، نیز یہ حضرت امام شافعی کے ”اقوال جدیدہ“ کے ناقلین بھی ہیں۔

امام ابو یعقوب البویطی، امام ابو ابراہیم مزنی، امام ربیع المرادی اور

شافعی مسلک کی ترویج و اشاعت میں ان کی بے پناہ خدمات

۱- امام بویطی:

نام و نسب: یوسف بن یحییٰ، کنیت: ابو یعقوب، مصر کی ایک بستی بویطی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو ”بویطی“ کہا جاتا ہے، حضرت امام شافعی کے تمام شاگردوں میں عمر کے لحاظ سے سب سے بڑے تھے، حضرت امام شافعی نے اپنی زندگی میں مرض الوفا میں آپ کو اپنے مصر کے حلقہ درس میں نائب مقرر فرمایا اور یہ فرمایا کہ ”لیس أحد أحق بمجلسی من یوسف بن یحییٰ ولیس أحد من أصحابی أعلم منه“ کہ امام یوسف بن یحییٰ بویطی میرے حلقہ درس کو سنبھالنے کے لئے میرے تمام شاگردوں میں سب سے زیادہ موزوں شخصیت ہے اور میرے شاگردوں میں ان سے زیادہ کوئی صاحب علم نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی کے مسلک و مشرب کو پھیلانے میں علامی بویطی کا بہت ہی عظیم کردار رہا ہے، آپ حضرت امام شافعی کے تمام شاگردوں میں بڑے فقیہ تھے، درجہ اجتہاد پر آپ فائز تھے۔

آپ کی اہم تالیفات: (۱) کتاب المختصر، جس میں آپ نے حضرت امام شافعی کے دروس و کلام کا اختصار پیش کیا ہے، (۲) کتاب الفرائض۔

خلق قرآن کے مسئلہ میں عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دور میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں، سخت تکالیف دی گئیں، قید خانہ میں ہی آپ کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا، لیکن آپ اخیر تک اس عقیدہ صحیحہ پر قائم رہے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے، اللہ کی ذات کی طرح اللہ کی صفات مثلاً کلام وغیرہ قدیم ہے، رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

(تہذیب سیر أعلام النبلاء للذہبی ۱/۲۴۹، الاجتہاد و طبقات مجتہدی الشافعیہ

۲- علامہ مزنیؒ:

نام: اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل، کنیت: ابوالبراہیم، قبیلہ مضر کی ایک شاخ مزنیہ سے آپ کا تعلق ہونے کی بناء پر آپ کو مزنی کہا جاتا ہے، ۱۷۵ھ میں مصر میں پیدا ہوئے، حضرت امام شافعیؒ کے مصر آنے کے بعد آپ حضرت امام شافعیؒ سے مستقل کسب فیض فرماتے رہے، آپ اجتہادی شان رکھنے والے عظیم فقیہ گذرے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مناظرہ کی عظیم صلاحیت سے نوازا تھا، مسلک شافعیؒ کے مدافع کہلائے، ساتھ ہی ساتھ آپ اعلیٰ درجہ کے مجاہد، زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے، مصر میں آپ کی وفات ۲۶۴ھ میں ہوئی ہے، مسلک کی اشاعت میں آپ کا خاص کردار ہے۔ آپ کی اہم تالیفات: الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، المنثور، المسائل المعتمرة۔

آپ کی سب سے مشہور کتاب جو آپ نے فقہ شافعی کے مطابق تصنیف فرمائی وہ ”مختصر المزنی“ کے نام سے مشہور ہے، بعد کے فقہاء شافعیہ نے اپنی فقہی تالیفات میں اس کتاب کو اپنی توجہ و عنایات کا خصوصی مرکز و محور بنایا ہے، اور خوب شرح و بسط کے ساتھ مسائل تحریر فرمائے ہیں، علامہ مزنیؒ بعض مسائل میں تفرق بھی رکھتے ہیں، اس لئے کہ آپ اجتہادی شان کے حامل تھے۔ (طبقات الفقہاء للشیرازی، ص: ۹۷، اصول الفقہ تاریخہ ورجالہ: شعبان محمد اسماعیل، ص: ۸۶ تا ۸۷)

امام مزنیؒ کی کتاب ”مختصر المزنی“ کا تعارف

تحقیق: محمد عبدالقادر شاہین، جلد: ۱، صفحات: ۴۲۸، ناشر: دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان
امام مزنیؒ کی ”مختصر“ فقہ شافعی کی امہات کتب اور پانچ مشہور و معروف متون میں سے ہے۔ یہ علوم شافعی کا خلاصہ اور عطر ہے۔ فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت میں اس کتاب سے بڑھ کر کسی اور کتاب کا حصہ نہیں رہا، مختصر المزنی یہ فقہ شافعی میں لکھی جانے والی سب سے پہلی مختصر اور بعد میں لکھی جانے والی تمام فقہی کتابوں کے لیے اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، بعد میں جتنی فقہی

کتابیں لکھی گئیں وہ اسی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔ صاحب مرآة الجنان نے لکھا ہے: ”مزنی کی مختصر فقہ شافعی کے اندر لکھی جانے والی کتابوں کے لیے اصل کا درجہ رکھتی ہے، بعد کی ساری کتابیں اس کی ترتیب اور اس کی عبارت کی تشریح و توضیح پر مبنی ہیں۔“ (مرآة الجنان: ۱۷۸/۲)
امام مزنیؒ کے متعلق امام شافعیؒ کا ارشاد ہے: ”المزنی ناصر مذہبی۔“ مزنی میرے مذہب کے ناصر و مددگار ہیں۔ (طبقات سبکی: ۳۲۳/۱) امام مزنی کا فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت میں زبردست حصہ ہے۔ مختصر المزنی کا انداز بڑا دل نشیں، عبارت سلیس اور شگفتہ ہے، مبتدی طالب علم کو بھی اس کی عبارت سمجھنے میں پریشانی نہیں ہوتی۔ آپ جگہ جگہ ”وقال المزنی“ کہہ کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

امام مزنی کے لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی ایک مسئلہ پر ان کی رائے جم جاتی اور انھیں اپنی رائے کے کتاب و سنت کے موافق ہونے کا یقین ہو جاتا تو اسے مختصر میں محفوظ کر لیتے اور شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز پڑھتے۔ (مرآة الجنان وعبارة الیقظان: ۱۷۲/۲)
امام ذہبیؒ نے لکھا ہے: ”امام مزنیؒ کی ”مختصر“ کی بڑے بڑے ائمہ نے شرح لکھی ہے، ایک زمانے میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا جب بھی کسی شافعی المسلک لڑکی کی شادی ہوتی تو اس کے جہیز میں امام مزنی کی مختصر کا ایک نسخہ ضرور دیا جاتا۔“ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲/۹۳)

اس کتاب کی شوافع کے یہاں بڑی قدر و قیمت ہے اور یہ بعد میں لکھی جانے والی تمام کتابوں کے لئے اصل و مرجع کا درجہ رکھتی ہے۔ صاحب طبقات کبری نے لکھا ہے: ”انہ زینة مذہبکم وعمدة اصلکم وقاعدة طریقکم وموئلکم حین تختلفون ومرجعکم حیس تضطربون ومفزعکم حین تضرب امواج الآراء ویتناضل فی محافل الفقہاء۔“ (طبقات سبکی: ج ۱/ ۲۱) یہ (کتاب) تمہارے مسلک کی زینت، تمہارا بنیادی ستون اور سنگ میل ہے، تمہارے اختلافی مسائل میں تاویل گاہ اور تمہارے

پیچیدہ مسائل میں مرجع ہے، جب راویوں کا ہجوم اور فقہاء کی محفلوں میں مناظرہ ہو تو وہ تمہارے لیے جائے پناہ ہے۔

امام ذہبی نے لکھا ہے کہ قاضی ابوزرعہ نے ہر اس شخص کے لیے جو مختصر المرئی کو حفظ کرے ایک سو دینار کا انعام مقرر کیا تھا۔ بہت سے ممتاز شافعی فقہاء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، ابواسحاق مروزی م ۳۴۰ھ کی شرح ۸ جلدوں میں، ابوالطیب طبری ۴۲۵ھ، ابوالطیب طاہر بن عبداللہ ابو حامد مروزی ۳۶۲ھ، ابو عبد اللہ مسعودی، ابوبکر الشاشی، ابن عدلان کتانی، قاضی زکریا بن محمد انصاری، امام ماوردی کی الحاوی وغیرہ بہت ساری شروحات ہیں۔ الحاوی الکبیر کے مقدمہ میں کل ۱۸ شروحات کا ذکر کیا ہے۔ (الحاوی الکبیر: ۱/ ۱۳۸-۱۳۹) صاحب کشف الظنون نے ایک طویل فہرست ان شارحین کی بیان کی ہے۔ (کشف الظنون: ۲۸۱)

۳۔ امام ربیع بن سلیمان المرادیؒ:

نام و نسب: ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار، کنیت: ابو محمد، نسبت: مصری، مرادی، مصر میں ۱۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام شافعیؒ کے مصر تشریف آوری کے بعد دوسرے طلبہ کے مقابلہ میں یہ سب سے زیادہ حضرت امام شافعیؒ کے ساتھ رہے، آپ حدیث میں ثقہ راوی مسلم ہیں، فقہاء شافعیہ کے نزدیک جب احکام و مسائل کی احادیث میں امام ربیع مرادیؒ اور امام مزنیؒ کی روایات میں اختلاف ہو تو امام ربیعؒ کی روایت کو ترجیح حاصل ہوئی، فقہ شافعی کی کتابوں میں آپ کے حوالے بکثرت ہیں، حضرت امام شافعیؒ کے شاگردوں میں سب سے لمبی عمر پائی، مسلک شافعی کے دوام و بقاء اور ترویج و اشاعت میں آپ کا خصوصی کردار رہا ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کے چند اسفار میں آپ ساتھ میں بھی رہے ہیں، تشنگان علوم نبوت آپ سے علمی فیض حاصل کرنے کے لئے اور حضرت امام شافعیؒ کی کتابیں پڑھنے کے

لئے خصوصی طور پر دروازے سے تشریف لاتے تھے، حضرت امام شافعیؒ کے بعد چھیا سٹھ سال زندہ رہے، ۲۷۰ھ میں مصر میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۱/ ۳۹،

الاجتہاد و طبقات مجتہدی الشافعیہ للہیتو، ص: ۱۰۷، ۱۱۰)

مذکورہ تینوں عظیم شاگردوں کا حضرت امام شافعیؒ کی فقہ کو ترویج و اشاعت دینے میں اہم و خصوصی کردار رہا ہے، اس کے علاوہ بھی آپ کے چند مزید بزرگوار شاگرد گذرے ہیں، جنہوں نے فقہ شافعی کی خوب خدمت کی ہے، جن میں حرمہ تجیبی (متوفی ۲۴۳ھ)، یونس بن الاعلیٰ (متوفی ۲۶۲ھ)، بحر بن نصر خولانی (متوفی ۲۶۷ھ)، ربیع بن سلیمان جیزی (متوفی ۲۵۷ھ) قابل ذکر ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے شاگردوں اور تصانیف کے ذریعہ مسلک امام شافعی کو خوب عام کیا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقبولیت کی علامت تھی کہ حضرت امام شافعیؒ کو ایسے قابل قدر شاگرد ملے کہ جو استاذ عالی شان کی نیک نامی کا سبب بنے۔

دوسرا دور: (۲۷۰ھ تا ۵۰۵ھ)

شافعی مسلک کے ظہور و پھیلاؤ اور پختگی کا زمانہ

اللہ رب العزت نے فقہ شافعی کو مضبوطی عطا کرنے کے لئے ایسے چیدہ و چیدہ علماء کو چنا جو اپنے زمانہ میں علم و اجتہاد کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، جنہوں نے بہترین تسبیق و ترتیب پر مسلک شافعی کو پھیلائے اور پختہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، حضرت امام شافعیؒ کے طویل العمر شاگرد رشید امام ربیع المرادیؒ کی وفات کے بعد امام شافعیؒ کے شاگردوں کے شاگردوں نے اس دور (۲۷۰ تا ۵۰۵ھ) کے پہلے مرحلہ (۲۷۰ تا ۴۰۴ھ) میں خوب کردار ادا کیا، جن میں سے اہم شخصیات کے تذکرے حسب ذیل ہیں:

۱- علامہ ابوالقاسم انماطیؒ:

نام: عثمان بن سعید بن بشار، آپؒ نے امام مزنیؒ اور امام ربیع مرادیؒ سے علم فقہ حاصل فرمایا، پھر بغداد تشریف لے گئے، اور اسی کو اپنا موطن قرار دے کر وہاں اپنی وفات ۲۸۸ھ تک رہے، بغداد میں فقہ حنفی کا خوب زور تھا، ایسے وقت میں علامہ انماطیؒ نے ہی اہل بغداد کو فقہ شافعی خصوصاً حضرت امام شافعیؒ کی فقہی مصری تصنیفات سے واقف کرایا، اور وہاں کے بہت سے تشنگان علوم نے علامہ سے علم فقہ حاصل کیا اور وہی بغداد میں فقہ شافعی کی بنیاد رکھنے اور پھیلانے کا سبب بنے، بغداد کو اس وقت ”دار الخلافہ“ ہونے کا شرف حاصل تھا، ساتھ ہی وہ علوم و فنون کا گہوارہ اور علماء کی آماجگاہ تھی، اراکین سلطنت، وزراء اور تجارتی افراد کی خصوصی توجہ کا مرکز تھا، اس لئے بغداد میں فقہ شافعی کی ترویج کا کارنامہ انجام دینا یہ تاریخی لحاظ سے بڑی بات ہے۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۵۸۹/۲، طبقات الشافعیہ

الکبریٰ للسبکی ۱/۴۹۴)

۲- علامہ ابوالعباس بن سرتج:

نام و نسب: احمد بن عمر بن سرتج بغدادی، علامہ ابوالقاسم انماطیؒ سے اور دیگر جید فقہاء عظام سے فقہ میں ایسا تبحر حاصل کیا کہ اپنے زمانہ میں مسلک شافعی میں ”شیخ المذہب“ کے لقب سے مشہور ہوئے، خلافت عباسیہ میں جہاں نظام قضاء اکثر حنفی قضاة پوری قلمرو میں سنبھال رہے تھے، وہیں آپؒ کو ایران میں شہر شیراز کا قاضی مقرر کیا گیا، اور شافعیہ کے اولین قضاة میں آپؒ کا شمار ہے، پھر اپنی آخری عمر میں بغداد میں منتقل ہوئے اور ۳۰۶ھ میں وہیں وفات پا گئے، بعض علماء سیر و تاریخ نے آپؒ کو تیسری صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے، آپؒ نے اپنے منصب قضاء اور کثرت تصانیف کی بنا پر بہت سے اسلامی علاقوں خصوصاً ایران و بغداد میں فقہ شافعی کو پختگی و استقرار عطا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ (العقد المذہب فی طبقات حملۃ المذہب: ابن الملقن: ص: ۳۱)

آپؒ کی اہم تصانیف: کتاب الرد علی محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الرد علی عیسیٰ بن أبان، کتاب التقرب بین المذنب والشافعی، کتاب مختصر فی الفقہ (الفہرست لابن الندیم ص ۲۶۳)۔

۳- قاضی ابوزرعہ دمشقی:

امام ربیع مرادیؒ سے فقہ حاصل فرمائی، مصر میں رہے۔ تیسری صدی ہجری کے آخری چوتھائی میں آپؒ مصر کے منصب قضاء پر فائز ہوئے، مصر میں شوافع کے پہلے قاضی رہے ہیں، پھر آپؒ کو دمشق میں منصب قضاء عطاء ہوا، ملک شام خصوصاً دمشق میں مسلک شافعی کی بنیاد ڈالنے، اس کی ترویج و اشاعت میں قاضی ابوزرعہ کا اہم کردار رہا ہے، علم حدیث میں آپؒ کو مہارت تامہ حاصل تھی، اپنے زمانہ میں ائمہ حدیث میں آپؒ کا شمار ہوتا تھا، آپؒ مختصر المزنی زبانی یاد کرنے والے کو سو دینار انعام دیتے تھے، دمشق میں آپؒ کا انتقال ہوا، آپؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے صاحبزادہ ابو عبد اللہ حسین بن محمد دمشقی کے قاضی منتخب

ہوئے اور ملک شام میں فقہ شافعی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا، ۳۲۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی ۱/۵۱۹. ۵۲۰)

۴۔ ابو محمد عبدان:

نام و نسب: عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ مروزی، کنیت: ابو محمد، ۲۲۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے مصر کا علمی سفر فرما کر حضرت امام شافعیؒ کے شاگردوں امام مزنیؒ اور امام ربیعؒ مرادیؒ کے پاس خوب محنت اور تگ و دو کے بعد فقہ شافعی میں گہرائی حاصل فرمائی، ان دونوں کی وفات کے بعد آپ اپنے علاقہ ایران میں مروز شہر منتقل ہوئے اور مختصر المزیٰ کے دروس و اسباق کے ذریعہ فقہ شافعی کی نشر و اشاعت فرمائی، آپ کا انتقال ۲۹۳ھ میں ہوا۔ (طبقات الشافعیہ الكبرى للسبکی ۱/۳۹۰)

۵۔ حافظ ابو عوانہ نیسا پوری:

نام و نسب: یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم نیسا پوری، اسفراہینی، ترکمانستان کے علاقوں نیسا پور اور اسفراہین کی طرف نسبت ہے، ان علاقوں میں سب سے پہلے فقہ شافعی کو متعارف کروانے اور مسلک شافعی کی ترویج و ترقی میں آپ کا اہم کردار رہا ہے۔ آپ نے امام مزنیؒ اور ربیع مرادیؒ سے فقہ میں گہرائی حاصل فرمائی، فقہ اور حدیث کی جامع شخصیت سے مشہور علامہ ابو عوانہؒ کی کتاب ”مسند ابو عوانہ“ نے محدثین میں خوب شہرت و مقبولیت پائی، ۳۱۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۲/۶۷۹)

۶۔ امام اصم:

نام: محمد بن یعقوب نیسا پوری، کنیت، ابو العباس، ۲۴۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، حدیث و فقہ کی جامع شخصیت تھی، فقہ پر حفظ حدیث کو فوقیت دیتے تھے، حضرت امام شافعیؒ کے طویل العمر شاگرد رشید امام ربیع مرادیؒ کے آخری زمانہ میں آپ نے ان سے حضرت امام شافعیؒ کی تصانیف کو پڑھ کر انہیں ملت اسلامیہ کے تشنگان علوم نبوت تک پہنچانے

میں اہم کردار ادا کیا ہے، امام اصمؒ کی وفات ۳۴۶ھ میں ہوئی، آپ کے شاگردوں کو ”عالی سند“ کا شرف خصوصی طور پر حاصل رہا۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی ۱/۷۶. ۷۷)

۷۔ امام قفال کبیر شاشی:

نام و نسب: محمد بن علی بن اسماعیل؛ ۲۷۱ھ میں موجودہ ازبکستان کے دار الحکومت تاشقند (شاش) میں آپ کی ولادت ہوئی، ۳۶۵ھ میں وہیں پر آپ کا انتقال ہوا، آپ نے علم فقہ کو قاضی ابن سرتج سے حاصل فرمایا، اور اس میں خوب مہارت حاصل کی، ماوراء النہر کے علاقوں ازبکستان، تاجکستان اور قرغزستان میں مسلک شافعی کو پھیلانے میں آپ کو اولیت حاصل ہے۔

آپ کی اہم تصانیف: امام شافعیؒ کی مشہور اصولی کتاب ”الرسالۃ“ کی شرح، کتاب أدب القضاء، کتاب محاسن الشریعۃ، جو کہ مقاصد شریعت میں سب سے اولین کتاب ہے۔ (طبقات الفقہاء للشیرازی، ص: ۱۱۲)

مذکورہ عظیم شخصیات نے اسلامی مملکت کے شرقی علاقوں میں وادی نیل مصر سے ماوراء النہر کے علاقوں، بشمول حجاز مقدس و یمن کے فقہ شافعی کو متعارف کروانے میں اور اس کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اب بھی افریقہ و اندلس کے علاقے اس سے تشنہ تھے جہاں فقہ مالکی کا غلبہ تھا۔ بفضلہ تعالیٰ اگلے ادوار میں ان علاقوں میں بھی فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت ہوئی، جس سے بندگان خدا نے فیض پایا۔

اس دوسرے دور کے پہلے مرحلہ میں فقہ شافعی کی اشاعت

کے مزید چند اہم اسباب

فقہ شافعی کی اشاعت کے اس مرحلہ (۲۷۰ھ تا ۴۰۴ھ) میں چند اہم اسباب جن کی وجہ سے اس فقہ کی عظمت میں چار چاند لگے وہ حسب ذیل ہیں:

پہلا سبب:

اس زمانہ میں فقہ شافعی کو بہت سی ایسی شخصیات ملیں جو اپنی ایک جداگانہ اجتہادی شان رکھتے تھے، حضرت امام شافعیؒ کی تصنیفات میں غور و خوض کرنے کی وجہ سے یہ لوگ جمود والی تقلید اور بوقتِ ضرورت اجتماعی حل سے انحراف کے قائل نہیں تھے، ان کی وسعت نظری نے بھی فقہ شافعی سے متعلق سلف کے اشکالات ختم کر دیئے اور لوگ فقہ شافعی کو اپنانے میں لگے۔

ان میں اہم شخصیات:

۱۔ ابن المنذر امام ابو بکر نیساپوری:

نام و نسب: محمد بن ابراہیم بن منذر، ۲۴۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، علوم و فنون خصوصاً جمع حدیث کے لئے آپ نے اسفار کئے، حضرت امام شافعیؒ کے شاگرد امام ربیع مرادیؒ اور حسن زعفرانیؒ سے فقہ کا علم بہت ہی گہرائی کے ساتھ حاصل کیا، آخری عمر میں آپ کی اجتہادی شان ابھر کر منظر عام پر آئی، یہاں تک کہ بعض لوگ احکام و مسائل میں آپ کے اجتہادات کی پیروی کی بنا پر ”منذریہ“ کہلائے۔

آپ نے کچھ اہم تصانیف فرمائیں، جو آپ کے علمی رسوخ و پختگی کی علامات ہیں، کتاب الاشراف علی مذاہب اہل العلم، کتاب الاجماع، وغیرہ آپ کی شاہکار تصانیف ہیں۔ (طبقات الشافعیہ للسنوی: ۳۷۴/۱)

۲۔ امام ابو جعفر الطبریؒ:

نام و نسب: محمد بن جریر بن کثیر، کنیت: ابو جعفر، طبرستان کی ایک بستی میں ۲۲۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، فقہ، حدیث اور تفسیر کے علوم حاصل فرمائے، اپنے دورِ جوانی میں امام شافعیؒ کے شاگردوں امام ربیع مرادیؒ اور امام حسن زعفرانیؒ سے فقہ شافعی میں رسوخ حاصل فرمایا، آپ بھی اپنے علمی و فقہی رسوخ کی بنا پر اجتہادی شان کے حامل تھے، اصول و فروع

میں کافی اجتہادات فرمائے، یہاں تک کہ ”مذہب جریری“ کے نام سے ایک مستقل مسلک وجود میں آیا تھا، جس کے کافی متبعین بھی تھے، لیکن اس کو دوام و ثبات حاصل نہ ہو سکا، آپ کی وفات بغداد میں ۳۱۰ھ میں ہوئی، تفسیر ابن جریر طبری اور تاریخ الطبری کے نام سے آپ کی جملہ تصانیف میں دو اہم کتابیں کافی مقبول ہیں۔ (الامام الطبری شیخ المفسرین وصاحب المذہب الجریری: محمد الزحیلی)

دوسرا سبب:

اکابر محدثین کا فقہ شافعی کو اپنانا۔ یہ بھی فقہ شافعی کی مقبولیت کا ایک اہم سبب قرار پایا ہے، جن میں سے اہم شخصیات کا تعارف:

۱۔ حافظ ابن خزیمہ سلمیؒ:

نام و نسب: محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیساپوری۔ نیساپور میں آپ کی ولادت ۲۲۳ھ میں ہوئی، اسانید عالیہ کے ساتھ طلب علم و فقہ اور جمع احادیث کے لئے دور دراز کے اسفار کئے، امام مزنی سے علم فقہ اور امام ربیع مرادی سے علم حدیث کی روایات حاصل کی، اپنی ابتدائی زندگی مکمل شافعی بن کر گزاری، جب علم و فقہ میں آپ کو رسوخ حاصل ہوا تو اپنے اجتہادات کے مطابق شریعت پر عمل پیرا ہوئے، فقہ کے مقابلہ میں آپ کو علم حدیث کی تدریس و تصنیف میں کافی مشغولیت حاصل تھی، حدیث میں ”صحیح ابن خزیمہ“ آپ کی بہت ہی مشہور کتاب ہے، ۳۱۱ھ میں نیساپور میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ للسنوی: ۴۶۲/۱)

۲۔ حافظ ابن ابی حاتم رازی:

نام: عبد الرحمن، کنیت: ابو محمد، خراسان میں آپ کی ولادت ۲۴۰ھ میں ہوئی، خراسان کے علاقہ سے اپنے والد کے ہمراہ جمع احادیث اور اسمیں مہارت کی خاطر اسفار

فرمائے، احوال روادۃ اور جرح و تعدیل میں آپ کی منفرد شان کے سبھی قائل ہیں، فقہ شافعی میں بھی مہارت پائی۔

آپ کی اہم تصنیف: ادب الشافعی و مناقبہ، مطبوع ہے، ۳۲۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۱/۱۹۹)

۳۔ امام دارقطنیؒ:

نام و نسب: علی بن عمر بن احمد بن مہدی، کنیت ابو الحسن، ۳۰۶ھ میں بغداد کے بڑے محلہ ”دارقطن“ میں آپ کی ولادت ہوئی، امام ابو سعید اصرطریؒ کے پاس فقہ شافعی میں مہارت حاصل فرمائی۔ آپ کی اہم تصانیف: سنن الدارقطنی، کتاب العلل، آپ کی وفات بغداد میں ہی ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

۴۔ ابوعلی الطبری:

حسین بن قاسم طبری، فقیہ اور اصولی ہیں، متعدد فنون میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا۔ آپ کی تصانیف میں ”الافصاح“ فروع فقہ شافعی میں اور ”الممر“ ہیں جو خلاف مجرد میں لکھی گئی ہے۔ ۳۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

غرضیکہ خود حضرت امام شافعیؒ یا ان کے شاگردوں کے پاس بڑے بڑے محدثین نے علم فقہ کو بھی حاصل فرمایا ہے، جیسے امام احمد بن حنبلؒ، امام ترمذیؒ، امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ، علامہ ابن منذرؒ، محدث ابن حبان، محدث ابن خزیمہ، امام بیہقی، امام حاتم، علامہ خطابی، خطیب بغدادی وغیرہ محدثین کا فقہ شافعی کو حاصل کرنا یہ اس فقہ پر اعتماد اور مقبولیت میں اضافہ کا اہم سبب ہے۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۱/۵۰۸)۔

تیسرا سبب: علماء شوافع کا منصب قضاء پر فائز ہونا

اس کی وجہ سے بھی فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت میں چارچاند لگ گئے، عباسی خلفاء اور ان کے بعد کے خلفاء و بادشاہوں نے مسلک و مکاتب فکر کی رعایت کرتے ہوئے ہی

متعلقہ علاقوں میں قضاة کا تقرر فرمایا تاکہ کسی قسم کا اختلاف باقی نہ ہو، ان علماء شوافع کا مختصر تعارف جنہوں نے اس دور ثانی میں قضاء کے مناصب پر بہترین کارکردگی نبھائی۔

۱۔ قاضی ابو العباس ابن سرتیج:

ایران کے مشہور شہر شیراز کے قاضی رہے، شوافع کے اولین قاضی رہے، ۳۰۶ھ میں وفات پائی۔

۲۔ قاضی ابو زرعد مشقی:

دمشق کے قاضی منتخب ہوئے اور وہیں ۳۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۳۔ قاضی ابو سعید اصرطری:

نام: حسن بن احمد بن یزید۔ ایران کے شہر اصرطری میں آپ کی ولادت ۲۴۴ھ میں ہوئی، مسلک شافعی میں تبحر حاصل فرمایا، ایران کے جنوب مغرب میں واقع شہر قم میں آپ کو قاضی مقرر کیا گیا، پھر عباسی خلیفہ مقتدر بامر اللہ نے آپ کو جستان کے علاقہ (موجودہ افغانستان و پاکستان) کا قاضی مقرر فرمایا، بغداد میں ۳۲۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۱/۴۶۷)۔

آپ کی اہم تصانیف: أدب القضاء، کتاب الفرائض الکبیر، کتاب الشروط و الوثائق و المحاضر و السجلات (مرجع العلوم الاسلامیہ: محمد الزحیلی، ص: ۴۲۲)۔

۴۔ قاضی ہمدانی:

نام: عتبہ بن عبد اللہ بن موسیٰ، کنیت: ابو السائب۔ ایران کے شہر ہمدان میں آپ کی ولادت ۲۴۴ھ میں ہوئی، فقہ شافعی میں رسوخ ہونے کے بعد آذربایجان کے قاضی منتخب ہوئے، قاضی القضاة کے منصب عظیم پر فائز ہونے والے پہلے شافعی رہے، ۳۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسیکی: ۲/۲۴۹)

۵۔ قاضی ابن اکثمؒ:

نام: عمر بن اکثم، کنیت: ابو بشر اسدی، شوافع کے اہم فقیہ گذرے ہیں، عباسی خلیفہ مطیع اللہ نے آپ کو قاضی القضاة منتخب فرمایا، ۳۵۷ھ میں وفات ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۱/۸۷-۹۷)

۶۔ قاضی قریبؒ:

نام: عبد اللہ بن علی بن حسن، کنیت ابو محمد، ایران کے سرحدی شہر قریب میں آپ کی ولادت ہوئی، اکابر فقہاء شوافع سے فقہی مزاج حاصل فرمایا، بحر قزوین کے پاس جرجان کے آپ قاضی مقرر ہوئے، ۳۷۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۲/۳۰۷-۲۰۷)

۷۔ وزیر ابو الفضل بلعمیؒ:

نام: محمد بن عبید اللہ بن محمد تمیمی بلعمی۔ امام محمد بن نصر مروزی سے فقہ شافعی حاصل فرمایا، وزیر سلطنت کے مرتبہ پر بھی فائز رہے، اور فقہ شافعی کی ترویج و ترقی میں اہم کردار نبھایا، مذکورہ شخصیات قضاة کا فقہ شافعی کی ترویج و ترقی میں اہم کردار رہا ہے۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۱/۲۲۴)

معزز قارئین!! آپ بخوبی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں ائمہ مجتہدین کی کافی کثرت رہی ہے، لیکن ہر مجتہد مطلق کے مسلک کو بقا و دوام کے اسباب حاصل نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی اشاعت خاطر خواہ ممکن ہوئی، خیر اس میں خالق کائنات کی بے شمار مصلحتیں ہوں گی، جن کو وہی علام الغیوب ذات بخوبی جانتی ہے۔

فقہ شافعی کی اشاعت کے اس دور ثانی کے دوسرے مرحلہ کے مزید چند اہم اسباب فقہ شافعی کو ۴۰۴ھ سے ۵۰۵ھ کے دوسرے دور کے دوسرے مرحلہ میں جو مضبوطی اور چٹنگی ملی اس کے چند اہم اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ فقہاء شافعیہ کا مسلک کی بہترین خدمت کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں تصنیف اور تالیف کے مراحل انجام دینا۔

یہ مرحلہ (۴۰۴ھ سے ۵۰۵ھ) فقہ شافعی کے لئے کافی اہمیت کا حامل رہا ہے، جس میں علماء مسلک نے اللہ کی رضا کے خاطر اپنی زندگیوں اسلامی فقہ شافعی کی خدمت میں صرف کر دیں اور ہر طرف سے اس دبستان فقہ کے قدم جمائے رکھنے میں اپنا تعاون دیا، ضرورت پڑنے پر مخالفین سے بحث و مناظرہ کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔ (تاریخ الفقہ الاسلامی: بدران ابو العینین، ص: ۱۶۸)

شرعی اصول و فروع میں قیمتی گرانقدر تصانیف منظر عام پر لے آئے، انہی تمام کوششوں کی بنیاد پر مسلک شافعی اپنے ترقی کے منازل طے کرتا رہا، یہی وہ مرحلہ ہے جب فقہ شافعی کے تصنیف و تالیف کے دو طریقے واسالیب دنیا میں متعارف ہوئے:

(۱) **طریقة العراقيين**: عراقی اسلوب اور

(۲) **طریقة الخراسانيين**: خراسانی اسلوب

جیسا کہ فقہ شافعی کے محقق حضرت امام نووی رقم طراز ہیں:

”واعلم أن نقل أصحابنا العراقيين لنصوص الشافعي، وقواعد مذهبه ووجه متقدر أصحابنا وأثبت من نقل الخراسانيين غالباً والخراسانيون أحسن تصرفاً وتفريعاً وترتيباً غالباً“ (المجموع شرح المذهب: ۱/۶۹)

کہ حضرت امام شافعیؒ کے نصوص اور مسلک کے قواعد نیز فقہ شافعی کے متقدمین کے اقوال کو عراقیوں نے بہت ہی پروتوق اور بااعتماد انداز میں نقل کیا ہے۔ اور علماء خراسان نے مسلک شافعی کے فروعی مسائل اور ترتیب میں کارآمد و بہترین نسخ و طریقہ اپنایا ہے۔ عراقی اسلوب تصنیف کے چند مشہور فقہاء کرام کا تعارف حسب ذیل ہے:

۱۔ امام ابو حامد احمد بن محمد بن احمد اسفراہینیؒ۔

آپ کی ولادت ترکمانستان کے جنوب مشرق میں واقع شہر اسفراہین میں ۳۴۴ھ میں ایک علمی خانوادہ میں ہوئی، آپ نے اپنے علاقہ کے علماء کرام سے علم و فقہ میں تبحر حاصل کیا، پھر اکابر علماء سے تحصیل علم کی خاطر بغداد منتقل ہوئے، جب آپ کے قدم علم میں مضبوط ہو گئے اور مسلک شافعی کے اصول و فروع میں کافی عبور حاصل کر لیا تو آپ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں منہمک ہو گئے۔

فقہ شافعی سے وابستگی کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے علوم فقہ و اصول حاصل کئے۔ زہد و عبادت، ورع و تقویٰ اور علمی تبحر کی بنیاد پر آپ چوتھی صدی ہجری کے مجدد قرار دیئے گئے، اپنے دور میں مسلک شافعی کو ثابت قدم رکھنے میں آپ نے اپنا گرانقدر تعاون ہر اعتبار سے پیش کیا، ۴۰۶ھ میں بغداد میں آپ کی وفات ہوئی، تراجم و سوانح نگاروں نے آپ کو چوتھی صدی ہجری کا مجدد امت قرار دیا ہے۔ (طبقات الشافعیہ الكبرى للسیکی: ۳۸۲/۲)

۲۔ قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ بن طاہر الطبریؒ:

آپ کی ولادت ۳۴۸ھ میں طبرستان کے ایک بستی میں ہوئی، ابتدائی دور میں آپ نے اپنے علاقے کے شافعی علماء و فقہاء کرام سے علوم حاصل کئے، پھر اپنے شیخ ابو حامد اسفراہینی سے علم و فقہ میں تبحر حاصل کرنے کے لئے بغداد منتقل ہوئے، جمع علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور افتاء و قضا سے ایسے وابستہ ہوئے کہ فقہ شافعی میں عراقی طرز تصنیف کے مرجع تسلیم کر لئے گئے۔ (طبقات الشافعیہ للسنوی: ۱۵۸.۱۵۷/۲)

علامہ ابواسحاق شیرازیؒ آپ کے احوال میں لکھتے ہیں:

”ولم أرفیمن رأیت أکمل اجتهادا وأشد تحقیقا وأجود نظر امنه،

شرح المزنی و صنف فی الخلاف والمذہب والأصول والجدل کتبا کثیرہ لیس لأحد مثلها“ (طبقات الفقہاء لشیرازی/ص: ۱۲۷. ۱۲۸)۔
کہ میں نے علم و فقہ میں آپ سے زیادہ اجتہاد میں کامل ترین، تحقیق میں منہمک اور عمدہ نظر رکھنے والا نہیں دیکھا، آپ نے مسلک شافعی کے اصول و فروع اور اختلاف میں بہت سی کتابیں لکھیں، جو فقہاء شوافع کے لئے مرجع کا درجہ رکھتی ہیں، آپ کی وفات ۴۰۵ھ میں ہوئی۔

۳۔ امام علی بن محمد بن حبیب الماوردی المعروف بالقاضی الماوردی:

آپ کی ولادت بصرہ میں ۳۶۴ھ میں ہوئی، آپ نے اپنے زمانے میں بڑے بڑے فقہاء شافعیہ سے علوم حاصل کئے، جن میں سے فائق ابو حامد اسفراہینیؒ رہے ہیں، آپ نے مختلف علوم و فنون اور فقہ و اصول میں تبحر حاصل کرنے کے بعد بصرہ و بغداد جیسے اہم شہروں میں درس و تدریس اور افتاء و قضا کی اہم ذمہ داریاں نبھائیں اور تصنیف و تالیف کے شعبہ میں اہم نفع بخش کتابیں لکھیں، جن میں سے ”الأحكام السلطانية“ اور ”الحاوی“ کو کافی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی، آپ کی تمام خدمات کو سراہتے ہوئے ۴۲۹ھ میں آپ کو ”قاضی القضاة“ کے لقب سے نوازا گیا، علامہ ماوردیؒ کا ۴۵۰ھ میں بغداد میں انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ للسنوی: ۳۸۷/۲)

الحاوی الکبیر: کاتعارف

تحقیق و تعلیق: شیخ علی محمد معوض شیخ عادل احمد عبدالموجود ناشر: دارالکتب العلمیہ

بیروت لبنان جلد: ۲۰ صفحات: ۹۵۹۲

یہ فقہ شافعی کی مشہور و معروف اور متداول کتاب ”مختصر المزنی“ کی مفصل

شرح اور فقہ شافعی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے اور یہ اتنی زیادہ فقہی جزئیات پر مشتمل ہے جو دیگر کتابوں میں یکجا ملنی مشکل ہیں۔ فقہاء اس کتاب کی تعریف میں رطب اللسان

ہیں، شیخ علی معوض نے بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے کتاب کا محقق نسخہ تیار کیا ہے۔ جا بجا قیمتی تعلیقات کے ذریعہ کتاب سے استفادہ بہت آسان اور اس کی افادیت کو دوچند بنا دیا ہے۔ فقہاء شوافع کی تحریروں میں اس کتاب کے کثرت سے حوالے ملتے ہیں۔

منہج کتاب: اس کتاب کی ترتیب ”مختصر المرئی“ کے ابواب اور فصلوں اور مسائل کی ترتیب کے مطابق کی ہے۔ مصنف عموماً باب شروع کرتے ہیں تو ”قال السافعی“؛ ”یا قال السمنسی: قال السافعی“ کہتے ہیں۔ امام ماوردی نے اس کتاب کا ایک واقع اور فاضلانہ مقدمہ تحریر فرمایا ہے، جس میں مقصد کتاب اور الحادوی میں اپنے اختیار کردہ منہج کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ (دیکھئے: الحادوی الکبیر: ۱۴۰/۱)

امام ماوردی نے مسائل کے دلائل کتاب و سنت، صحابہ و تابعین کے آثار اور اجماع و قیاس سے دیئے ہیں۔ امام ماوردی نے فقہی الفاظ کے لغوی معانی وغیرہ کے سلسلے میں اشعار عرب سے کثرت سے استشہاد کیا ہے۔

متن میں مذکور مسئلہ کے ذکر کے بعد اس سے متعلق مسائل ذکر کر کے، اس میں (حکم المذہب) راجح حکم کو واضح کیا ہے۔

دکTOR اکرم القواسمی فرماتے ہیں: ”امام شافعی کے اجتہادات اور اصحاب وجوہ کی آراء کو مع دلائل پیش کیا ہے، اور ان کے اور دیگر فقہی مکاتب فکر احناف، مالکیہ، حنابلہ اور اہل ظواہر کی آراء کے درمیان تقابل کیا ہے، تاکہ ہر مسئلہ کی بحث کے آخر میں مسلک شافعی راجح ہو جائے۔“ (المدخل: ۵۴۱)

کبھی کسی کتاب سے کسی مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہیں، لیکن اس کتاب میں وہ مسئلہ اس کے برخلاف مذکور ہوتا ہے۔ (الحاوی: ۱۴۰/۱)

خصوصیت: جزئیات کی کثرت، جو دیگر کتابوں میں یکجا ملنی مشکل ہیں۔ فقہ شافعی کا معتبر و مستند مرجع ہے کہ بڑے بڑے مصنفین اس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔

درج بالا تینوں علماء فقہ شافعی کے عراقی طرز تصنیف کے ماہرین ہیں۔

اب ہم فقہ شافعی کے دوسرے طرز تصنیف ”خراسانی اسلوب“ کے ماہر فقہاء کرام سے بھی واقف ہو جائیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ ابواسحاق اسفراینی:

نام: ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران، کنیت: ابواسحاق، اپنے زمانے کے شافعی فقیہ بلکہ آپ کو مجتہد بھی کہا گیا ہے، اہل خراسان کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ایک مدت تک عراق میں سکونت اختیار کی پھر وہاں سے اسفراین چلے گئے، کچھ مدت وہاں قیام کیا، نامور فقیہ قاضی ابوالطیب طبری نے آپ سے وہیں استفادہ کیا، لیکن نیشاپور والوں کے اصرار پر آپ نیشاپور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے لیے خاص طور سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا، جہاں طالبان علوم نبوت کی ایک بڑی تعداد آپ سے سیراب ہوئی۔ امام عبدالغافر نے فرمایا کہ امام ابواسحاق صرف نیشاپور ہی نہیں بلکہ پورے اہل مشرق کے لیے سرمایہ افتخار تھے۔ آپ کی تصنیفات میں ”الجامع فی اصول الدین“ ۵ جلدوں میں ہے۔ ۴۱۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات ابن ہدایة اللہ: ۴۵، شذرات الذهب: ۲۶۳)

۲۔ امام ابوبکر عبداللہ بن احمد بن عبداللہ المروزی المعروف بالقفال الصغیر:

آپ کی ولادت خراسان کے شہر ”مرؤ“ میں ۳۲۷ھ میں ہوئی، آپ نے مختلف علوم و فنون اور خصوصاً فقہ شافعی اپنے زمانہ کے بڑے علماء شوافع سے حاصل کئے اور علمی و فقہی اعتبار سے درجہ کمال کو پہنچنے پر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں منہمک ہوئے، احکام و مسائل شرعیہ کے استنباط و تخریج میں آپ کو کمال کی بالغ نظری حاصل تھی، جس کی بناء پر آپ خراسانی طرز تصنیف کے شیخ تسلیم کئے گئے، آپ سے بہت سے طلبہ نے علم و فقہ حاصل کیا، ۴۱۷ھ میں سجستان میں آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۴۹۶/۱)

۳- امام ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ الجوبینی (والد امام الحرمین):
چوتھی صدی ہجری کی آخری تہائی میں نیسا پور کے علاقہ جوین میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی مراحل میں آپ نے جوین کے فقہاء سے علم حاصل کیا، پھر علامہ ابو الطیب الصعلوکی (متوفی ۴۰۴ھ) سے علم و فقہ کے حصول کے لئے نیسا پور منتقل ہو گئے، پھر مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے ”مرو“ کا رخت سفر باندھا اور امام ابو بکر مروزی سے خراسانی طرز کے مطابق فقہ شافعی میں کمال حاصل کیا، ۴۰۷ھ میں آپ نیسا پور واپس آ کر درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور افتاء کی ذمہ داریوں میں مشغول ہو گئے، آپ نے بہت سی جامع کتابیں تصنیف فرمائیں، تفسیر قرآن کریم، فقہ اور اصول فقہ میں آپ کی گرانقدر تصانیف علماء کے درمیان کافی مقبول رہی ہیں، علم و فضل کے ساتھ ورع و تقویٰ اور زہد و عبادت میں بھی لاثانی تھے، ۴۳۸ھ میں آپ وفات پا گئے۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسیکی ۱۰۱/۳)

۴- قاضی حسین: نام: حسین بن محمد بن احمد المروزی، کنیت: ابو علی

چوتھی صدی ہجری کی اخیر چوتھائی میں خراسان کے شہر ”مروڑ“ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے امام قتال صغیر سے فقہ حاصل کی، اپنے شیخ سے ایسے وابستہ رہے کہ ان کے طرز کے ماہر کہلائے پھر خراسان کے پورے علاقہ میں اپنے زمانہ کے فقہاء شافعیہ کے امام تسلیم کئے گئے، فقہی باریکیاں اور دقیق و پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے آپ کو کافی شہرت ملی، آپ کی تصانیف میں ”اسرار الفقہ“ نامی کتاب ہے، آپ کی وفات ۴۶۲ھ میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسیکی ۱۳۰/۳)

ج- اصول فقہ کی تصنیف کا تیسرا جامع اسلوب ”الجمع بین الطریقتین“

پھر پانچویں صدی ہجری میں چند ایسے نامور فقہاء شافعیہ متعارف ہوئے، جنہوں نے سابقہ دونوں طرز کے درمیان جمع و تطبیق کے فرائض انجام دیئے، انہوں نے مسائل کے بیان، دلائل

کی پیشی اور مسلک شافعی کے ائمہ و علماء کے اقوال کی تائید میں دونوں طرز تصنیف کو جمع کیا، جن میں سے مشہور علماء و فقہاء حسب ذیل ہیں:-

۱- امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف الجوبینی:

آپ کی ولادت نیسا پور کے قریبی علاقہ جوین میں ۴۹۱ھ میں ہوئی، آپ مشہور شافعی فقیہ امام عبداللہ جوینی کے صاحبزادہ ہیں، اپنے والد کے تربیت و پرورش میں بہترین تعلیم و تربیت پائی، مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے بغداد کا سفر فرمایا، جملہ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو کر حجاز کا رخت سفر باندھا اور حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں درس و تدریس، مناظرہ و افتاء کی خدمات انجام دیں، اسی لئے آپ کو ”امام الحرمین“ کے معزز لقب سے نوازا گیا، پھر آپ اپنے وطن نیسا پور لوٹ آئے اور نظام الملک کے قائم کردہ مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس میں منہمک ہوئے اور فقہ، اصول اور دیگر علوم میں گرانقدر تصانیف تحریر کی، جن میں سے کتاب نہایت المطالب فی درایت المذہب یہ کتاب آپ کے علمی تبحر پر دلالت کرتی ہے۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسیکی ۱۵۸/۳)

آپ کے عظیم فقہی شاہکار ”نہایت المطالب فی درایت المذہب“ کا تعارف تحقیق: دکتور عبدالعظیم الدیب جلد: ۲۱، صفحات: ۱۱۵، ۱۱۶، ناشر: دار المنہاج۔

یہ کتاب دراصل امام مزنی کی ”مختصر المزنی“ کی شرح، فقہ شافعی کا انسائیکلو پیڈیا ہے، اور مذہب شافعی کے انتہائی معتمد و مستند مراجع میں سے ہے۔

امام الحرمین نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز مکہ میں کیا اور نیشاپور میں اس کو مکمل کیا۔ (فتح العزیز ۱/۳۹۷) نیز امام الحرمین نے اس کتاب کی تصنیف کی خدمت اپنی زندگی کے اخیر حصہ میں انجام دی، اسلئے آپ کے تمام تجربات اور علم کا خلاصہ و عطر اس کتاب میں آ گیا ہے۔

یہ فقہ شافعی کے ان معتمد و مستند مراجع میں سے ہے کہ فقہاء شوافع نے اپنی زندگیوں کو اس کتاب کے لیے وقف کیا ہے۔ یہ کتاب ایک حیثیت سے فقہ شافعی کی امہات الکتب میں سے کہی جاسکتی ہے، امام الحرمین کے شاگرد امام غزالی نے اس کتاب کی تلخیص ”الوسیط“ کے نام سے کی، پھر ”الوسیط“ کی تلخیص ”الوسیط“ کے نام سے اور ”الوسیط“ کا اختصار ”الوجیز“ کے نام سے کیا، پھر ”الوجیز“ کے اختصار و تشریح کی ذمہ داری بہت سے علماء کرام نے انجام دی ہے۔ امام رافعی نے ”الوجیز“ کی ایک شرح ”فتح العزیز“ لکھی جس کا اختصار امام نووی نے ”روضۃ الطالبین“ کے نام سے کیا اور امام رافعی نے ”الوجیز“ کی تلخیص ”المحرر“ کے نام سے کی جس کا اختصار علامہ نووی نے منہاج الطالبین کے نام سے کیا، پھر منہاج الطالبین کی بہت ساری شروحات، حواشی اور تعلیقات ہیں۔

منہج نہایت المطلب: یہ کتاب مختصر مزنی کے ابواب کی ترتیب پر ہے۔ نئے موضوع پر لکھتے ہیں، متقدمین کی نقول کم سے کم ہیں، خود اپنی تحقیقات اور نتائج غور و فکر کو پیش کیا ہے۔ ترتیب و تقسیم اور ابواب کو قائم کرنے میں جس دقت نظری سے کام لیا ہے وہ آپ کی فقہی بصیرت و مہارت کا ثبوت ہے۔ قطعی و ظنی دلائل کے درمیان فرق و امتیاز ملحوظ رکھا ہے۔ جو بات مقصد کتاب سے تعلق نہ رکھے اس کے بیان کرنے میں بڑی ایجاز بیانی سے کام لیا ہے۔ پہلے مسئلہ کا اصول و ضابطہ بیان کیا ہے اور پھر فروعات کو بیان کیا ہے۔ آپ نے مرجع و ماخذ کی طرف براہ راست رجوع کیا ہے اور دوسروں پر اعتماد کر کے ذکر نہیں کیا ہے، جیسے: ”حکى القاضى عن العراقيين طريقة اخرى، لم أطلع عليها مع بحثي عنها“ (مقدمہ نہایت المطلب: ۲۱۸) اصول و قواعد کے نقل کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔ مذاہب مختلفہ کی آراء کو بیان کیا ہے۔ بعض مسائل میں سلف کے اقوال کو پیش کیا ہے، مسئلہ کے دقیق سے دقیق اور باریک سے باریک پہلو پر کلام کیا ہے۔

۲- امام ابو حامد حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی:

آپ کی ولادت خراسان کے علاقہ طوس کے قریب شہر طابران میں ۴۵۰ھ میں ہوئی، آپ نے امام الحرمین جوینی سے علم حاصل کرنے کے لئے نیسا پور کا سفر کیا، مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے بغداد کے علماء و فقہاء کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا، پھر آپ نے مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس کی ذمہ داری سنبھالی، اس کے بعد آپ نے حجاز اور شام و مصر کے شہروں کی طرف علمی خدمات کے خاطر سفر کئے، پھر اپنے شہر طابران واپس ہوئے اور وہیں پر ۵۰۵ھ میں انتقال فرما گئے۔

آپ نے فقہ، اصول اور دیگر علوم شرعیہ میں قیمتی اور گرانقدر تصانیف تحریر فرمائی جو آپ کے علمی مرتبہ کی غماز ہیں، جن میں فقہ میں (الف) کتاب البسیط فی الفروع: یہ کتاب نہایت المطلب فی درایۃ المذہب کا اختصار ہے، بعد میں اس کتاب کا اختصار خود امام غزالی نے اپنی دوسری کتاب الوسیط فی المذہب میں کیا ہے۔ الوجیز، الوسیط، اصول میں کتاب المستصفیٰ اور احسان و سلوک میں احیاء علوم الدین کو کافی مقبولیت حاصل ہے۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۱/۲۴۹)

(ب) امام غزالی کی کتاب ”الوسیط فی المذہب“ کا تعارف

تحقیق: احمد محمود ابراہیم جلد: ۷، صفحات: ۴۳۵، ناشر: دار السلام

یہ کتاب فقہ شافعی کے اہم ترین مراجع میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ امام الحرمین کی ”نہایت المطلب“ کی مختصر ”الوسیط“ کا اختصار ہے (الوسیط مقدمہ ۱۳/۱، بحوالہ الفوائد المکیة: ۳۵) امام غزالی نے ”الوسیط“ پر کچھ اضافہ بھی فرمایا ہے۔

کتاب کی اہمیت: کتاب کا کیا مقام اور اس کی کیا اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”الوسیط“ کی تصنیف کے بعد فقہ شافعی میں جو بھی کتاب لکھی گئی ہے اس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس میں ”الوسیط“ سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس کا اثر لیا گیا ہے۔

امام غزالی نے ایک طویل عرصے تک مسند تدریس سنبھالی ہے، اس لئے اس کتاب کے طرز نگارش میں آپ کے تدریسی تجربہ اور ذوق کا اثر نمایاں نظر آتا ہے، الفاظ کی تعریف و توضیح کے ساتھ انتہائی سہل اور سادہ انداز، اور ایک طالب کے اندر مطلوبہ بہترین صلاحیت پیدا کرنے کے لیے مرتب و مربوط نافع مواد پیش کرنا اور اصول و قواعد کلیہ کی روشنی میں جزئیات کا اخراج (تخریج) کرنا، بہترین ترتیب کے ساتھ قواعد و علل پر بھی روشنی ڈالنا، یہ سب آپ کے انتہائی ماہرانہ تدریسی تجربے کی علامت ہے۔ (الوسیط: ۱۳ / ۱)

منہج الکتاب: امام غزالی نے اپنی کتاب چار حصوں میں تقسیم کی ہے۔ (۱) عبادات (۲) معاملات (۳) مناکحت (۴) جنایات۔ پھر ان حصوں میں کتاب، باب اور فصل میں بڑی ہی بہترین ترتیب قائم کی ہے۔

امام غزالی نے مذہب شافعی کے تمام اصول و فروع کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، حتیٰ کہ احکام اور اسکی جزئیات میں ہر حکم کی علت اور ہر جزئی کی اصول سے تخریج کی ہے۔ آپ نے دلائل شرعیہ کتاب و سنت اور اجماع و قیاس وغیرہ کو ذکر کرنے پر بھرپور توجہ دی ہے۔ دیگر ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل کی آراء کو ذکر کیا ہے، بلکہ بعض جگہ شیعہ وغیرہ کی آراء کو بھی ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب جہاں حشو و زوائد سے پاک ہے وہیں لطیف و اعجاز بیانی اور بہترین طرز کی وجہ سے ممتاز ہے۔ (شذرات الذهب: ۱۲ / ۴)

شروحات: اس کی بہت سی شروحات و تعلیقات ہیں جیسے ابن منصور نیشاپوری (۵۲۸ھ) کی ”المحیط شرح الوسیط“، ابن الرفعة (۷۱۰ھ) کی ”المطلب العالی فی شرح الوسیط للغزالی“ شیخ نجم الدین القموی (۷۲۷ھ) کی ”البحر المحیط فی شرح الوسیط“ (دیکھئے: الوسیط: ۱۸ / ۱)

مختصرات: ”الوجیز“ جس کا اختصار خود امام غزالی نے کیا ہے۔ ”الغایة القصوی فی درایة الفتوی“ ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (۶۸۵ھ) ان کے

علاوہ دیگر کئی مختصرات ہیں (الوسیط: ۱۸ / ۱)

تعلیقات: ابن ابی الدم (۶۳۲ھ) کی ”ایضاح الأغالیط الموجودة فی الوسیط“ ابن صلاح (۶۳۳ھ) کی ”شرح مشکل الوسیط“، موفق الدین حمزہ بن یوسف حموی (۶۷۰ھ) کی ”شرح مشکلات الوسیط“ ہیں۔

(ج) امام غزالی کی مزید ایک کتاب ”الوجیز“ کا تعارف

تحقیق: طارق فتحی السید جلد ۱: ناشر دار لکتب العلمیہ بیروت صفحات: ۶۶۶

فقہ شافعی کی انتہائی اہم کتاب ہے۔ فقہ شافعی کی اکثر کتابیں امام غزالی کی مرہون منت ہیں، اکثر کتابوں کا سلسلہ ”الوجیز“ کے واسطے سے اوپر جاملتا ہے۔ آسان اسلوب میں لکھی گئی ہے تاکہ ایک مبتدی طالب کو سمجھنا آسان ہو۔

اس کتاب میں امام شافعی سے منصوص مسائل کو ثابت کیا ہے نیز امام شافعی اور اصحاب وجوہ کے درمیان اختلاف کو بیان کیا ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور بعض دیگر فقہاء کے اقوال کو ’خاص رموز‘ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام شافعی کے قول سے موازنہ کیا ہے، جس کی مصنف نے مقدمہ میں وضاحت کی ہے۔ (دیکھئے: مقدمۃ المصنف: ۲۳) اکثر مسائل میں راجح قول کی تعیین کی ہے اور بعض مسائل میں بغیر ترجیح کے اقوال کو ذکر کیا ہے۔

خصوصیت: ”الوجیز“ کی عبارت آسان واضح ہے نیز تمام فقہی ابواب کو شامل ہے، بڑے عمدہ اور دلنشین پیرائے میں مختصر اور واضح الفاظ میں مسائل کا ذکر کیا ہے۔ اکثر و بیشتر امام غزالی مسئلہ بیان کرتے وقت مستدل حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں، یا نبی کریم ﷺ سے منقول حدیث کی عبارت سے فقہی مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ اکثر مسائل میں راجح قول کی تعیین کرتے ہیں اور بعض جگہ مسائل کے درمیان ترجیح قائم نہیں کرتے۔ (الحاوی الصغیر: ۸۸)

امام رافعی نے اس کتاب کی یوں تحسین فرمائی ہے: ”وہو کتاب غزیر غزیر الفوائد“

جم العوائد، وله القدح المعلى والحفظ الأوفى من استيفاء أقسام الحسن والكمال۔ (الشرح الكبير للرافعي: ۱/۷۳)

دوسرے دور میں دوسرے مرحلہ کے چند عظیم فقہاء

جن کا فقہ شافعی پر بڑا احسان ہے:

فقہ شافعی کے اس پختگی اور ثابت قدمی کے دور (۲۰۴ھ-۵۰۵ھ) کے مرحلہ میں دیگر بھی چند ایسے بھر علماء شوافع ہیں جنہوں نے مسلک شافعی کو مضبوطی عطا کرنے میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات اور صلاحیتیں کھپائیں، جن میں سے چند مشہور شخصیات حسب ذیل ہیں:

۱- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی:

آپ کی ولادت نیسا پور کے قریبی علاقہ بیہق میں ۲۸۴ھ میں ہوئی، آپ نے حدیث پاک کی سماعت و جمع کے لئے عراق و حجاز کے اسفار کئے اور علم حدیث میں روایت و درایت کے اعتبار سے مہارت حاصل کی، حضرت امام شافعی کے مسلک کی فقہ میں تبحر حاصل کیا اور مسلک شافعی کی فقہ و اصول، حدیث و تخریج وغیرہ علوم شرعیہ کے اعتبار سے بہترین خدمات انجام دیں۔

آپ کی علمی تصانیف میں کتاب ”المبسوط“، کتاب معرفۃ السنن والأثار اور کتاب ”مناقب الشافعی“ کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی، یہاں تک کہ امام الحرمین نے کہا ”مامن شافعی الا وللشافعی فی عنقہ منہ الا البیہقی فان لہ علی الشافعی منۃ لتصانیفہ لمذہبہ واقاویلہ“، یعنی مسلک شافعی سے وابستہ ہر فرد پر حضرت امام شافعی کے احسانات ہیں سوائے امام بیہقی کے کہ آپ نے حضرت امام شافعی پر احسانات کئے ہیں، کیونکہ آپ نے ان کے مسلک کی تائید اور ان کے اقوال کی تشریح و تحقیق میں گرانقدر کتابیں لکھیں ہیں۔ ایک مدت کے لئے آپ کو نیسا پور کا قاضی مقرر کیا گیا، ۴۵۸ھ میں وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ للاسنوی: ۱/۱۹۸)

۲- امام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی:

آپ کی ولادت ایران کے شہر فیروز آباد میں ۳۹۳ھ میں ہوئی، وہیں آپ کی نشوونما ہوئی، پھر آپ نے حصول علم کی خاطر شیراز کا سفر کیا اور وہاں کے علماء و فقہاء سے علوم و فنون حاصل کئے، پھر مزید علمی پیاس بجھانے کی خاطر آپ نے بصرہ اور بغداد کے اسفار کئے، مشہور شیخ عراق قاضی ابوالطیب الطبری کی شاگردی اختیار کی، جب آپ کے علمی قدم جم گئے اور آپ کی شہرت پھیل گئی تو آپ کے لئے وزیر نظام الملک نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم فرمایا، جس میں آپ درس و تدریس اور مسلک شافعی کے مطابق افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے، علامہ ابواسحاق شیرازی نے مسلک شافعی کی خدمت کی خاطر کئی نفع بخش کتابیں لکھیں، جن میں سے ”کتاب المہذب فی الفقہ اور کتاب اللمع فی اصول الفقہ“ کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی، جو آپ کے فقہی و علمی تبحر کی علامت ہے، آپ کا انتقال بغداد میں ۴۷۶ھ میں ہوا۔ (طبقات الفقہاء الشافعیہ لابن الصلاح: ۱/۳۰۲)

(الف) کتاب ”المہذب“ کا تعارف

جلد: ۳، صفحات: ۱۴۶۹ ضبط و تحقیق: شیخ زکریا عمیرات دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام شیرازی نے یہ کتاب ۴۵۵ھ میں شروع فرمائی اور ۴۶۹ھ میں اس کو مکمل فرمایا۔ یہ فقہ شافعی کی اہم ترین متون میں سے ہے اور فقہ شافعی میں اس کو وہ مقام حاصل ہے کہ امام غزالی کی ”الوسیط“ کے علاوہ کسی دوسری کتاب کو یہ مقام نصیب نہیں ہوا، جیسا کہ امام نووی فرماتے ہیں: ”واشتہر منها- ای الکتب المصنفة فی الفقہ الشافعی - لتدریس المدرسین وبحث المشتغلین: المہذب، والوسیط، وھما کتابان عظیمان، صنفھما امامان جلیلان.“ (مقدمہ المجموع: ۱/۳۸۴)

اس کتاب کی بڑے پیمانے پر شہرت و عظمت، پذیرائی اور مقبولیت اور فقہاء شوافع کی اس کتاب سے گرویدگی اس بات کی شاہد ہے کہ فقہ شافعی میں اس کا کیا مقام ہے۔

(المہذب فی فقہ الامام الشافعی، مقدمہ ذکرتور محمد زحیلی: ۲۱)

”المہذب“ کی عظمت و مقبولیت کا اندازہ اس کی شرحوں سے بھی ہو سکتا ہے، بہت سارے علماء محققین نے اس کی جانب اعتناء کیا ہے اور شروحات، توضیحات اور تعلیقات لکھی ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں: ابواسحاق منصور العراقی ۵۹۶ھ نے دس متوسط جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے۔ امام ضیاء الدین ابو عمر عثمان بن عیسی المارانی م ۶۰۲ھ نے تقریباً بیس جلدوں میں اس کی شرح لکھی لیکن ”کتاب الشہادۃ“ تک ہی لکھ سکے۔ ابو الذبیح اسماعیل بن محمد الحضرمی نے اس کی شرح لکھی۔

علامہ نووی نے اس کی شرح ”المجموع“ باب الربا تک لکھی، پھر علامہ تقی الدین سبکی ۷۵۶ھ نے لکھی لیکن وہ بھی مکمل نہ کر سکے بعد میں دیگر علماء نے تکمیل کی۔ نیز بہت سارے علماء نے اس کی شرح، مشکل الفاظ کی وضاحت وغیرہ پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ (دیکھئے: المہذب ۳۱-۴، المجموع ۱: ۲۷۸-۷۹)

کتاب کے منہج کے بارے میں علامہ شیرازی نے لکھا ہے: ”یہ کتاب مہذب ہے جس میں ان شاء اللہ میں مذہب شافعی کے اصول مع دلائل اور اس سے متفرع ہونے والے پیچیدہ احکام اس کی وجوہ کے ساتھ ذکر کروں گا۔“ آپ نے فقہاء کے اقوال کو مختصراً بیان کر کے، ان میں سے راجح کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(ب) التنبیہ: کا تعارف

جلد ۱، صفحات: ۲۸۶، اس کا شمار فقہ شافعی کی امہات الکتب میں اور پانچ مشہور و معروف معتمدتوں میں ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں: وهو أحد الكتب الخمس المشهورة المتداولة بين الشافعية، وهي: مختصر المزني، الوسيط، الوجيز، المہذب والتنبیہ۔ (مقدمة شرح المہذب: ۱/۲۷۴)

اس کتاب کو فقہ شافعی میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی، اس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) مسلک شافعی میں ”اصحاب وجوہ“ کا درجہ رکھنے والے امام شیرازی بڑے مایہ ناز کہنہ مشق مدرس تھے، آپ نے اپنے درس و تدریس کے طویل عملی تجربات سے فائدہ اٹھا کر ایک بہترین کتاب تصنیف فرمائی، کتاب کا اسلوب و منہج بڑا پیارا ہے، کبھی راجح قول کو ذکر فرماتے ہیں تو کبھی بغیر ترجیح دیئے ہوئے تمام اقوال ذکر کرتے ہیں۔ (تحریر الفتاوی لابن ابی زرعه: ۱/۵۴)

(۲) امام شیرازی اس مختصر سی کتاب کی تصنیف میں ایک سال منہمک رہے اور بڑی عرق ریزی سے رمضان ۴۵۲ھ سے شروع فرما کر اگلے سال شعبان میں اسے مکمل فرمایا۔ (طبقات الشافعیہ للاستوی: ۲/۸)

(۳) یہ کتاب شیخ ابوحامد کی تعلیقات سے ماخوذ ہے، جو امام نووی کی تشریح کے مطابق تقریباً ۵۰ جلدوں پر مشتمل تھی۔ (آثار البلاد وأخبار العباد للقرظوبنی: ۱/۹۴)

(۴) امام شیرازی ہر مسئلہ نقل کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے اور اس کتاب میں مشغول و منہمک پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے دعا فرماتے۔ (تصحیح التنبیہ للنووی: ۱/۶۲)

فقہاء شوافع نے بڑی تعداد میں اس کی شروحات لکھی ہیں، حاجی خلیفہ نے اس کتاب کی ۴۳ شروحات کو نقل کیا ہے۔ (کشف الظنون: ۱/۴۸۹) جن میں موفق الدین الحموئی م: ۶۷۰ھ، شہاب الدین العامری م: ۷۲۱ھ، علامہ ابن الرفعم: ۷۱۰ھ، قاضی جمال الدین الریمی م: ۷۹۱ھ اور امام نووی کی مشہور شروحات ہیں۔ (تحریر الفتاوی علی التنبیہ والمنہاج والحاوی لابن ابی زرعه: ۱/۵۶، ۵۸)

۳۔ امام ابو نعیم اصفہانی:

احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن وائل، ولادت: ۳۳۶ھ، وفات: ۴۳۰ھ، آپ بلند پایہ محدث ہیں، فقہ میں بھی آپ جامع کمالات تھے۔ آپ کو چھ سال کی عمر

میں ہی بعض مشہور و معتبر محدثین نے تبرکاً اجازت حدیث مرحمت فرمادی تھی۔ آپ نے بلند پایہ اساتذہ سے علم حاصل کیا، تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ آپ کے چشمہ علم سے طالبان علوم نبوت کی ایک بڑی تعداد سیراب ہوئی۔ آپ کثیر التصانیف عالم ہیں، آپ کی تصنیفی خدمات سے امت کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

۴۔ ابن الصباغ:

ولادت: ۴۴۰ھ - وفات: ۴۷۷ھ ابو نصر عبدالسید محمد بن عبدالواحد، ابن صباغ سے مشہور ہیں۔ آپ کی پیدائش و وفات بغداد میں ہوئی۔ آپ شافعی فقیہ اور اصولی محقق ہیں۔ آپ ابواسحاق شیرازی کے ہم عصر ہیں اور معرفتہ مذہب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ قاضی ابوالطیب سے فقہ میں مہارت حاصل کی۔ (طبقات سبکی ۳/ ۲۳۰)

۵۔ الرویانی:

عبدالواحد بن اسماعیل بن احمد بن محمد الرویانی، بحر المذہب کے مصنف، آپ نے فقہ کی تعلیم اپنے والد اور دادا وغیرہ سے حاصل کی اور فقہ شافعی میں انتہائی درک و مہارت حاصل کی، حافظہ مشہور تھا اور مذہب کی کتابوں کے حفظ کی وجہ سے مشہور تھے آپ کا مشہور قول ہے: ”لو احترقت كتب الشافعی لاملیتها من حفظی.“ اگر امام شافعی کی کتابیں آگ میں جلنے کے حادثہ سے دوچار ہوں تو میں انہیں اپنے حافظہ سے لکھوادوں گا۔ آپ کو فقہ شافعی پر کامل دستگاہ حاصل تھی، بعض نے آپ کو اپنے زمانے کا امام شافعی قرار دیا ہے۔ (بحر المذہب: ۱/ ۷) یا قوت حموی لکھتے ہیں کہ آپ امام الشافعیہ اور اصحاب وجوہ میں سے تھے۔ آپ کی تصنیف ”بحر المذہب“ فقہ کی سب سے زیادہ مطول کتابوں میں سے ہے۔ آپ کو ملاحدہ نے جامع مسجد (آمل) میں ۵۰۲ھ میں شہید کر دیا۔

بحر المذہب فی فروع مذہب الشافعی کا تعارف:

تحقیق: طارق فتنی سید۔ جلد: ۴۰ صفحات: ۷۲۲، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام روئیانی زبردست علمی صلاحیت کے مالک تھے، آپ کا حافظہ مشہور تھا، یہ کتاب فقہ شافعی کی مفصل کتابوں میں سے ہے۔

منہج کتاب: مصنف ”الأم“ کی ایک عبارت ”مسألة“ کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ”الفصل“ اور ”فرع“ ”فرع آخر“ کے عنوان سے مختلف مسائل بیان کرتے ہیں، مصنف کہیں کہیں دیگر مسالک کے اقوال کا رد بھی کرتے ہیں۔ عموماً ترجیح مذہب بیان نہیں کرتے۔

خصوصیت: امام ذہبی فرماتے ہیں: ”آپ کی تصنیف بحر المذہب بڑی مطول اور فوائد سے لبریز ہے۔“ (بحر المذہب: ۹) یا قوت حموی ”معجم البلدان میں رقم طراز ہیں: ”میں نے فقہاء خراسان کی ایک جماعت کو دیکھا جو ”بحر المذہب“ کو فقہ شافعی کی دیگر تمام کتابوں پر فضیلت دیتی ہے“ (بحر المذہب: ۹)

۶۔ البغوی:

امام ابوالحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی آپ کی پیدائش ۴۳۳ھ اور وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی، آپ انتہائی متقی و پرہیزگار تھے، آپ کی تفسیر و حدیث و فقہ میں امامت مسلم تھی، امام ذہبی فرماتے ہیں: ”مکان اماما فی التفسیر، اماما فی الحدیث، اماما فی الفقہ۔ آپ کی تصانیف کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں ”التہذیب فی الفقہ“ ہے جو شوافع کے یہاں بڑی مقبول ہے۔ شرح السنہ، لباب التاویل فی معالم التنزیل اور جمع بین الصحیحین وغیرہ آپ کی مقبول و معروف تصانیف ہیں۔ (طبقات قاضی شہبہ: ۱/ ۲۸۱)

التہذیب فی فقہ الامام الشافعی کا تعارف:

تحقیق: شیخ عادل احمد عبدالوجود شیخ علی محمد معوض جلد: ۸، صفحات: ۴۱۹، دارالکتب العلمیہ بیروت
یہ فقہ شافعی کا عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے، شوافع کی معتبر کتابوں میں اس کا شمار ہے، فقہاء

شوافع اس سے تحریر و تقریر میں استفادہ کرتے ہیں، اپنے استاذ قاضی حسین کی تعلیقات میں کمی بیشی کر کے اس کی تلخیص کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۰۲۰ شاملہ)

منہج: امام بغوی نے باب یا فصل کے شروع میں مذکور مسئلہ کی مناسبت سے قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث لائی ہے۔ اس میں غریب یا نادر کوئی لفظ ہو اس کی وضاحت کی ہے۔ اکثر ”احدهما“ و ”الثانی“ کے ذریعہ مسائل کی متعدد صورتوں کا احاطہ کیا ہے۔ جو مسئلہ ذکر کیا ہے تو اس پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے متعلق جزئیات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کو بیان کرتے ہیں، خواہ وہ اختلاف مذاہب فقہیہ میں ہو یا فقہاء شوافع کے درمیان ہو۔

خصوصیت: امام شافعی کے مذہب کے فقہی فروع و جزئیات کی تہذیب کی ہے۔ امام شافعی کے قول قدیم اور جدید کے ذکر کے ساتھ مسائل کے سلسلے میں صحابہ و تابعین کا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ دیگر مذاہب فقہیہ احناف، مالکیہ و حنابلہ کا نقطہ نظر بیان کیا ہے، گویا فقہ مقارن کی کتاب ہے۔

تعریف و توصیف: علامہ ذہبی کا بیان ہے: ”یہ کتاب حلقہ شوافع میں مشہور ہے، شوافع علماء اس سے مستفید ہوتے ہیں، اس پر اعتماد کر کے بہت سارے مسائل میں اس کے حوالے دیتے ہیں، امام نووی نے ”روضۃ الطالبین“ میں کثرت سے اس کتاب سے نقل فرمایا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۰۲۰ شاملہ)

علامہ مروزی نے ”لباب التہذیب“ کے نام سے اور شہاب الدین الاسکندری (م ۶۸۳ھ) نے دس جلدوں میں اس کی تلخیص کی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین)

اس دور کی عراقی اسلوب تحریر ایک اہم فقہی کتاب کا تعارف:

الباب فی الفقہ الشافعی: قاضی ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد الضحی الحاملی:

(۳۶۸-۳۱۵ھ) تحقیق: د: عبدالکریم بن صینان العری، جلد: ۱، صفحات: ۵۰۲، دار البخاری المدینۃ المنورۃ

آپ کا خاندان علم و فضل میں مشہور تھا، ابن صلاح فرماتے ہیں: ”بیت النبیل والجلالة والفقہ والروایة.“ (طبقات ابن صلاح: ۱/۳۶۲) امام سبکی فرماتے ہیں: بیت الفضل والجلالة والفقہ والروایة (سبکی: ۴۸/۴)

آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں ”اللباب“ آپ کی مشہور کتاب اور فقہ شافعی کا اہم اور قدیم ماخذ ہے، اس لیے دبستان فقہ شافعی سے تعلق رکھنے والے فقہاء کرام کا اس پر بڑا اعتماد رہا ہے اور انہوں نے اس سے نقل و استفادہ خوب کیا ہے، ممتاز فقہاء نے اس کتاب سے مسائل و جزئیات، فقہی اصول و ضوابط کو اس کے نقل و حوالے سے اپنی کتابوں کو مزین کیا ہے، جیسے امام نووی نے ”الروضہ“، ”المجموع“ وغیرہ میں، سبکی نے ”مکملۃ المجموع“ میں ابن وکیل الشافعی نے ”الاشباہ والنظائر“ میں کیا ہے۔

منہج کتاب: مصنف نے صرف امام شافعی کا مذہب اور رائج قول کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، دیگر فقہاء کے اقوال شاذ و نادر ہی ذکر کئے ہیں، جیسے سجدہ سہو کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کا اور صلاۃ جماعت کا حکم اور احکام الحوالہ میں امام احمد کا قول ذکر کیا ہے۔

امام شافعی کے متعدد اقوال کو نقل کیا ہے، نہ تو اس کا ماخذ ذکر کیا ہے اور نہ ہی ان میں رائج قول کو واضح کیا ہے، نیز اصحاب و جوعہ کے متعدد اقوال کو ذکر کیا ہے، اور ان کے درمیان ترجیح کو واضح نہیں کیا ہے۔ مسائل کو ذکر کرنے کا کوئی خاص طرز نہیں ہے، کبھی تو ”التنبیہ“ وغیرہ کی طرح بالکل اختصار و ایجاز کو اپنایا ہے، اور کبھی ”حصر“ کے طور پر مسائل کو ذکر کیا ہے، اور کبھی فقہی قاعدہ یا ضابطہ بیان کر کے اس سے متعلق ”فروعات و جزئیات کو بیان کیا ہے۔

متعدد مسائل میں ضعیف قول کو — اس کے شد و ذیاضعف کی طرف اشارہ کے بغیر — ذکر کیا ہے، محقق نے حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ کر کے صحیح قول کو ذکر کیا ہے۔ کتاب تمام ابواب فقہیہ پر مشتمل اور جامع ہے، کتاب مختصر ہونے کے باوجود مصنف نے کہیں کہیں آیات و احادیث سے علمی استفادہ کیا ہے۔ اسلوب کتاب میں متعدد جگہ غموض

واہام ہے، جو بلا تشریح و توضیح کے واضح نہیں ہو پاتا۔

اہمیت کتاب: کتاب کی اہمیت کے پیش نظر فقہاء شافعیہ نے اس کتاب کی طرف بڑا اعتناء کیا ہے، اس کتاب کا اختصار علامہ ابن حافظ العراقی نے ”تنقیح اللباب“ کے نام سے کیا، پھر اس کا اختصار شیخ الاسلام زکریا انصاری نے ”تحریر تنقیح اللباب“ کے نام سے کیا۔ پھر اس اختصار کی شرح ”تحفة الطلاب“ کے نام سے کیا۔ (اللباب: ۲۵)

فقہ شافعی کی اشاعت کے اس دور ثانی کے دوسرے مرحلہ میں فقہ شافعی کی پختگی اور ثابت قدمی کا دوسرا سبب:

(۲) حکومت وقت کے خلفاء، وزراء اور امراء کا مسلک شافعی کو اختیار کرنا: یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ کسی بھی دینی، دنیوی، اعتقادی، علمی اور فقہی مسلک و مشرب کی نشر و اشاعت میں حکومت وقت کو بڑا دخل حاصل ہوتا ہے، گرچہ کسی نظریہ کے عام ہونے کا یہ واحد سبب نہیں ہے، لیکن اس حقیقت سے یکسر انکار کی گنجائش بھی نہیں ہے کہ ارباب حکومت اپنے نظریات جلد عام کر دیتے ہیں۔ (الامام الشافعی فقیہاً و مجتهداً: دکتور عبدالسلام علی: ص: ۵۸۲)

فقہ شافعی کے ثابت قدمی کے دوسرے مرحلہ (۴۰۲ھ-۵۰۵ھ) میں جن اصحاب اقتدار نے مسلک شافعی کی اشاعت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، ان کا تعارف ذیل میں مرقوم ہے:

۱- عباسی خلیفہ قادر باللہ ابو اسحاق احمد بن اسحاق بن مقتدر بن معتضد بن موفق بن متوکل بن معتصم باللہ بن ہارون الرشید:

آپ کی ولادت ۳۳۶ھ میں، بیعت خلافت ۳۸۱ھ میں اور وفات ۴۲۲ھ میں ہوئی، تقریباً چالیس سال سے زیادہ خلافت کی ذمہ داری نبھائی، آپ مسلک شافعی سے

وابستہ رہے، علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں: اس عباسی خلیفہ نے فقہ شافعی کے اصول میں ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی، جو ہر جمعہ کو جامع مہدی میں محدثین کے حلقہ میں پڑھی جاتی تھی، خلیفہ کے شافعی ہونے کی بناء پر بغداد میں خصوصاً اور عباسی حکومت کے دوسرے علاقوں میں عمومی طور پر مسلک شافعی کی مضبوطی میں کافی تعاون ملا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی / ص: ۴۹۱)۔

۲- سلطان شمس الملک نصر بن ابراہیم بن نصر:

آپ عباسی حکومت کے ماوراء النہر کے علاقوں و شہروں کے بادشاہ تھے، فقہ شافعی سے وابستہ اور فصیح و بلیغ خطیب و فقیہ تھے، آپ کی وفات ۴۹۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے دور حکومت میں زیر اقتدار علاقوں میں مسلک شافعی کی نشر و اشاعت میں خوب تقویت ملی ہے۔ (تہذیب سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۱/۱۹۲)

۳- وزیر نظام الملک ابو علی حسن بن علی بن اسحاق الطوسی:

آپ کی ولادت نیسا پور میں ۴۰۸ھ میں ہوئی، مسلک شافعی سے متعلق علم فقہ حاصل فرمایا، پھر سرکاری عہدوں میں اتنی ترقی عطا ہوئی کہ سلطان سلجوقی امیر الپ ارسلان کے وزیر مقرر ہوئے، اور ۴۵۵ھ سے ۴۶۵ھ تک اس عہدہ پر فائز رہے، پھر امیر الپ ارسلان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ کے وزیر رہے، ۴۸۵ھ تک، غرضیکہ آپ عہدہ وزارت پر اپنی وفات تک تیس سالوں تک فائز رہے۔

آپ انصاف پسند، اچھے اخلاق کے حامل اور اہل علم کے قدر شناس تھے، خصوصاً فقہاء شوافع سے خاص وابستگی رکھتے تھے۔ چونکہ آپ کے عہد وزارت میں مصر میں فاطمیوں کی حکومت تھی اور فاطمی بادشاہ اسماعیلی شیعہ اور باطنیہ کے نظریات کے حامی تھے اور ان کے غلط عقائد و اعمال کی ترویج کے خواہاں، لہذا وزیر نظام الملک نے علماء اہل سنت والجماعہ اور خصوصاً فقہاء شافعیہ کے ساتھ مل کر ان کے فتنوں کا دفاع کیا، شریعت اسلامیہ کی صحیح تعلیم عام

کرنے کے لئے اپنی سلطنت کے مختلف علاقوں میں مدرسہ نظامیہ کے نام سے نو مدارس قائم فرمائے جن کو علامہ تاج الدین سبکی نے اپنی طبقات میں شمار کیا ہے: ۱- بغداد، ۲- نیسا پور، ۳- مرو، ۴- ہرات، ۵- بلخ، ۶- اصفہان، ۷- طبرستان، ۸- موصل، ۹- بصرہ (طبقات السبکی، ج ۳، ص ۶) جہاں عمومی طور پر علوم شریعت کی تعلیم ہوتی تھی، اور جہاں سے بڑے بڑے فقہاء شوافع نے اکتساب فیض کیا، بلکہ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کو علامہ ابواسحاق شیرازی نے تو نیسا پور کے مدرسہ کو امام الحرمین نے اپنے علمی فیوض سے مستفید فرمایا، اور آج بھی یہ مدارس نظامیہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور اپنا علمی فیضان جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وزیر نظام الملک طوسی نے علوم اسلامیہ خصوصاً فقہ شافعی کی مضبوطی میں کافی اہم کردار ادا کیا ہے، ان کی انہی خدمات کو سراہتے ہوئے فقہ شافعی امام الحرمین الجوی نے اپنی کتابوں میں ان کی بہترین تعریف و توصیف کی ہے۔ (تہذیب سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۲/۲۰۲)

یہاں یہ بات ذکر کرنا بہت فائدہ مند ہوگی کہ وزیر موصوف کے بعد ان کے خاندان کے دو افراد، ان کے حقیقی بھتیجے وزیر ابوالمعالی عبدالرزاق بن عبداللہ بن اسحاق الطوسی شاگرد رشید امام الحرمین (متوفی ۵۱۵ھ) اور وزیر موصوف کے بڑے پوتے امیر ابو نصر محمد بن علی بن احمد بن وزیر نظام الملک کا شمار بھی فقہاء شوافع میں ہوتا ہے اور انہوں نے مسلک شافعی کے قدم جمانے میں کافی اہم رول نبھایا ہے۔ جزاہم اللہ فی الدارین احسن الجزاء (طبقات الشافعیہ للأسنوی ۷/۸۳۴)۔

البتہ یہاں اس بات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ حکمرانوں کے شافعی المسلک ہونے کی بنا پر شافعی فقہ کو جو چنگتی ملی ہے اس سے ہرگز یہ مطلب نہ نکالا جائے کہ ان خلفاء و حکمرانوں نے زبردستی اپنے عوام اور رعایا میں اس مسلک شافعی کو رائج کیا معاملہ ہرگز ایسا نہیں ہے، ورنہ بہت غلط فہمی و بدگمانی ہوگی، تاریخ اسلامی میں ایسی کئی مثالیں ہیں کہ بادشاہ نے اپنے مسلک و

مزاج کے خلاف مفتیان و قضاة اپنے زیر اقتدار علاقوں میں متعین کئے ہیں اور ان پر اپنا مسلک اختیار کرنے کی پابندی نہ لگائی، بلکہ وہ اپنے اجتہاد و سعی کے مطابق ذمہ داریاں نبھانے میں آزاد رہے ہیں، یہ بات اور ہے کہ رعایا نے خود اپنی رضا و رغبت سے بادشاہ کے مسلک کو اختیار کیا ہو، یا پہلے سے ہی دونوں کا مسلک ایک تھا لیکن پھر خلیفہ و بادشاہ نے دینی مصالح کے پیش نظر اس رائج مسلک کو مضبوط و پختہ کرنے میں اہم کردار نبھایا۔

تیسرا دور: ۵۰۵ھ تا ۶۷۶ھ

فقہ شافعی کی اولین تنقیح کا زمانہ اور اس میں شوافع کے شیخین علامہ رافعی اور امام نووی کا عظیم کردار: اولاً ہمیں تنقیح کا صحیح مطلب اور اس کی اہمیت و ضرورت کو جاننا و سمجھنا انتہائی لازمی ہے۔ تنقیح کا معنی:

فقہ شافعی کے رائج و صحیح اقوال میں سے مرجوح اور شاذ اقوال کو الگ کرنا، نیز فقہ کے جملہ ابواب کے مسائل میں مفتی بہ اقوال کو بیان کرنا تاکہ مسلک کے قضاة اور مفتیان کو فقہ و فتاویٰ اور فیصلوں و تحریروں میں کوئی ایک محقق حکم شرعی منطبق کرنے میں سہولت ہو۔ نیز طلبہ علوم کو رائج اقوال معلوم ہوں۔ (مختار الصحاح: محمد بن ابوبکر رازی، ص: ۶۷۵)

فقہ شافعی کے تنقیح کی ضرورت:

۵۰۵ھ سے ۶۷۶ھ میں فقہ شافعی کی تنقیح کے لئے دو اہم اسباب درپیش ہوئے:

(۱) مسلک شوافع کے روح رواں حضرت سیدنا الامام الشافعیؒ کی وفات کو چار صدیاں گزر گئیں، اس دوران فقہ شافعی کی بہت سی نئی نئی کتابیں منظر عام پر آئیں، جن کے مصنفین و مؤلفین مختلف دور دراز کے مقامات کے رہنے والے تھے، مغرب میں وادی نیل سے ماوراء النہر کے علاقوں تک تو مشرق میں سندھ کے مقامات تک ان کا دائرہ وسیع تھا، گویا

کہ جغرافیائی اعتبار سے فقہ شافعی کے متبعین کافی بڑے علاقے میں پھیل چکے تھے۔

اس زمانہ میں دور جدید کی طرح تیز رفتار، متحرک و فعال ذرائع ابلاغ (موبائل، فون، انٹرنیٹ وغیرہ) کا وجود نہیں ہوا تھا کہ فقہاء کرام کو جلدی جلدی مفتی بہ اور راجہ اقوال کا علم ہوتا، لہذا ان کے درمیان میں اختلاف اقوال کا پیدا ہونا فطری بات تھی، اسی لئے درج بالا کتابوں میں کچھ اقوال فقہ شافعی کے اصولوں کے خلاف تو بعض مرجوح مسائل اور شاذ اجتہادات سامنے آئے، لہذا اس امر کا بالخصوص تقاضہ ہوا کہ ان جملہ تصانیف فقہیہ کی باریک بینی سے چھان بین کر کے مکمل غور و فکر کے بعد مفتی بہ اور راجہ اقوال کی تعیین کردی جائے (تفصیلات کے لئے دیکھیں: روضة الطالبین للنووی ۱/۱۱۲، ۱۱۳)۔

(۲) پچھلے صفحات میں ذکر کردہ معلومات کے موافق چوتھی صدی ہجری کے اخیر اخیر میں مسلمانوں میں مسلکی تشدد کی جڑیں مضبوط ہو چکی تھیں۔ (المدخل الفقہی العام ۱/۲۰۳)۔

لہذا درج بالا ہر دو اسباب و وجوہات کی بناء پر اولاً شیخ شوافع علامہ عبدالکریم رافعیؒ (ولادت ۵۵۷ھ، وفات ۶۲۳ھ) کمر بستگی کے ساتھ فقہ شافعی کی تنقیح میں جٹ گئے، اور ان کے بعد دوسرے شیخ شوافع علامہ نوویؒ (ولادت ۶۳۱ھ، وفات ۶۷۶ھ) نے تنقیح کے فرائض انجام دیئے، یعنی انہوں نے فقہ شافعی کے مسائل و قضایا میں راجح و مفتی بہ اقوال کو متعین کرنے کے فرائض انجام دیئے۔ یہ دونوں شخصیات فقہ شافعی میں ”اکابر شیخین“ کے لقب سے مشہور ہیں۔

یقیناً فقہ شافعی کی تنقیح کا یہ اہم امر بہت ہی محنت و جدوجہد کا طالب تھا، جس میں چار صدیوں پر مشتمل فقہاء شوافع کی کثیر و وسیع تصانیف کو کھنگالنے، ان کا باریک بینی سے جائزہ لے کر تحقیق و تدقیق کے بعد غیر مرجوح اور شاذ اقوال کو الگ کر کے راجح اور مفتی بہ اقوال کی وضاحت کرنے جیسی محنتیں شامل تھیں، باری تعالیٰ نے ان عظیم محنتوں کے لئے انہیں

کے شایان شان درج بالا شخصیتیں بھی تیار کیں، جن کے احوال و کاوشیں ذیل میں درج ہیں:-

۱- علامہ رافعیؒ اور ان کی دینی و فقہی خدمات:

آپ کا اسم گرامی و نسب: عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم بن فضل ہے، کنیت: ابو القاسم، آپ کی ولادت ۵۵۷ھ میں اصفہان کے ایک اہم شہر قزوین میں ہوئی، اسی لئے آپ کو قزوینی کہا جاتا ہے، اور قزوین کے ایک علاقہ ”رافعان“ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو رافعی بھی کہا جاتا ہے، اور بعض سوانح نگار ماہرین کے مطابق صحابی رسول ﷺ حضرت رافع بن خدیج کی نسبت کرتے ہوئے آپ کو ”رافعی“ کہا جاتا ہے۔

علامہ رافعیؒ کے والد محترم شیخ محمد بن عبدالکریم اپنے زمانہ کے عظیم شافعی فقیہ تھے، علامہ نے انہیں کی گود میں تربیت پائی اور دینی علوم کی ابتدائی سیڑھی چڑھی، پھر آپ نے مزید علمی و فقہی تبحر حاصل کرنے کے لئے اپنے زمانہ کے ماہر علماء عظام اور مشہور فقہاء شوافع کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

علوم و فنون میں مکمل مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے زمانہ میں مسلک شوافع کے مرجع بن گئے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فقہ و فتاویٰ میں آپ کا اس قدر شہرہ ہوا کہ بہت سے علماء و فقہاء نے آپ کی شاگردی اختیار فرما کر اپنی علمی و فقہی پیاس بجھائی، ۶۲۳ھ میں قزوین میں آپ کا انتقال ہوا۔ (تہذیب سیر اعلام النبلاء للذہبی ۳/۹۹، طبقات الشافعیہ لالسنوی: ۱/۵۷۱)۔

آپ کی فقہی تصانیف:

علامہ رافعیؒ نے بہت سی قیمتی نفع بخش کتابیں تالیف فرمائی ہیں، جو آپ کے علمی تبحر اور فقہی مہارت کی علمبردار ہیں، جن میں سے مشہور شافعی فقہ کی کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱- کتاب المحرر:

یہ کتاب امام غزالی کی معرکہ الآراء فقہی تصنیف ”الوجیز“ سے ماخوذ ہے، اسے فقہ شافعی کے جملہ ابواب فقہ میں محقق قول کی وضاحت میں اہمیت کا درجہ حاصل ہے، بعد کے فقہاء شوافع نے اس سے خوب استفادہ فرمایا ہے۔

۲- فتح العزیز (شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر۔)

تحقیق و تعلق: شیخ علی محمد معوض، شیخ عادل احمد عبدالموجود جلد: ۱۲، صفحات: ۷۸۹۹، ناشر:

دارالکتب العلمیہ بیروت

امام غزالی کی مشہور کتاب ”الوجیز“ کی شرح ہے۔ پہلی جلد کتاب کے شایان شان مبسوط مقدمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ امام رافعی کا فقہ شافعی کی تنقیح و ترویج اور اس کے علمی سرمائے کو قیام بنانے میں کس قدر حصہ ہے۔ امام رافعی ”صاحب الشرح“ سے مشہور ہیں اور ”الشرح“ سے مراد ”الشرح الکبیر“ یعنی فتح العزیز ہے۔ (مقدمہ: ۲۲۰)

یہ کتاب امام رافعی کی سب سے اہم اور سب سے طویل فقہی کتاب ہے، آپ نے تفصیل کے ساتھ مسائل، اصحاب و وجہ کی آراء اور امام شافعی کے اقوال ذکر فرمائے ہیں، مذہب کی تنقیح و تحریر کا کام بڑی جانفشانی اور دقت نظری کے ساتھ کیا ہے، اور تحقیق و تعلق کا کام انجام دینے والے دونوں حضرات شیخ علی محمد معوض اور شیخ عادل احمد عبدالموجود نے اپنی گراں قدر تحقیقات سے کتاب کی قدر و قیمت میں چار چاند لگا دیا ہے۔

شروحات: امام نووی کی ”روضۃ السالین“ اس کتاب کی تلخیص ہے، جو فقہ شافعی کے اہم ترین مصادر و ماخذ میں سے ہے۔ امام ابراہیم بن عبد الوہاب زنجانی ۶۵۵ھ نے اس کی تلخیص کی اور نام رکھا: ”نقاوۃ فتح العزیز“، ابن عقیل ۷۶۹ھ نے اختصار کیا ہے جس پر ”الدر العظیم فی شرح اشکال الکبیر“ حاشیہ ہے۔ امام سیوطی کی ”نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر“ ہے، شیخ الدین الاسدی ۸۰۸ھ کی

تعلیق ہے جس کا نام ”الظہیر علی فقہ الشرح الکبیر“ ہے، ابن حجر عسقلانی ۹۷۴ھ، بدر الدین ابن جماعة ۷۶۷ھ، ابن المقلن ۸۰۴ھ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زکشی ۷۹۴ھ احمد بن اسماعیل ۸۱۵ھ نے الگ الگ اس کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ (المہمات: ۷۳/۱-۷۴)

۳- کتاب الشرح الصغیر:

یہ کتاب بھی امام غزالی کی ”الوجیز“ کی ہی شرح ہے، لیکن ضخامت کے اعتبار سے ”الشرح الکبیر“ کے مقابلہ میں کافی کم ہے، مگر جامع ہے، علامہ کی مذکورہ کتابوں نے فقہ شافعی کی تنقیح اول میں بہت ہی اہم و عظیم کردار ادا کیا ہے۔ (المذہب عند الشافعیہ ابراہیم احمد علی / ص ۱۲، مرجع العلوم الاسلامیہ / ص ۴۳۲)۔

۲- امام نووی اور ان کی دینی و فقہی خدمات:

آپ کا نام و نسب: یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن، کنیت: ابو زکریا، نسبت:

حورانی و نووی

آپ کی ولادت ۶۳۱ھ میں ملک شام کے علاقہ ”حوران“ کی ایک بستی ”نوی“ میں ہوئی، بچپن ہی سے آپ کو بہت ہی علمی ذوق و شوق تھا، اسی لئے آپ نے کم عمری میں ہی قرآن کریم کو حفظ کر لیا، پھر علوم دینیہ میں اپنی علمی تشنگی فرو کرنے کے لئے آپ نے دمشق کی طرف رخت سفر باندھا اور وہاں پر کبار علماء اور ماہر فقہاء شوافع سے علم تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصول، علم ادب اور دیگر دینی و شرعی علوم میں مہارت تامہ حاصل کی، دیگر علوم شرعیہ کے مقابلہ میں آپ کو علم فقہ سے کافی وابستگی و دلچسپی تھی، لہذا اسمیں عمدگی کے مرتبہ پر فائز ہوئے، یہاں تک کہ آپ متفقہ طور پر جملہ بلاد اسلامیہ میں مسلک شافعی کے ممتاز فقیہ و مستند مفتی تسلیم کئے گئے، حضرت امام شافعی سے لے کر اپنے زمانہ کی تمام مشہور و معروف تصانیف و فقہی کتابوں کو سامنے رکھ کر اس میں غور و فکر اور جملہ تحقیقات کے بعد راجح مفتی بہ

اور مستند اقوال پیش کئے جیسا کہ آپ کے پیش رو علامہ رافعی نے اس عظیم کام کی بنیاد ڈالی تھی، آپ نے ان کی کاوشوں میں مزید چار چاند لگا دیئے، اسی لئے تو یہ دونوں حضرات منفقہ طور پر شوافع کے ”اکابر شیخین“ قرار دیئے گئے۔ (الامام السنوی و أثره فی الحدیث و علومہ: أحمد عبد العزیز قاسم الحداد)

حضرت امام نوویؒ کی علمی و فقہی تصانیف:

۱- روضة الطالبین: تحقیق: علی عبدالموجود علی محمد معوض، جلد: ۸ صفحات ۲۸۷۲، دارالکتب العلمیہ بیروت

فقہ شافعی کی معتمد ترین کتابوں میں سے ایک، علماء و طلبہ کے درمیان انتہائی قدر و تحسین کی نگاہوں سے دیکھی جانے والی کتاب اور فقہ شافعی کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ یہ کتاب فقہ شافعی کی ضخیم و مفصل اور معتبر کتابوں میں سے ہے، جو امام رافعی کی ”الشرح الکبیر“ کا اختصار ہے۔ امام نووی نے اس کتاب کی تصنیف میں جدید ترین اسلوب اپنایا ہے، آپ کا قلم اعجاز بیانی، اسلوب و تعبیرات کی عمدگی، عدم تکلف اور فصاحت و بلاغت کا اچھوتا نمونہ ہے۔ آپ جب مفصل گفتگو کرتے ہیں تو کسی گوشہ کو نہیں چھوڑتے اور مختصر کلام کرتے ہیں تو بات کا انداز نرالا اور دل کو چھو لینے والا ہوتا ہے۔

امام اذری نے کتاب کی تحسین ان الفاظ میں کی ہے: ”یہ کتاب اس دیار میں مسلک شافعی کے ماننے والوں کے لیے اصل اور بنیاد ہے، بلکہ اس کا شہرہ گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے، چنانچہ یہ فقہ شافعی کی ضخیم کتاب ہے، جو نقل کرنے اور حوالہ دینے میں مستند و معتمد سمجھی جاتی ہے، زیرک و دانشمند طلباء کے لیے جائے پناہ ہے، حاکم اپنے فیصلوں میں اس پر اعتماد کرتے ہیں اور فقہاء اپنے فتاویٰ میں اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ (السخاوی: ۲۳)

الامام النووی: ۱۶۳ عبد الغنی الدقر) عماد بن کثیر اس کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: ”قد زاد فیہا تصحیحات و دقائق و اختیارات حسان۔ ابن عماد کی تحقیق کے

مطابق آپ اس کی تصنیف سے ۱۵ ربیع الاول ۶۶۹ھ میں فارغ ہوئے۔ (المنہل العذب الروی: ۸)

اس کتاب کو شروع ہی سے مرجعیت حاصل رہی ہے اور علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس کتاب کا اختصار و تجرید، شرح و تنقید لکھی ہے۔ (الامام النووی: عبد الغنی الدقر)

امام نوویؒ نے روضہ الطالبین کے دقائق پر ایک کتاب لکھنی شروع کی جس کا نام ”الاشارات لما وقع فی الروضة من الأسماء واللغات“ تھا، لیکن افسوس کہ مکمل نہ کر سکے۔

۲- منهاج الطالبین:

تحقیق: دکتور أحمد بن عبد العزیز الحداد، جلد: ۳، صفحات: ۱۷۲۹، ناشر: دارالبشائر الاسلامیہ

یہ کتاب تقریباً چھ صدیوں تک کے فقہاء کی کوششوں کا عطر اور نچوڑ ہے، اس کتاب کو جو مقبولیت اور محبت ملی ہے وہ خال خال ہی کسی کتاب کو نصیب ہوئی ہے۔ یہ کتاب مفتی بہا قوال بیان کرنے کے اعتبار سے فقہ شافعی کی سب سے معتمد کتاب ہے۔ (تحریر الفتاویٰ علی التنبیہ والمنہاج والحاوی: ۱/۳۷)

یہ دراصل امام رافعی کی ”المحرر“ کا اختصار ہے، جسے مصنف نے تقریباً نصف ضخامت میں کیا ہے، اور اس میں چند امور کا اضافہ فرمایا ہے: (۱) محرر میں بعض مسائل جو چھوٹ گئے ان پر تنبیہ۔ (۲) امام رافعی نے بعض مسائل میں مذہب مختار کے خلاف لکھا ہے اس کی وضاحت و تصحیح (۳) غریب یا معنی مقصود کے خلاف دلالت کرنے والے الفاظ کی وضاحت۔ (تحریر الفتاویٰ علی التنبیہ والمنہاج والحاوی: ۱/۳۷) امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے ہم مسلک علماء نے متعدد کتابیں لکھی ہیں، لیکن محرر کا متن گونا گوں فوائد کا حامل اور تحقیق مذہب کے باب میں نہایت معتبر و مستند ہے۔ مگر اس کا حجم اس قدر زیادہ ہے کہ موجودہ زمانے میں سہولت پسند طبیعت والے لوگوں کو اس سے استفادہ آسان نہیں تھا، اس لیے میں نے اس

کا اختصار کیا جو اصل کتاب کے نصف کے بقدر ہے، میں نے اس میں بعض مفید اور عمدہ مسائل و مباحث کا اضافہ بھی کیا ہے۔ (المنہاج: ۵/۱)

منہج: ”منہاج“ میں امام نووی کا ایک خاص منہج اور اسلوب رہا ہے۔ جو ”مصطلحات الامام النووی فی المنہاج“ کے نام سے مشہور ہے اور اس پر بھی تصانیف وجود میں آئی ہیں، جیسے امام أحمد بن ابی بکر بن سمیط حضرمی (م ۱۳۴۱ھ) کی ”الابہتاج فی بیان مصطلحات المنہاج“ اور أحمد الأهدل (۱۳۹۰) کا رسالہ ”سلم العلوم الی معرفۃ رموز المنہاج“ خصوصیت کتاب: جس نے یہ کتاب پڑھی گویا اس نے محرر سے لے کر اُم تک تمام کتابوں کو پڑھا۔

اس کتاب میں امام نووی نے ائمہ مذہب کے اقوال پیش کرنے میں انوکھا طرز اختیار کیا ہے، اختلافات کو چند الفاظ میں سمیٹا ہے۔ منہاج کے خطبہ میں مصطلحات فقہ کو واضح کیا ہے۔ قاری بیک وقت معارف فقہیہ اور مصطلحات فقہ سے متعارف ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کتاب کو ”زبدۃ الفقہ الشافعی“ کہا جاتا ہے۔ (منہاج: ۵/۱)

یہ کتاب تدریس و افتاء کے لئے انتہائی اہم ماخذ اور مرجع ہے، اس وجہ سے علماء محققین نے اس پر بھرپور توجہ دی ہے۔

اہمیت کتاب: المنہاج کو فقہ شافعی میں بڑا بلند مقام حاصل ہے، یہ کتاب فقہ شافعی کی امہات کتب میں شمار کی جاتی ہے، اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے بڑی مقبول و متداول کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کتاب کو فقہ شافعی میں وہی مقام حاصل ہے جو احناف کے یہاں ”ہدایہ“ کو، مالکیہ کے یہاں ”مختصر خلیل“ کو اور حنابلہ کے یہاں ”مختصر خرقی“ کو حاصل ہے۔ (المتون الفقہیہ: ۲۹۱) یہ کتاب فقہ شافعی کا نچوڑ اور مذہب شافعی کا عرق اور خلاصہ ہے۔ (مقدمۃ التحقیق الدیباج: ۶)

کتاب تحقیق و تدقیق کے اعلیٰ معیار پر ہے، بہت سارے علماء نے اس کی شرح

لکھی ہے اس کے شارحین کی تعداد سو سے زائد ہے۔ اس کتاب کی شروحات میں تحفۃ المحتاج، نہایت المحتاج، معنی المحتاج اور کنز الراغبین سب سے عمدہ اور معتمد مانی جاتی ہیں۔ (الخصرائین السنیۃ) اس کتاب کے بارے میں مشہور مقولہ ہے۔ ”من قرأ المنہاج ہاج۔“ جس نے منہاج پڑھی سیراب ہو گیا۔

۳- المجموع شرح المہذب:

جلد: ۲۷ صفحات: ۱۴۰۷۲ طبع: دار لکتب العلمیۃ بیروت

یہ کتاب امام ابوالسخت شیرازی کی مشہور اور عظیم الشان کتاب ”المہذب فی الفروع“ کی شرح ہے۔ المجموع امام نووی کی سب سے مفید اور سب سے زیادہ طویل و ضخیم کتاب ہے، اور ”المہذب“ کی سب سے مشہور اور سب سے اہم و جامع شرح ہے۔ یہ کتاب گونا گوں مکمل ہے، لیکن احکام و مسائل میں یہ بڑی جامع اور پُر از معلومات ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں جا بجا اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ امام نووی نے اس کتاب کو ”باب المصراۃ“ تک لکھا، پھر آپ کی وفات ہو گئی، امام سبکی م ۵۶۷ھ نے اس کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن مکمل نہ ہو سکی، اب متعدد علماء کی زیر نگرانی مکمل ہوئی ہے۔ لیکن امام نووی کا تصنیف کردہ حصہ دوسروں سے ہر اعتبار سے ممتاز ہے۔

منہج: سب سے پہلے متن پیش کرتے ہیں۔ متن کے الفاظ کی لغوی تحقیق، غریب الفاظ کی وضاحت، متن کی احادیث کی تشریح کے ساتھ اس کی صحت و ضعف کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں، احادیث اور آثار صحابہ کی تخریج کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مسائل فقہیہ کو ذکر کر کے مسلک شافعی کے مفتی بہ اقوال اور وجوہ کو بیان کرتے ہیں، پھر اگر امام شیرازی نے متن میں صحابہ و علماء کا تذکرہ کیا ہے تو ان کا ترجمہ (تعارف) کراتے ہیں، پھر صحابہ کے اجتہادات اور علماء کے مابین اختلاف کا تذکرہ کرتے ہیں اور مذہب شافعی کو راجح قرار دیتے ہیں۔ اگر شوافع کی دلیل کمزور ہو تو بسا اوقات حدیث سے جو مسئلہ واضح ہوتا ہے اس کو اختیار

کرتے ہیں۔ آپ نے چند مسائل میں مسلک شافعی سے عدول کیا ہے، جیسے: ”مساء مشمس“ کی عدم کراہیت کا مسئلہ وغیرہ۔

اہمیت کتاب: المجموع امام نووی کی سب سے مفید اور سب سے زیادہ طویل و ضخیم کتاب ہے، اور ”المہذب فی الفروع“ کی سب سے مشہور اور اہم و جامع شرح ہے، جو فقہ مقارن کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ (المدخل: ۳۷۹) یہ ایک ایسی شخصیت کی کتاب ہے جنکے اقوال کو متاخرین فقہاء شوافع سند اور حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب امام نووی کی فقہی بصیرت، مطالعہ کی وسعت اور ذوق لطیف کی آئینہ دار ہے۔ یہ آپ کی آخری کتاب ہے، جس کی تکمیل نہ کر سکے، اس لیے یہ کتاب آپ کی زندگی بھر کے علمی تجربات کا نچوڑ، تفرقہ اور اصابت رائے کی آئینہ دار ہے۔ اس کتاب میں اسلاف صحابہ و تابعین نیز ائمہ مذاہب کے اقوال و آراء اور ان کے دلائل کو کتاب و سنت سے پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ”گرچہ اس کا نام شرح مہذب رکھا ہے، لیکن وہ صحیح معنوں میں مذہب (مذہب شافعی) کی شرح ہے، بلکہ فقہاء کے مذاہب، احادیث، لغوی اور تاریخی جملوں اور ناموں اور حدیث کے صحت و ضعف کا معیار پرکھنے کی ایک بہترین شرح ہے۔“ (مقدمۃ المجموع: ۱/۳۹۱)

علامہ ابن کثیر کا بیان ہے: ”مصنف نے اس میں غیر معمولی جدت و اختراع اور نقد و تحقیق سے کام لیا ہے، غریب الفاظ کی تحقیق، فقہی وحدیثی معلومات اور گونا گوں دوسرے اہم امور جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے، مجھے اس سے بہتر فقہی کتاب کا علم نہیں۔ امام نووی نے ایک علیحدہ جز میں اس کی حدیثوں کی تلخیص بھی کی ہے: ”الخلاصة فی الصدیق“ کے نام سے موسوم ہے۔ (کشف الظنون: ۵۷۲/۳، شذرات الذهب: ۳۵۶/۵ البدایة: ۱۲۳/۳۷۹)

اللہ تعالیٰ نے امام نووی کی کتابوں میں بڑی مقناطیسیت، جاذبیت اور کشش رکھی

ہے۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں: ”اہل بصیرت سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ امام نووی اور ان کی تصنیفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور توجہ شامل رہی ہے۔“ (طبقات شافعیہ: ۳۹۸/۸)

غرضیکہ اس کتاب میں علامہ نووی نے مسلک شوافع کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے کے اہتمام کے علاوہ دیگر فقہی مذاہب و مسالک نیز صحابہ و تابعین کے اجتہادات کو بھی مع دلائل و مناقشہ بیان فرمایا ہے، گویا کہ یہ کتاب ”فقہ مقارن“ کی عظیم دستاویز ہے۔

ابتداء کتاب سے کتاب البیوع کے باب الربا تک علامہ نووی نے تصنیف فرمائی، پھر آپ کا انتقال ہو گیا، آپ کے بعد علامہ تقی الدین سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے المجموع کی تین جلدیں تصنیف فرمائی، پھر علامہ عیسیٰ بن یوسف منون (متوفی ۱۳۷۶ھ) اور شیخ محمد نجیب المطہی (متوفی ۱۴۰۶ھ) نے المجموع مکمل فرمائی۔

۴- المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج:

یہ کتاب صحیح مسلم کی بہت ہی اہم و وقیع شرح ہے، حالانکہ یہ کتاب ”شروح احادیث“ میں شمار کی جاتی ہے، لیکن فقہ مقارن کے طرز پر اسلامی فقہ سے خوشہ چینی کرنے والوں کے لئے اس میں خوب استفادہ کے مواقع ہیں۔ دار ابن جوزی سے ۱۸/۱۸ اجزاء، ۹/۹ ضخیم جلدوں میں ۳۲۴۲ صفحات میں شیخ ابو صہیب سائح کی تحقیقات کے ساتھ مطبوع ہے۔

زمانہ تصنیف اول سے متعلق وضاحتیں

اسی تنقیح اول کے زمانہ میں مسلک شوافع میں چند ایسی عظیم شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے مسلکی تشدد سے اوپر اٹھ کر اپنے وسیع اجتہاد کی روشنی میں مسائل و احکام شرعیہ کو بیان فرمایا اور مفتی بہ اقوال کہے، جن میں سے امام محمد بن یحییٰ نیساپوری، امام ابن ابی عسرون، امام فخر الدین رازی، امام عز الدین بن عبدالسلام دمشقی اور امام ابوشامہ المقدسی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

۱۔ الامام محمد بن یحییٰ نیساپوری:

۴۷۶ھ میں خراسان کے ایک علاقہ میں آپ کی ولادت ہوئی، امام غزالی کے شاگردِ رشید رہے ہیں، آپ اعلیٰ درجہ کے عابد، زاہد، متقی، اور فقیہ و ادیب تھے، آپ کی شہادت ماہِ رمضان ۵۴۸ھ میں ہوئی، آپ کی تصانیف: (۱) المحيط فی شرح الوسیط (۲) الانصاف فی مسائل الخلاف. (طبقات الشافعیة الكبرى للسیبکی: ۱۷۴/۱)

۲۔ الامام ابن ابی عسرون:

نام و نسب: عبداللہ بن محمد بن ہبہ اللہ بن مطہر، کنیت: ابوسعید، موصل شہر میں ۴۹۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے کافی علمی اسفار فرما کر اکابرین و سلف سے علومِ شرعیہ حاصل کئے، پھر دمشق میں درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فقہ و فتاویٰ میں منہمک ہوئے، سلطان نور الدین زنگی آپ کی علمی و عملی صلاحیت سے کافی متاثر تھے، سلطان کو آپ نے علومِ شرعیہ اور فقہ شافعی کی تعلیم و تدریس کے لئے مدارس قائم کرنے پر آمادہ کیا، ۵۸۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور اپنے قائم کردہ مدرسہ عصر و نیہ میں آپ کی تدفین ہوئی، آپ کی تصانیف: (۱) صفوۃ المذہب علی نہایۃ المطلب (۲) کتاب فوائد المہذب (۳) کتاب الذریعة فی معرفة الشریعة (تہذیب سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۱۰۴/۳)

۳۔ امام فخر الدین رازی:

نام و نسب: محمد بن عمر بن حسین، کنیت: ابو عبداللہ، لقب: فخر الدین، قریشی النسب ہے، آپ کی ولادت ری شہر میں ۵۴۴ھ میں ہوئی، اسی شہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو رازی کہتے ہیں، آپ نے اپنے والد محترم جو اپنے زمانہ کے بڑے شیخ الشافعیہ تھے، جن کا نام علامہ ابو القاسم ضیاء الدین عمر رازی تھا، ان کی آغوش میں علمی تربیت پائی، آپ نے

تفسیر، حدیث، فقہ شافعی، اصول فقہ، علم عقائد و کلام اور دیگر علومِ شرعیہ کے مہارتِ تامہ کے حصول کے لئے طویل علمی اسفار کئے، افغانستان کے شہر ”ہیرات“ میں ۶۰۶ھ میں وفات ہوئی۔

آپ کی تصانیف: (۱) تفسیر القرآن الکریم (۲) فقہ میں شرح الوجیز للغزالی (۳) المحصول فی علم الاصول للرازی. (طبقات للسیبکی: ۳۸۳/۴)

۴۔ الامام عز الدین بن عبدالسلام دمشقی:

سلطان العلماء کے لقب سے مشہور علامہ عز الدین بن عبدالسلام سلمی دمشقی دمشق میں ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے، اکابر علماء سے علومِ شریعت کو حاصل فرما کر پوری مہارت کے ساتھ دمشق کی جامع اموی میں تدریس و خطابت کے عظیم مناصب پر فائز ہوئے، دیگر علوم و فنون کے مقابلہ میں فقہ اور اصول فقہ میں کافی رغبت تھی، آپ کی زندگی کی ابتداء ایک شافعی فقیہ کے طور پر ہوئی، جب علم و فضل میں آپ کے قدم جم گئے تو اجتہاد مطلق میں بھی آپ کے جوہر خوب نمایاں ہو گئے، اخیر زمانہ میں دمشق سے قاہرہ منتقل ہوئے اور وہیں پر تصنیف و تالیف اور فقہ و فتاویٰ کا کام کرنے لگے، ۶۶۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (الامام العز بن عبدالسلام و اثره فی الفقہ: دکتور علی الفقیر ۱۱۷/۱)

آپ کی علمی تصانیف:

(۱) الغایۃ فی اختصار النہایۃ: جس میں آپ نے امام الحرمین جوینی کی عظیم کتاب ”نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب“ کا اختصار فرمایا ہے۔

(۲) مولفات عز بن عبد السلام: یہ مجموعہ محترم ایاد خالد الطباع کی تحقیق کے ساتھ دار الفکر المعاصر بیروت سے شائع ہوئی ہے، جس میں ”رسائل فی التوحید“ رسالة فی معنی الايمان والاسلام، رسالة فی مقاصد الصلاة، رسالة فی

مناسک الحج، رسالة في ترغيب أهل الاسلام في سكنى الشام، رسالة في أحكام الجهاد وفضائله وغيره دیگر رسائل پر مشتمل ہیں۔

(۳) الامام فی بیان أدلة الأحكام: علامہ عزالدین کی فن اصول فقہ کی عظیم تصنیف ہے جو دارالبشائر الاسلامیہ بیروت سے استاذ رضوان مختار بن عربیہ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

(۴) قواعد الأحكام فی مصالح الأنام: یہ بھی مقاصد شریعت اور شرعی اصول و ضوابط پر مشتمل علامہ کی اہم تالیف ہے (الامام العز بن عبد السلام و اثره فی الفقه الدكتور علی الفقیہ ۱/۱۹۱)۔

۵- علامہ ابو شامہ مقدسی:

نام و نسب: عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان المقدسی دمشقی، کنیت: ابو القاسم، ابو شامہ سے مشہور شخصیت، ۵۹۹ھ میں دمشق میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے دمشق کے ہی اکابر قراء کرام، محدثین عظام اور فقہاء و مجتہدین سے جمع قراءات، علم حدیث اور فقہی تجربہ پایا، علم حدیث سے آپ کو بہت ہی لگاؤ تھا، علم نحو، لغت اور دیگر علوم عربیہ میں بھی آپ نے خوب گہرائی و گیرائی پائی، آپ نے اپنے خصوصی استاذ محترم شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے فقہ شافعی کو حاصل فرمایا، اور اتنا تجربہ پایا کہ مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز ہوئے، مسلکی تعصب و تشدد سے اوپر اٹھ کر آپ صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے طرز و اسلوب کو پسند کرتے اور اسی کے داعی تھے، اسی اہم امر پر آپ کی کتاب ”المؤمل للردّ الی الامر الاول“ جو ”الرسائل المنیریة“ کے ساتھ چھپی ہے، جس میں آپ نے مسلکی تشدد کو چھوڑ کر قرآن و حدیث اور اسلوب سلف صالحین کو اختیار کرنے کی ترغیب فرمائی ہے، آپ کی دیگر غیر مطبوعہ تالیفات ہیں: تاریخ دمشق و مختصرہ، کتاب المرشد الوجیز فی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، کتاب الوصول فی الأصول، شرح سنن

البیہقی وغیرہ وقیح کتابیں آپ نے تالیف فرمائی، ۶۲۵ھ میں دمشق میں آپ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة الكبرى للسبکی ۲/۳۲۹)۔

تنقیح اول کے دور میں فن اصول فقہ میں شوافع نے ایک نیا طرزِ تحریر و اسلوب متعارف کروایا۔

اسی زمانہ میں (۵۰۵ھ تا ۶۷۷ھ) شافعی اصولیین نے اپنی اصول فقہ کی کتابوں میں یہ نہج اختیار کیا کہ اصول فقہ کے قاعدوں و ضابطوں کو ذکر فرمائے لیکن ان پر اپنے مسلک کے فروعات و تفریحی مسائل کو منطبق نہ فرمائے، جس اسلوب کو طریقة المتکلمین یا طریقة الشافعیہ کہا جاتا ہے، جیسے علامہ فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی شاہکار تصنیف ”المحصول فی علم الأصول“ اور علامہ سیف الدین آمدی کی عظیم اصولی کتاب ”الاحکام فی اصول الأحکام“ منظر عام پر آئی، یہ اصولی تصنیف کا طرز و اسلوب فن اصول کی تصنیف و تالیف میں حنفیہ کے اس طرز و اسلوب سے ہٹ کر تھا جسے طریقة الفقہاء یا طریقة الحنفیہ کہا جاتا ہے جن میں فن کے اصول و ضابطوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مسلک کے فروعی مسائل کو بھی ان پر منطبق کیا جاتا تھا، پھر ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں دونوں طرف سے دو الگ الگ نئے اسلوب منظر عام پر آئے، جن میں سے ایک کو الجمع بین الطریقتین جن اسلوب میں انہوں نے بعض اصول و قواعد فقہیہ پر فروعی مسائل کو منطبق فرمایا تو بعض اصول و قواعد شرعیہ پر فروعی مسائل کا انطباق نہیں کیا۔ (الفکر الاصولی: دکتور عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان، ص: ۴۲۶، ۴۵۱)۔

فقہ شافعی کے دفاع میں فقہاء شوافع کی پیش قدمی

ایک انوکھا و جدید اسلوب: طریقة تخریج الفروع علی الأصول، جس کا

مطلب یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے ماخذ اور علتوں سے بحث کی جائے تاکہ ان احکام کی طرف فروعی مسائل کو لوٹانا آسان ہو، اسباب اختلاف کو بیان کرتے ہوئے اسی طرح فریق مخالف کے دلائل پر مناقشہ کیا جائے، چونکہ چوتھی صدی ہجری کے اواخر سے مسلکی تعصب عام ہو گیا تھا، شافعی مسلک کے دلائل اور اصول و قوانین پر کافی رد و قدح ہو رہی تھی، لہذا شوافع کے عظیم فقیہ علامہ شہاب الدین محمود بن احمد زنجائی (متوفی ۶۵۶ھ) نے سب سے عظیم کتاب ”تخریج الفروع علی الأصول“ تصنیف فرما کر مسلک شافعی کے اصول و ضوابط پر وارد ہونے والے اعتراضات و شبہات کو احسن طریقہ پر ختم فرما کر احناف کے بہت سے اصول و ضوابط پر باریک بینی کے ساتھ رد و قدح فرمایا ہے، اور شافعی اصول و ضوابط کو بڑی بہترین ترجیح دی ہے۔ (دراسة تاریخیة للفقہ واصولہ: مصطفیٰ سعید النخ، ص: ۲۰۹)

اس دور (۵۰۵ھ تا ۶۷۶ھ) میں مسلک شافعی کے محبوبیت کے اسباب میں سے ایک تیسرا سبب یہ کہ اپنے زمانہ کے عظیم محدثین مسلک شافعی میں فقہ و فتاویٰ کے عظیم مناصب پر فائز ہوئے، جنہوں نے اپنی فن حدیث کی عظیم صلاحیتوں کا استعمال فقہ شافعی کے اصول و ضوابط فقہیہ اور مسائل و احکام شرعیہ کے مابین تطبیق کے لئے فرمایا، جن میں سے علامہ ابن اثیر جزری، علامہ ابن صلاح، قاضی ابن ابی الدم اور حافظ منذری رحمہم اللہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، جن کا مختصر تعارف یہ ہے:

۱- ابن اثیر جزری:

نام و نسب: مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد، نسبت: شیبانی، لقب: مجد الدین، کنیت: ابوالسعادات، ابن اثیر جزری سے مشہور ہے، علاقہ ”الجزیرة“ میں ۵۴۴ھ میں ولادت ہونے کی وجہ سے آپ جزری کہلائے، علم حدیث، علوم عربیہ اور فن

ادب میں تبحر حاصل کرنے کے لئے بغداد منتقل ہوئے، وہیں پر آپ نے مسلک شافعی کے مطابق فقہ کا علم حاصل فرمایا، پھر شہر ”موصل“ میں اقامت پذیر ہوئے، علوم نبوت کے طالبین آپ کے علمی فیضان سے سیراب ہونے کے لئے دور دراز سے تشریف لاتے۔

آپ کی مشہور علمی تصانیف: جامع الأصول، النہایة فی غریب الحدیث، الشافی فی شرح مسند الشافعی، و البدیع فی شرح فصول ابن الدہان فی النحو۔ ان کے علاوہ بھی علامہ کی دیگر علمی تصانیف ہیں، علامہ جزری کی وفات شہر موصل میں (۶۰۶ھ) میں ہوئی۔ (تہذیب سیر أعلام النبلاء للذہبی: ۳/۶۲۱)

۲- علامہ ابن الصلاح:

نام و نسب: عثمان بن عبد الرحمن بن موسیٰ، لقب: تقی الدین، کنیت: ابو عمرو، نسبت، الکردی الشہر زوری الشرخانی، البتہ ابن صلاح سے مشہور و معروف ہیں، آپ کی ولادت شمالی عراق کے کرد علاقہ کے قصبہ شہر زور سے قریبی بستی شرخان میں ۵۷۷ھ میں ہوئی، علامہ نے فقہ کا علم اپنے والد صلاح الدین عبد الرحمن بن عثمان سے حاصل فرمایا، پھر علم حدیث کے لئے اور اکابر علماء شوافع سے فقہی خوشہ چینی کے لئے آپ نے موصل، بغداد، ایران، خراسان، حلب اور قدس کے اسفار فرمائے، پھر علم حدیث میں مکمل مہارت اور فقہ شافعی کے اصول و فروع اور احکام و مسائل میں ید طولیٰ حاصل ہونے کے بعد آپ نے دمشق میں قیام پذیر ہو کر تدریس و تصنیف کی ذمہ داریاں نبھائی، آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور علوم کی تحصیل، تعلیم و تصنیف کے اعتبار سے بلند ہمت کے حامل تھے۔

آپ کی معرکۃ الآراء مشہور علمی تصانیف: معرفة أنواع علم الحدیث جو کہ مقدمة ابن الصلاح سے مشہور ہے، فقہ شافعی میں تعلیقات علی الوسیط للغزالی، طبقات الفقہاء الشافعیہ، آپ کی وفات ۶۴۳ھ میں دمشق میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیہ للسنوی: ۲/۱۳۳)

۳- قاضی ابن ابی الدرم:

نام و نسب: ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم، لقب: شہاب الدین، کنیت: ابواسحاق، نسبت: الحموی، مشہور ہے ابن ابی الدرم سے، ملک شام کے مشہور شہر ”حماة“ میں آپ کی ولادت ۵۸۳ھ میں ہوئی، آپ نے بغداد، حلب اور قاہرہ میں علمی اسفار فرما کر اپنے زمانہ کے مشہور محدثین سے علم حدیث کا تجر اور شوافع کے اکابر فقہاء سے فقہی علم حاصل فرمایا، آپ کی شخصیت فقہ و حدیث کی جامع تھی، پھر آپ اپنے مولد حماة میں واپس آئے تو آپ کو قضاء کا عظیم منصب تفویض ہوا، نیز آپ تدریس و تصنیف میں بھی مشغول تھے۔

آپ کی علمی تصانیف: فقہ شافعی میں شرح مشکل الوسیط للغزالی، ادب القضاء: یہ کتاب شوافع کے نزدیک احکام قضاء میں بہت ہی معتمد و مستند ہے۔ تدقیق العناية فی تحقیق الراوی۔ آپ کی وفات ”حماة“ میں ۶۲۲ھ میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیة الكبرى للسبکی: ۳۰۴/۴)

۴- حافظ منذری:

نام و نسب: عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد۔

لقب: ذکی الدین، کنیت: ابو محمد، حافظ منذری مصری سے مشہور ہیں، آپ کی ولادت قاہرہ میں ۵۸۱ھ میں ہوئی، وہیں پر آپ نے علوم احادیث اور مسلک شافعی کے اصول و فروع اور احکام و مسائل کا علم حاصل فرمایا، پھر آپ نے شام، حجاز اور اسکندریہ کے علاقوں کی طرف منتقل ہو کر فن حدیث و فقہ میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔

آپ کی علمی تصانیف: ۱۔ الترغیب والترہیب فی الحدیث، ۲۔ مختصر صحیح مسلم، ۳۔ شرح التنبیہ للشیرازی فی الفقہ، آپ کی وفات ۶۵۶ھ میں قاہرہ ہی میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیة الكبرى

للسبکی: ۳۸۷/۴)

۵- علامہ آمدی:

نام و نسب: علی بن محمد بن سالم، لقب: سیف الدین، کنیت: ابوالحسن، نسبت: آمدی، ملک شام کے شمالی علاقہ ”دیار بکر“ کے شہر آمد میں ۵۵۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے بغداد کا علمی سفر فرما کر پہلے مسلک حنبلی میں تفرقہ حاصل کیا، پھر آپ مسلک شافعی کی خصوصیات کے پیش نظر شافعی بن گئے اور اکابر فقہاء شوافع سے فقہی تبحر حاصل کرنے کے لئے دمشق کا رخ فرمایا، پھر تدریس، فتاویٰ و تصنیف کے لئے قاہرہ ہجرت فرمائی، آپ کو مناظرہ، علم خلاف اور اصول فقہ میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔

آپ کی علمی تصانیف: ۱۔ الاحکام فی أصول الأحکام، ۲۔ منتہی السؤل فی علم الأصول، ۳۔ أبکار الأفكار فی علم الکلام۔ اخیر زمانہ میں دمشق میں اقامت پذیر ہوئے اور وہیں پر ۶۳۱ھ میں وفات پائی۔ (طبقات الشافعیة للاسنوی: ۲/۲۲۳)

۶- شیخ شہاب الدین زنجائی:

نام و نسب: محمود بن احمد بن محمود بن بختیار، لقب: شہاب الدین، کنت: ابو المناقب: آپ نے بغداد میں ہی فقہ شافعی کے اصول و فروع اور احکام و مسائل کا مکمل علم حاصل فرمایا، علم اصول اور علم خلاف میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا، خلیفہ وقت اور وزراء کے خصوصی مقرب تھے، آپ کی علمی مہارت اور زہد و تقویٰ کی بناء پر بغداد کا نائب ”قاضی القضاة“ مقرر کیا گیا، ۶۵۶ھ میں جب بغداد ہلاک و خاں مغل کے ہاتھوں شکست کھا گیا، اسی موقع پر آپ بھی شہید ہوئے۔ تخریج الفروع علی الأصول آپ کا عظیم شاہکار ہے۔ (تہذیب سیر أعلام النبلاء للذہبی: ۳/۲۰۵)

۷- علامہ ابوشجاع:

قاضی احمد بن الحسین بن احمد الاصفہانی (ولادت: ۴۳۳ھ وفات: ۵۹۳ھ۔)،

کبار فقہاء شوافع میں سے ہیں آپ نے بڑی طویل ۱۶۰ سال کی عمر پائی ہے، اور بڑھاپے میں بھی آپ کا کوئی عضو مختل نہیں ہوا تھا۔ (طبقات للسیکی: ۳۰۷/۳)

آپ کی اہم تصنیف **متن الغایة والتقريب** کا تعارف:

تحقیق: ماجد الحموی طبع: مکتبہ دار ابن حزم بیروت

یہ کتاب فقہ شافعی کی مقبول و متداول متون میں سے ہے، اپنی سلاست و روانی، الفاظ کی وضاحت و آسانی، عبارت کے عام فہم ہونے کی وجہ سے بہت سارے مدارس کے ابتدائی درجات میں داخل نصاب ہے۔

منہج: کتاب بڑے ہی آسان اسلوب میں لکھی گئی ہے۔ عموماً مفتی بہ مسائل کے ذکر کا اہتمام کیا ہے، لیکن کچھ غیر مفتی بہ اور ضعیف مسائل بھی آگئے ہیں۔ اس کے محقق ماجد الحموی نے ضعیف اقوال کی نشاندہی کی ہے نیز حاشیہ میں صحیح قول کو بیان بھی کر دیا ہے۔ محقق نے اوزان و پیمائش اور آلات کو عصر حاضر کے پیمانے سے بیان کیا ہے۔ عبارت میں مغلق اور نادر الفاظ کہیں آئے ہیں تو ان کی وضاحت کی ہے اور براہ راست دلائل شرعیہ سے استدلال کیا ہے۔

اس کتاب کی کئی مقبول عام شروحات ہیں۔ (۱) الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع: محمد خطیب شربینی ۹۷ھ (اس کتاب کا تعارف آگے آ رہا ہے) (۲) فتح القریب الحیب فی شرح الفاظ التقریب: ابو عبد اللہ محمد بن قاسم الغزی (مطبوع ہے)

اس کتاب کے بھی کئی حاشیے ہیں: (۱) حاشیة القلیوبی علی شرح ابی شجاع، شیخ أحمد قلیوبی ۱۰۶۹ھ، (۲) حاشیة الفوائد العزیزية علی شرح الغایة لابن قاسم: شیخ علی بن أحمد العزیزی ۱۰۷۰ھ، (۳) حاشیة لعبد البر الأجهوری المتونی ۱۰۷۰ھ، (۴) حاشیة البرماوی علی شرح الغایة لابن قاسم الغزی: شیخ برہان الدین ابراہیم البرماوی ۱۱۰۶ھ (مطبوع ہے) (۵) حاشیة الباجوری علی شرح ابن قاسم الغزی (شیخ ابراہیم باجوری ۱۲۷۷ھ مطبوع ہے) (۶)

قوت الحیب الغریب علی فتح القریب محمد بن عمرو وی الجاوی ۹۳۱ھ، (۷) کفایة الاخیار فی حل غایة الاختصار تالی الدین ابوبکر بن محمد الدمشقی ۸۲۹ھ، دارالکتب العلمیة بیروت سے شیخ عویضہ کی تحقیق کے ساتھ ۷۷۶ صفحات میں چھپی ہے۔ (۸) عمدة النظار فی تصحیح غایة الاختصار تالی الدین ابوبکر بن قاضی عجلون ۹۲۸ھ (۹) الاقناع: شیخ شہاب الدین ابوالخیر أحمد بن محمد عبد السلام المتونی ۹۳۱ھ (۱۰) شرح مختصر ابی شجاع احمد النخاسی ۸۸۹ھ۔

۸۔ علامہ ذہبیؒ:

نام و نسب: محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، کنیت: ابو عبد اللہ، ترکمانی و ذہبی محدث العصر سے مشہور ہے۔ ترکمانستان میں ۶۷۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدثین، مفسرین، فقہاء عظام سے علوم و فنون میں خوب مہارت تاملہ اور اجازت اسانید حاصل فرمائی، ماہ ذوالقعدہ ۷۷۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی تصانیف: ۱۔ لتاریخ الکبیر، التاریخ الصغیر، التاریخ الاوسط، سیر اعلام النبلاء، مختصر تہذیب الکمال، طبقات الحفاظ، طبقات القراء، اور اس کے علاوہ بھی کافی گرانقدر تصانیف ہیں جو آپ کے علمی رسوخ کی علامات ہیں۔ (طبقات الشافعیة الکبری للسیکی: ۵/۵۹)

۹۔ علامہ ابن کثیرؒ:

نام و نسب: اسلمیل بن عمر بن کثیر، کنیت: ابوالفداء، لقب: عماد الدین، ۷۰۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ علوم میں مہارت کاملہ حاصل فرمائی، ماہ شعبان ۷۷۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی اہم تصانیف: تفسیر ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، البدایة والنہایة، أدلة التنبیہ، تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب، مسند الشیخین، طبقات الشافعیة، علوم الحدیث، زوائد الطبرانی و ابی

یعلیٰ، اور اس کے علاوہ بھی کافی گرانقدر تصانیف ہیں جو اپنے اپنے فن میں سند کی علامات ہیں۔ (ذیل تذکرۃ الحفاظ للذهبی: ۵/۳۶۱)

۱۰۔ علامہ جمال الدین مرّی:

نام و نسب: یوسف بن زکی عبدالرحمن بن یوسف بن علی بن عبدالملک بن علی بن ابی الزہر، حافظ جمال الدین مرّی سے مشہور ہے، اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدثین، مفسرین، فقہاء عظام سے علوم و فنون میں خوب مہارت تامہ اور اجازت اسانید حاصل فرمائی، اور آپ سے بھی علماء امت نے علم حدیث میں کمال حاصل کیا، ماہ صفر ۴۲۷ھ میں آپ کی وفات دمشق میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف: تہذیب الکمال اور کتاب الاطراف، جو آپ کے علمی رسوخ کی علامات ہیں۔ (طبقات الشافعیۃ الكبرى للسبکی: ۵/۴۴۰)

ملاحظہ: فقہ شافعی کی ترقی کا یہ زمانہ (۵۰۵ھ تا ۶۷۶ھ) سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے کافی آزمائش اور جنگ و جدال کا زمانہ رہا ہے، جس میں شام کے علاقوں پر صلیبیوں کے حملے، عراق و شام پر تاتاریوں کی خوفناک و خونریز یورش، ظالم ہلاک خان کے ہاتھوں پر سقوط بغداد اور مسلمانوں کا قتل عام، مسلم حکمرانوں کی آپسی چپقلش و جنگیں وغیرہ لیکن پھر بھی ہمارے علماء، فقہاء و محدثین نے اپنی تدریسی، فقہ و فتاویٰ اور تصنیفی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا اور ملت اسلامیہ کو عظیم علمی ذخیرہ عنایت فرمایا۔ (البدایۃ و النہایۃ للحافظ بن کثیر: ۱۳/۲۳۳۳. ۲۴۰)۔

مسلک شافعی کی دوسری تنقیح کا زمانہ (۶۷۶ھ تا ۱۰۰۴ھ)

اور

اس میں علامہ ابن حجر ہیتمی اور علامہ شمس الدین رملی سے پہلے

چند فقہاء شوافع کا عظیم کردار:

یہ وہ زمانہ ہے جب شافعی مسلک حجاز مقدس، عراق، مصر و شام کے ساتھ مشرقی علاقوں ایران، ماوراء النہر اور سندھ و ہندوستان، نیز جنوب مشرقی ایشیائی علاقوں میں (سری لنکا، برما، برونائی، انڈونیشیا وغیرہ میں) بھی پھیل گیا تھا، یہ دور اسلامی تاریخ میں ”عہد مملوکی“ سے معروف ہے، اسلامی علاقوں میں خارجی اور داخلی انتشار زور پکڑ رہا تھا، ایک طرف صلیبیوں اور تاتاریوں کے حملے اور انکا دفاع تو دوسری طرف اندرونی بغاوتوں کو ختم کرنے کی تدابیر چل رہی تھیں، ایسے دور میں بھی علماء شوافع نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت میں تدریس، افتاء و قضاء اور تصنیف و تالیف کے اعتبار سے گراں قدر خدمات انجام دیں (التاریخ الاسلامی. العہد المملوکی

: محمود شاکر، ص: ۳۳. ۶۹)

ان میں سے چند عظیم شخصیات:

۱۔ قاضی بیضاوی:

نام و نسب: عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی، لقب: ناصر الدین، کنیت: ابوالخیر، قاضی بیضاوی سے مشہور ہے، ایران کے شہر شیراز کے قریبی قصبہ بیضاء میں علمی و تربیتی پروان چڑھے، تفسیر، فقہ اور اصول میں خوب مہارت حاصل فرمائی، شیراز کے عہدہ قضاء پر فائز تھے، پھر آپ تبریز شہر میں منتقل ہوئے، اور وہاں فقہ و فتاویٰ، تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے، پھر تبریز میں ہی ۶۸۵ھ میں انتقال ہوا۔

آپ کی تصانیف: (۱) تفسیر بیضاوی (۲) منهاج الوصول الی علم الاصول، یہ دونوں آپ کی معرکتہ الآراء تصانیف میں شمار ہوتی ہیں۔ بلکہ فقہ میں امام نوویؒ کی منہاج الطالبین کو جو مقام حاصل ہے، اصول فقہ میں وہی مقام قاضی بیضاویؒ کی منہاج کو حاصل ہے۔ جس میں امام شافعیؒ سے لے کر تو آپ کے زمانہ کی اصول شوافع کی کتابوں کا عطر کشید کیا ہوا ہے۔ (القاضی البیضاوی: محمد الزحیلی، ۹۷، ۷۹)

۲۔ علامہ نجم الدین ابن الرفعة:

نام و نسب: احمد بن محمد بن علی بن مرتفع بن صارم بن رفعة، لقب: نجم الدین، کنیت: ابو العباس، مصر میں ۶۴۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ اپنے ایک دادا کی وجہ سے ”ابن رفعة“ مشہور ہوئے، آپ نے حدیث کی سماعت فرمائی، اور فقہ شافعی کا علم اپنے زمانہ کے مصر کے بڑے بڑے فقہاء شوافع سے حاصل فرمایا، اس اعتبار سے آپ اپنے وقت کے عظیم شافعی فقیہ کہلائے، آپ کے حلقہ درس میں بڑے بڑے ذہین و ذکی علماء نے فیض پایا، مصر میں ہی آپ کا انتقال ۷۱۰ھ میں ہوا۔ آپ کی تصنیفات: المطلب فی شرح الوسیط للغزالی، الکفایة فی شرح التنبیہ للشیرازی (طبقات الشافعیة الاسنوی ۱/۱۶۰)۔

کفایة النبیہ لابن الرفعة کاتعارف

جلد: ۲۰، صفحات: ۱۰۴۶۳، ناشر: عباس احمد الباز بمکتہ المکرّمہ، تحقیق: الاستاذ مجدی محمد سرور، علامہ ابن رفعة نے فقہ شافعی کے مشہور و متداول متن ”التنبیہ“ کی شرح کی ہے، علامہ ابن رفعة کو فقہ کے بشمول تمام علوم میں امامت کا درجہ حاصل تھا، مسلک شافعی کے اصول و فروع میں ترجیح کی زبردست صلاحیت تھی۔ اس کتاب میں آپ کا نہج و اسلوب یہ ہے کہ عبارت نہ تو اتنی مختصر کہ مفہوم ہی سمجھ میں نہ آئے اور نہ اتنی لمبی کہ بلا فائدہ تطویل کا باعث بنے، اصطلاحات فقہ کو ذکر کرتے وقت بعض اوقات آسانی کے لئے لغت کی کتابوں سے اس کے

معانی ذکر کر دیتے ہیں، جزئیات فقہ کو فقہ کے مراجع و آخذ سے دقیقہ رسی اور دیانت و امانت کے ساتھ نقل کیا ہے، قرآن و سنت سے دلائل نقل کئے ہیں، حدیث کبھی مکمل اور کبھی مذکور مسئلہ سے متعلق حدیث کے جز و کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اکثر و بیشتر حدیث کی تخریج بھی کی ہے، سند میں ضعف ہو تو اسے بھی ذکر کیا ہے، یہ کتاب عبارت کی برجستگی، واضح الفاظ، روانی و سلاست اور مشکل و غریب الفاظ سے اجتناب کی وجہ سے ادب و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے، حالات و زمانہ کے تقاضوں کے مطابق نئے مسائل اور ان کے فوائد و جزئیات بھی ذکر کئے ہیں۔

۳۔ امام ابن الوکیل مصری:

نام و نسب: محمد بن عمر بن مکی، لقب: صدر الدین، کنیت: ابو عبد اللہ، ابن وکیل مصری سے مشہور ہے، مصر کے شہر دمياط میں ۶۶۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، علوم شرعیہ خصوصاً فقہ شافعی میں کافی رسوخ حاصل کیا، ۷۱۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا، قواعد فقہیہ میں آپ کی ”الأشباه والنظائر“ کافی مشہور ہے۔ (طبقات سبکی ۵/۱۴۱)

۴۔ امام صلاح الدین علائی:

نام و نسب: خلیل بن کیرکلدی، کنیت: ابوسعید، دمشق میں ۶۹۴ھ میں ولادت ہوئی، علوم شرعیہ خصوصاً فقہ شافعی اور علم حدیث میں کافی رسوخ حاصل کیا، لیکن حدیث کا شغف زیادہ ہی تھا، شافعی قواعد فقہیہ میں ”المجموع المذهب فی قواعد المذهب“ نامی مشہور کتاب تصنیف فرمائی، جس سے آپ کا جامع بین الحدیث والفقہ شخصیت ہونا بھی جھلکتا ہے، ۷۶۱ھ میں انتقال ہوا۔ (طبقات سبکی ۵/۲۴۸)

۵۔ امام تقی الدین سبکی:

نام و نسب: علی بن عبد الکانی بن علی بن تمام سبکی، مصر کے شہر ”سبک“ میں آپ کی ولادت ۶۸۲ھ میں ہوئی، اسی شہر کی طرف آپ کی نسبت کرتے ہوئے آپ کو سبکی کہا جاتا

ہے، اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے آپ نے علوم و فنون حاصل کئے جن میں علامہ ابن رفعہ سرفہرست ہیں، طلب علم کی خاطر حجاز و شام کے علاقوں کے اسفار فرمائے، یہاں تک کہ شرعی علوم میں عموماً توفیق شافعی میں خصوصیت کے ساتھ گہرائی و گہرائی پائی، فقہ شافعی کے اصول سے واقف توفروعات کے حافظ تھے۔ ۳۹۷ھ میں شام کے علاقوں میں آپ منصب قضاء پر فائز ہوئے، دمشق کی شاہی مسجد ”جامع اموی“ میں آپ خطیب بھی رہے ہیں، اپنی آخری زندگی آپ نے قاہرہ میں گذاری اور وہیں پر ۵۶۷ھ میں وفات پائی۔ (معجم المؤلفین: عمر رضا کحالة، ۲/۶۱۱)

آپ کی عظیم تصنیفات میں: الابتہاج فی شرح المنہاج للنووی فی الفقہ، اصول فقہ میں: الابتہاج فی شرح المنہاج للبیضاوی، جسے آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند علامہ تاج الدین سبکی نے مکمل فرمایا۔

۶- علامہ تاج الدین سبکی:

نام و نسب: عبد الوہاب بن علی بن الکافی السبکیؒ: لقب: تاج الدین، کنیت: ابونصر، قاہرہ میں ۷۲۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اپنے والد سے فقہ کا علم حاصل کیا، انہی کے ساتھ دمشق کا سفر فرمایا اور وہاں پر آپ نے اکابر علماء سے علمی استفادہ کیا، جن میں حافظ شمس الدین ذہبیؒ وغیرہ سرفہرست ہیں، فقہ شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و قواعد میں خصوصی مہارت پائی، آپ بے انتہا ذہین، فطین اور قوی استدلال والے تھے، شام کے علاقوں میں اپنے والد کے بعد منصب قضاء پر فائز ہوئے، اس دوران آپ کی سخت آزمائش بھی ہوئی، حاسدین کی بری نظر سے آپ معزول ہو کر قید خانہ میں مقید رہے، لیکن اپنے صبر کا دامن نہ چھوڑا، اللہ کی طرف رجوع رہے، تو دوبارہ یہ منصب آپ کو عطا ہوا، اپنے آپ کو درس و تدریس اور افتاء و قضاء میں نیز تصنیف و تالیف میں مشغول رکھتے، دمشق میں ۷۷۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ابن العماد الحنبلی، ۶/۴۱۹)

آپ کی تصنیفات: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، اصول فقہ میں: جمع الجوامع، تکمیل الابہاج فی شرح المنہاج للبیضاوی۔

۷- علامہ بہاء الدین سبکی:

نام و نسب: احمد بن علی بن عبد الکافی سبکیؒ: کنیت: ابو حامد، لقب: بہاء الدین، علامہ تاج الدین سبکیؒ کے حقیقی بھائی، ۷۱۹ھ میں ولادت تو مکہ المکرمہ میں ۷۲۳ھ میں وفات ہوئی۔ مسلک شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و فروع میں خوب مہارت پائی، شام کے علاقوں میں منصب قضاء پر بھی فائز رہے، بہت وعظ و نصیحت فرماتے، کثرت سے حج فرماتے اور بیت اللہ شریف کے قریب رہتے۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ابن العماد الحنبلی، ۶/۴۲۵)

۸- امام ابو البقاء سبکی:

نام و نسب: محمد بن عبد البر بن یحییٰ بن علی بن تمام سبکی، کنیت: ابو البقاء، لقب: بہاء الدین: قاہرہ میں ۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے، علامہ تقی الدین سبکیؒ کے چچیرے بھائی کے صاحب زادہ ہیں، طلب علم کی خاطر شام کے علاقوں کا سفر فرمایا، فقہ شافعی میں تبحر حاصل فرما کر خوب خدمات انجام دی، ۷۶۶ھ میں قاہرہ کے قاضی بن گئے، دمشق میں ۷۷۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب ۶/۴۵۹)۔

۹- امام جمال الدین اسنویؒ:

نام و نسب: عبد الرحیم بن حسن بن علی بن عمر، لقب: جمال الدین، کنیت: ابو محمد، اوپری مصر کے ایک چھوٹے شہر ”اسنا“ میں آپ کی ولادت ۷۰۴ھ میں ہوئی، اسی لئے آپ کو ”اسنوی“ کہا جاتا ہے، ۷۶۱ھ میں طلب علم کی خاطر آپ نے قاہرہ کوچ فرمایا، علامہ شیرازیؒ کی ”التنبیہ“ آپ نے بچپن میں مکمل حفظ فرمائی، انہوں نے حدیث کی سماعت فرمائی، عربی علوم نحو، صرف اور بلاغت وغیرہ میں پختگی حاصل کی، مصر میں اس وقت کے

بڑے بڑے فقہاء شوافع سے فقہ شافعی میں کسب فیض فرمایا، جن میں سرفہرست اساتذہ میں علامہ تقی الدین سبکی کا نام نامی شامل ہے، مسلک شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و فروع میں آپ نے مکمل پختگی پائی، آپ کی علمی پائیداری اور ورع و تقویٰ کے پیش نظر حکومت اسلامیہ نے آپ کو مصر کے بیت المال کا امین مقرر فرمایا، پھر آپ نے اپنے آپ کو درس و تدریس، فقہ و فتاویٰ اور تصنیف و تالیف کے لئے مشغول کرنے کی خاطر بیت المال کی ذمہ داری سے سبکدوشی اختیار فرمائی، قاہرہ میں ۷۶۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (طبقات الشافعیہ: ابوبکر بن ہدایۃ اللہ الحسینی، ص: ۳۳۶)

آپ کی تصانیف میں: نہایۃ السؤل شرح منهاج علی الأصول للبیضاوی، التمهید فی تخریج الفروع علی الأصول، المہمات علی الروضة للنووی، طبقات الشافعیۃ للأسنوی۔

۱۰- امام شہاب الدین اذری:

نام و نسب: احمد بن حمدان بن عبد الواحد بن عبد الغنی بن محمد اذری، لقب: شہاب الدین، کنیت ابو العباس، ۷۰۸ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، حصول علم کی خاطر آپ نے قاہرہ کی طرف کوچ فرمایا، اور وہاں اپنے زمانہ کے عظیم فقہاء شوافع سے فقہ شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و قواعد میں گہرائی کے ساتھ علم حاصل فرمایا، آپ خود متاخرین شوافع میں مستند بن گئے، فقہ شافعی کی بہت سی کتابوں میں آپ کا اسم گرامی متاخرین کی آراء کو ذکر کرتے ہوئے کثرت سے آتا ہے، ایک مدت تک آپ حلب میں منصب قضاء پر فائز رہے، پھر آپ نے اپنی مرضی سے اپنے آپ کو درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فقہ و فتاویٰ کے لئے فارغ فرمایا، حلب میں ۷۸۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی تصنیفات میں: جمع التوسط و الفتح بین الروضة و الشرح، اس کتاب فقہ میں آپ نے شوافع کے شیخین امام نووی کی کتاب روضة الطالین اور علامہ

رافعی کی کتاب شرح کبیر کا اختصار و توضیح پیش کی۔ غنیۃ المحتاج وقوت المحتاج شرح المنہاج۔ (الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة: علامہ ابن حجر العسقلانی، ۷/۷۷)

۱۱- امام بدر الدین زرکشی:

نام و نسب: محمد بن بہادر بن عبد اللہ، لقب: بدر الدین، کنیت: ابو عبد اللہ، قاہرہ میں ۷۴۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، علامہ بدر الدین نے چونکہ اپنے بچپن میں نقش و نگاری کی کاریگری کا علم حاصل کیا اسی لئے آپ کو زرکشی کہا جاتا ہے، اپنی نوجوانی میں آپ علم کی طرف خصوصاً فقہ اور اصول فقہ کا علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے، علامہ جمال الدین اسنوی سے مصر میں آپ نے علم حاصل فرمایا، پھر دمشق و حلب کے اسفار فرمائے، وہاں پر آپ نے علامہ شہاب الدین اذری سے فیض پایا، فقہ شافعی میں اتنا تبحر حاصل فرمایا کہ اپنے زمانہ میں بڑے شافعی فقیہ کہلائے، ۷۹۴ھ میں قاہرہ میں انتقال ہوا۔ (الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة: علامہ ابن حجر العسقلانی، ۱/۲۴۱)

آپ کی تصنیفات میں: البحر المحیط، جو اصول فقہ میں ایک شاہکار تصنیف ہے، تشنیف المسامع بجمع الجوامع، الدیباچ فی توضیح المنہاج للنووی، اعلام الساجد باحکام المساجد۔

الديباچ فی توضیح المنہاج: کا تعارف

تحقیق: یحییٰ مراد جلد: ۲ صفحات: ۱۲۶، طبع: دار الحدیث قاہرہ

مصنف مشہور شافعی فقیہ اور بہت سی گراں قدر کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کی کتابیں متداول و مشہور ہیں۔ علامہ زرکشی نے فقہ شافعی کی بہت سی ان کتابوں پر اعتماد کیا ہے، جو آج حوادثِ زمانہ کے باعث نہیں ملتیں۔ یہ کتاب تفریعات کی کثرت، مسائل کی تخریج و تعلیل کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ شارح مسائل میں احادیث سے بکثرت استدلال

کرتے ہیں، جب کہ اس زمانے میں فقہ کی کتابوں میں احادیث و آثار سے استدلال کم کیا کرتے تھے۔

علامہ ربیع نے اس کتاب کی کئی خصوصیات شمار کی ہیں۔ شارح منہاج کی عبارت کی لفظ بلفظ تشریح کرنے کے بجائے ہر باب میں جو مسئلہ مذکور ہے، اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ امام نووی کی عبارت خاص ضرورت کے وقت ذکر کرتے ہیں، اگر دلیل موجود ہو تو اس کو ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب مسائل میں حسن تقسیم و حسن ترتیب کے اعتبار سے ممتاز ہے۔

۱۲- امام سراج الدین بلقینی:

نام و نسب: عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح، لقب: سراج الدین، کنیت ابو حفص، آپ کی ولادت ۲۴ھ میں مصر کے مغربی سرحد کے قریبی واقع ”بلقینہ“ شہر میں ہوئی، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو بلقینی کہا جاتا ہے، سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم کو حفظ کر لیا، پھر آپ نے امام رافعی کی فقہی تالیف، المحرر کوزبانی یاد کر لیا، بارہ سال کی عمر میں آپ کے والد آپ کو لے کر قاہرہ پہنچے تاکہ وہاں کے اکابر علماء سے مختلف فنون حاصل کریں، آپ کا حافظہ بہت قوی تھا، آپ نے حدیث کو سنا اور عربی علوم میں پائیداری حاصل کی، مسلک شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و فروع کوزبانی یاد کرنے میں خوب مہارت تھی، آپ دمشق آئے اور ۶۹ھ میں وہاں کے قاضی منتخب ہوئے، پھر آپ نے حلب میں کوچ فرمایا، اور بعد میں قاہرہ کو مستقل اپنی جائے اقامت منتخب فرما کر وہیں تدریس و تصنیف اور فقہ و فتاویٰ کی خدمات انجام دینے لگے، اپنے زمانہ کی بڑی علمی شخصیات نے آپ سے علمی فیوض و برکات حاصل فرمائیں، جن میں حافظ ابن حجر عسقلانی سرفہرست ہیں، علمی گہرائی کی بناء پر آپ مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز تھے، نیز آپ اپنے زمانہ میں متفقہ طور پر شافعیہ کے امام اور شیخ الاسلام کہلائے، قاہرہ میں ۸۰۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی تصنیفات: فقہ میں: تصحیح المنہاج، فقہ میں: الملمات برد

المہمات، محاسن الاصلاح، شرح سنن الترمذی، آپ نوے صدی ہجری کے امت مسلمہ کے مجدد بھی ہیں۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ابن العماد

الحنبلی، ۱۷۷/۷) ۱۳- علامہ جلال الدین المحلی:

نام و نسب: محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم محلی مصری، لقب: جلال الدین محلی، کنیت ابو عبد اللہ، ۹۱ھ میں قاہرہ میں آپ کی ولادت ہوئی، مصر کے مغربی سرحد پر واقع بڑے محلہ میں آپ کی نشوونما ہوئی، اس لئے ”محلی“ کے نام سے مشہور ہوئے، علوم عربیہ و شرعیہ میں عموماً توفیق شافعی میں خصوصاً آپ نے خوب مہارت حاصل فرمائی، آپ کا حافظہ بہت قوی تھا، بہت باریک بینی سے ہر معاملے کی تحقیق فرماتے، منصب قضا کی ذمہ داری قبول نہیں فرمائی، تجارتی آمدنی سے اپنے اخراجات چلاتے، عوام و خواص کے نزدیک آپ کا ایک بارعب مقام تھا، حق گو تھے، قاہرہ میں ہی ۸۶۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ابن العماد الحنبلی، ۲۴۲/۷)

آپ کی شہرہ آفاق تصنیفات: فقہ میں کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین جو کہ شرح محلی سے مشہور ہے، ۲- اصول فقہ میں البدر الطالع فی حل جمع الجوامع، ۳- شرح الوردات للجوینی، ۴- تفسیر القرآن الکریم (تفسیر جلالین) جسے بعد میں علامہ جلال الدین سیوطی نے مکمل فرمایا۔

کنز الراغبین شرح منہاج الطالبین: کاتعارف

جلد: ۴ صفحات: ۲۲۴۸، ناشر: مکتبہ عباس احمد الباز مکتبہ المکرمۃ

فقہ شافعی میں انوکھی اور لاجواب کتاب ہے، اپنے طرز اور انداز کے اعتبار سے غالباً فقہ شافعی کی تنہا کتاب ہے۔ منہاج الطالبین کی چار اہم شروحات میں اس کا شمار ہوتا ہے، ہمارے سامنے موجود کتاب پر دو حاشیے ہیں، ایک مطول ہے جو علامہ شہاب الدین احمد

بن احمد بن سلامہ القلیوبی (۱۰۶۹ھ) کا ہے۔ دوسرا مختصر ہے جو شہاب الدین احمد البرلیسی (۹۷۵ھ) کا ہے جو عمیرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ سب سے اوپر ”کنز الراغبین“ کی عبارت ہے، درمیان میں ”حاشیہ قلیوبی“ ہے اور سب سے نیچے ”حاشیہ عمیرہ“ ہے۔

یہ کتاب فقہ شافعی کا انتہائی بیش قیمت اثاثہ ہے، جو حشو و زوائد سے پاک اور مسائل کی دلیل اور ان کے علل کو جامع اور الجھے ہوئے پیچیدہ مسائل کا حل پیش کرنے والی ہے۔ منہاج کی سیکڑوں شروحات ہیں لیکن شرح محلی کا اپنی انفرادیت کی وجہ سے ایک ممتاز مقام اور الگ شان ہے۔ حسن تصنیف، حسن تعلیل، حسن اختصار اس کتاب کی بڑی خوبی ہے۔

منہج و امتیاز: کتاب مختصر لیکن انتہائی جامع ہے۔ ہر مسئلہ کو دلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ کی عقلی و نقلی دلیل بھی بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ کو اصول پر متفرع کرتے ہیں۔ عبارت میں اغلاق وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی بات کہہ جاتے ہیں۔ دلیل ذکر کرتے ہیں یا دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ درسیات میں مفید ہونے کی وجہ سے بہت سارے مدارس میں منہجی درجات میں شامل نصاب ہے۔

۱۴- شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ:

نام و نسب، زکریا بن محمد بن احمد بن زکریا الانصاری المصری، لقب شیخ الاسلام، کنیت: ابوتحیی، مصر کے مشرقی سرحد پر واقع شہر سنیکہ میں ۸۲۳ھ میں آپؒ کی ولادت ہوئی، انصار کے قبیلہ خزرج کی طرف آپؒ کے آباء و اجداد کی نسبت ہونے کی بنا پر آپؒ کو ”الانصاری“ بھی کہا جاتا ہے، بچپن میں ہی آپؒ نے قرآن کریم کو حفظ کر لیا، پھر آپؒ قاہرہ میں جامع ازہر مصر میں منتقل ہوئے اور وہاں پر آپؒ نے اپنی بے سرو سامانی اور محتاجگی کے ساتھ مصر کے اکابر علماء سے علوم و فنون حاصل کئے، آپؒ کے اساتذہ میں سرفہرست علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں، آپؒ نے فقہ شافعی کے اصول و فروع، قواعد فقہیہ اور احکام و مسائل میں خوب تبحر حاصل فرمایا، علم حدیث اور دیگر علوم عربیہ میں بھی کافی مہارت پائی، آپؒ کے

زہد و تقویٰ اور علمی مہارت کی بناء پر آپؒ کو مصر کا ”قاضی القضاة“ منتخب کیا گیا۔ صفائی ستھرائی اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے فرماتے، اللہ تعالیٰ نے علم کی برکت سے آپؒ کو دنیوی و ظاہری نعمتوں سے بھی خوب نوازا، مگر آپؒ ان میں مشغول نہ رہے، بلکہ صدقات و خیرات کے ذریعہ سے ان کو خرچ فرمایا، اللہ پاک نے لمبی عمر عطا فرمائی، ۹۲۶ھ میں قاہرہ میں ہی انتقال ہوا اور حضرت امام شافعیؒ کے قبر انور کے قریب دفن ہوئے۔ (الکواکب السائرة بأعیان المائة العاشرة: نجم الدین الغزی، ۱/۹۸)

آپؒ کی تصنیفات: ۱. فقہ میں ”الغرر البہیة فی شرح البہجة الوردیة، ۲- فقہ میں ہی المنہج فی اختصار منہاج الطالبین للنووی، ۳- اصول فقہ میں غایة الوصول الی علم الأصول، ۴- الاعلام والاهتمام بجمع فتاویٰ شیخ الاسلام، یہ کتاب آپؒ کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو فتاویٰ آپؒ کی وفات کے بعد جمع ہوئے۔

(الف) اسنی المطالب شرح روض الطالب: کا تعارف

ضبط و تعلیق: دکتور محمد محمد تامر جلد: ۹، صفحات: ۵۲۹۰، طبع: دار الکتب العلمیة بیروت

یہ کتاب علامہ زکریا انصاری کی تصنیف ہے، سب سے پہلے علامہ شیخ اسماعیل المقری الیمینی ۸۳۷ھ نے امام نووی کی فقہ شافعی میں مشہور و معروف کتاب ”روضۃ الطالبین“ کا اختصار کر کے ”روض الطالب“ کو مرتب کیا، جس میں صرف راجح اور معتمد مسائل ذکر فرمائے اور ضعیف یا مرجوح ”اقوال“، ”وجوہ“ اور ”طرق“ کے نقل کرنے سے پرہیز کیا۔ پھر شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ م ۹۲۶ھ نے اس کی شرح ”أسنی المطالب“ لکھی ہے۔ (۳) علامہ شہاب الدین رملی م ۹۵۷ھ نے اس شرح پر حواشی لکھے ہیں (۴) شیخ محمد بن احمد شوبری م ۱۰۶۹ھ نے اس حاشیہ کی تجدید کی ہے۔ (أسنی المطالب: ۱/۳)

کتاب کا منہج یہ ہے کہ درمیان میں متن اور شرح کی عبارت ایک ساتھ ہے، البتہ

متن کی عبارت قوسین میں جلی حروف میں ہے، حواشی کتاب کے نچلے حصہ میں ہیں۔ تمام عبارتوں پر اعراب لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ”تنبیہ“ کے عنوان سے کہیں کہیں بڑے اہم نکات بیان کئے ہیں۔ امام شہاب ربلی نے حاشیہ میں جن مسائل کی تصحیح یا تضعیف کی ہے، شوبری نے اسکی طرف ”اُشَار الی تصحیحہ“ یا ”اُشَار الی تضعیفہ“ کہہ کر اشارہ کر دیا ہے۔ آیات واحادیث کی تخریج کی گئی ہے اور دیگر کتابوں کا حوالہ دیا ہے تو اس کو بھی حاشیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ شرح میں مذکور ”اعلام“ کا حاشیہ میں ترجمہ دیا گیا ہے۔

خصوصیت: امام ابن مقرئ ایمنی م ۸۳۷ھ کی ”روض الطالب“ کی یہ انتہائی بلیغ شرح ہے جس میں صرف راجح قول کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (اسنی المطالب: ۳۱) کتاب انتہائی مفید ہے عبارت واضح اور سلیس ہے۔ علامہ زکریا انصاری نے اس شرح میں مسائل کو ثابت کرنے میں ایجاز و اختصار سے کام لیا ہے، اور طویل کلام جیسا کہ ”الغرد البھیة“ میں کیا ہے۔ نہیں کیا ہے۔ علامہ زکریا انصاری کی ایک خوبی یہ ہے کہ مسئلہ بیان کرتے وقت بڑی باریک بینی اور دقت نظری سے مسئلہ کے ہر ہر پہلو پر غور کرتے ہیں اور معتمد و مفتی بہ مسئلہ بیان کرتے ہیں اور غیر مفتی بہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کتاب کی طرف متاخرین نے بڑا اعتناء کیا ہے اور متاخرین فقہاء کے لیے یہ کتاب اہم ترین مرجع و ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، متاخرین کی کتابوں میں اس کے حوالے کثرت سے آتے ہیں۔

آپ کی کتابیں فقہائے شوافع کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، پہلے فقہاء اقوال و وجوہ کے درمیان اختلاف اور دلیل کے قوی و ضعیف ہونے پر بحث کرتے تھے، لیکن شیخ الاسلام نے صرف قوی و مستند و محقق قول کو بیان کرنے پر اکتفا کیا، امام نووی اور رافعی کے قول کو مقدم کیا اور دونوں میں اختلاف کی صورت میں امام نووی کو ترجیح دی پھر بعد میں آنے والے فقہاء نے آپ کے اس طرز کی پیروی کی۔ صاحب النور السافر لکھتے ہیں:

مدرسین اپنے اشکالات کے حل کے لیے آپ کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ (النور السافر)

کتاب کی اہمیت: ابن حجر الھیتمی نے کتاب کی تحسین یوں کی ہے: ”وشرح الروض شرحاً حسناً جداً، وآثر فیہ الاختصار، فانشأ الناس علیہ۔“ علامہ زکریا نے روض الطالب کی بلیغ و بہترین شرح لکھی اور اس میں اختصار کو ترجیح دی ہے، اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ (النور السافر: ۱۰/۱۱۴)

(ب) منہج الطلاب: کا تعارف

اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام زکریا انصاری متوفی ۹۲۶ھ ہیں، یہ کتاب امام نووی کی کتاب منہج الطالبین کا اختصار ہے، ۲۵۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالکتب العلمیہ سے شیخ صلاح الدین بن محمد عویضہ کے حاشیہ کے ساتھ چھپی ہے، اس کتاب میں صاحب کتاب نے دو اہم کام انجام دیئے ہیں۔ اول یہ کہ منہج میں کوئی پیچیدہ عبارت ہو تو اس کو انھوں نے سہل انداز میں بیان کیا ہے، دوم یہ کہ منہج میں اصحاب کے اقوال میں جو اختلاف ہے اس کو انھوں نے حذف کر کے معتمد قول کو بیان کیا ہے، نیز اضافہ کے طور پر بہت سے فوائد کو بیان کیا ہے، پھر خود آپ نے ہی دوست احباب کے اصرار پر اس کتاب کی شرح بنام ”فتح الوہاب لشرح منہج الطلاب“ تالیف فرمائی ہے، یہ کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے مطولات سے قاری کو بے نیاز کر دیتی ہے، فتح الوہاب یہ مکتبہ دارالمعرفہ سے مطبوع ہے، لیکن اکثر و بیشتر یہ کتاب حاشیة الجمل کے ساتھ ملحق ہو کر مطبوع ہوتی ہے۔

(ج) تحفة الطلاب بشرح متن تحریر تنقیح اللباب.

تعلیق و تخریج: ابو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عویضہ جلد: ۱ صفحات: ۳۱۱
یہ فقہ شافعی کی مشہور و متداول کتاب ہے، جو مضبوط و قوی دلائل، عمدہ اسلوب

اور منطقی طرز کی وجہ سے ممتاز ہے، مصنف نے فصیح و بلیغ الفاظ میں پیچیدہ اور گنجلک مسائل کو آسان اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ (تحفة الطلاب: ۵) الفاظ قلیل اور معانی کثیر کا مصداق یہ کتاب اپنی کثیر علمی ذخیرہ اور کثرت فوائد کی وجہ سے بہت سی کتابوں سے قاری کو بے نیاز کر دیتی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے علماء نے اس پر کام کیا ہے۔ تحفة الطلاب کے حواشی: (۱) حاشیة القلیوبی: احمد بن احمد سلامہ القلیوبی ۵۱۰۶۹ (۲) حاشیة الشوبری: شمس الدین محمد بن احمد الشوبری ۵۱۰۶۹ (۳) منحة الاحباب بشرح تحفة الطلاب: عبد البر بن عبد اللہ الأجهوری ۵۱۰۷۰ (۴) حاشیة المدابغی: حسن بن علی بن احمد المنظاوی المدابغی ۵۱۱۷۰ (۵) حاشیة الشرقاوی: ۵۱۲۷۷

۱۵- علامہ خطیب شربینی:

نام و نسب: محمد بن محمد الشربینی القاہری، آپ کا سن ولادت تراجم کی کتابوں میں مذکور نہیں ہے، آپ نے اکابر فقہاء شوافع اور شیوخ عظام سے کسب فیض فرمایا، جن میں علامہ عمیرہ، ابن خلیل کردی اور شہاب الدین ربلی وغیرہ شامل ہیں، آپ نے ان حضرات سے علمی و فقہی بصیرت حاصل فرمائی اور درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فتاویٰ نویسی میں مشغول رہے، آپ نے جامع ازہر مصر میں بھی علمی تبحر حاصل فرمایا، اور پھر یہاں تدریسی خدمات بھی انجام دیں، آپ نے فقہ شافعی میں گران قدر کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں سے چند اہم کتابیں: ۱- الاقناع فی حل الفاظ ابي شجاع، بہت سے شوافع کے مدارس میں یہ کتاب داخل نصاب ہے، ۲- مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنہاج، ۳- شرح التنبیہ للشیرازی، ۴- شواہد قطر الندی، ۵- شرح البہجة فی الفقہ، ۶- تقریرات علی المطول فی البلاغة للتفتازانی،

۷- مناسک الحج، ۸- فن تفسیر میں السراج المنیر۔
قاہرہ میں ۹۷۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ابن العماد الحنبلی ۸/۴۵۱)

(الف) مغنی المحتاج کا تعارف

جلد: ۴، صفحات: ۲۴۵۳، ناشر دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان
منہاج الطالبین کی چار سب سے اہم شروحات میں سے ایک ہے، متاخرین شوافع کے سب سے اہم و معتمد مراجع میں سے ہے، جس پر فتاویٰ اور مسائل میں بہت زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے۔ علامہ خطیب شربینی نے مغنی المحتاج ۹۵۹ھ میں شروع کی ہے اور ۱۷ جمادی الاخریٰ ۹۶۳ھ میں مکمل کیا ہے۔ (حاشیة الشروانی علی التحفة: ۶) کتاب کے سلسلے میں خطیب شربینی فرماتے ہیں: ”میں نے اس کتاب میں ایسی تشریح کی ہے کہ منہاج الطالبین کی مبہم عبارت کا مطلب واضح ہو جائے، الفاظ کی ایسی وضاحت کی ہے جو ذہن میں موجود خلجان کو دور کر دے، موتیوں کو جو اہر سے ممتاز اور خفی المراد باتوں کو ظاہر کر دے، یہ کتاب حشو و زوائد سے پاک اور دلیل و برہان کو بخوبی جامع ہے، میں نے اس میں متاخرین کے نزدیک معتمد و مفتی بہ مسائل کو واضح کر دیا ہے، تاکہ یہ کتاب ارباب فتاویٰ اور شیدائیان علم کے لیے معتمد سہارا اور مرجع بن جائے۔“ (مغنی المحتاج: ۱/۵)

یہاں مغنی المحتاج کے انداز کا ایک نمونہ دیا جاتا ہے۔ متن کی عبارت: ”قال اللہ تعالیٰ: وانزلنا من السماء ماء طهوراً. يشترط لرفع الحدث والنجس ماء مطلق، وهو ما يقع عليه اسم ماء بلا قيد.“

شرح: شارح نے سب سے پہلے آیت سے شروع کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ امام شافعی کا طرز تھا کہ باب سے متعلق موجود آیات یا احادیث سے باب کا آغاز کرتے اور اس پر مسائل کو متفرع کرتے، لہذا مصنف نے اس طریقے سے کتاب کا آغاز کر کے آیت سے

برکت حاصل کی ہے نیز امام شافعیؒ کے طریقے کا اتباع کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ طہارت کے لیے کوئی آلہ ضروری ہے، اس آلہ طہارت کی ایک ”اصل“ ہے اور وہ پانی ہے کیوں کہ پانی نجاست کو زائل کرنے والا ہے، دوسرا ”بدل“ ہے اور وہ مٹی پتھر وغیرہ ہیں۔ اس کے بعد ”حدث“ کی لغوی اور شرعی تعریف کی ہے، اور اس کی تفصیل بیان کی ہے پھر ”نجاست“ کی لغوی اور شرعی تعریف بیان کی ہے اور اس کے بارے میں واضح کیا ہے کہ نجاست غلیظہ، نجاست متوسطہ اور نجاست خفیفہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر ماء مطلق کے اوصاف بیان کئے ہیں، پھر رفع حدث کے لیے ماء مطلق کو متعین کرنے کی وجہ بیان کی ہے۔ (مغنی المحتاج: ۱/۳۲)

خصوصیات: سلاست و شیریں زبانی، حسن ترتیب اور عبارت کی عمدگی کی وجہ سے ممتاز ہے۔ خطیب شربینی نے اس کتاب میں احادیث کی تخریج براہ راست حدیث کی کتابوں سے کی ہے۔ کثرت سے مسائل کی جزئیات، مفید فوائد اور ادعیہ ماثورہ بیان کی ہیں۔ منہاج کی دیگر شروحات سے کثرت سے استفادہ کیا ہے، نیز اپنے اساتذہ اور منہاج الطالبین کے دیگر شارحین سے نقل کیا ہے۔ کتاب کو دلائل سے مزین کیا ہے اور دیگر مذاہب فقہیہ کے ساتھ دلائل کا تقابل نہیں کیا ہے۔ ”تنبیہ“ کے عنوان سے مطلب کی مزید وضاحت اور اشکالات کو دور کرتے ہیں۔ علل اور جزئیات کو بیان کیا ہے اور کبھی اشعار سے بھی استدلال کیا ہے۔ (مغنی المحتاج: ۱/۱۷۱، ۱۸، ۱۹)

خطیب شربینی نے اس شرح میں معانی کی وضاحت کی ہے، بین السطور میں پوشیدہ نکات کو واضح کیا ہے، یہ ایک متوسط شرح، جو حشو و زوائد سے محفوظ اور دلیل شرعی اور علت شرعی کو شامل ہے۔ کلام شافعی کا جس چیز پر دار و مدار ہے اس کو بہتر طریقے سے سمجھایا ہے تاکہ یہ کتاب طالب علم و مفتی سب کے لئے نفع بخش بن سکے۔ (مقدمہ نہایت المحتاج: ۶)

(ب) الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع کا تعارف

تحقیق و تعلیق: شیخ علی محمد معوض شیخ عادل احمد عبدالموجود جلد: ۲

صفحات: ۱۲۳۸، مکتبہ عباس احمد الباز، مکتبہ المکرّمۃ

یہ کتاب متن الغایۃ والتقریب مولفہ ابو شجاع احمد بن الحسن بن احمد الاصفہانی (۵۹۳ھ) کی شرح ہے، یہ کتاب فقہ شافعی کے معتبر مراجع اور متداول کتابوں میں سے ہے، متن ابی شجاع کی شروحات میں یہ سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ مقبول و متداول ہے۔ (متن ابی شجاع: ۹) مصنف نے اعتدال کی راہ اختیار کی ہے، نہ تو اتنی طوالت سے کام لیا ہے کہ طبعیتیں اکتا جائیں، نہ اتنے اختصار سے کام لیا ہے کہ معنی مقصود سمجھنے میں دقت و پریشانی ہو، یہ فقہ شافعی کے بہت سارے مدارس میں انتہی درجات میں داخل نصاب ہے۔

اہمیت و خصوصیت: مستند و معتد اقوال کو جمع کیا ہے، اگر متن میں کوئی قول ضعیف ہے تو اس کی وضاحت کردی ہے۔ عبارت سہل، انداز آسان اور وضاحت سے بھرپور ہے۔ امام نووی و امام رافعی کے درمیان اختلاف کی صورت میں امام نووی کو ترجیح دی گئی ہے۔ ہر باب میں قرآن و حدیث سے استدلال کیا ہے۔ مسئلہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ ماتن سے جو ضروری مسائل و جزئیات چھوٹ گئے ہیں، ان کو التزام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مسائل میں فقہائے شوافع کے درمیان کوئی اختلاف ہو تو بیان کر کے راجح قول کی تعیین کی ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کسی اور مصنف نے غلطی کی ہے تو اس کو ذکر کر کے ”والحق“ سے صحیح مسئلہ بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے بہت سے مقبول عام حواشی ہیں: سلیمان بن محمد بن عمر الجبیری کا حاشیہ ”تحفة الصبیب علی شرح الخطیب“ جو حاشیہ الجبیری کے نام سے مشہور ہے فتح السلطیف بما یتعلو، بکتاب افتاع الخطیب: مصنف ابو الفیض عبدالرحمن الأجهوری۔

کفایۃ السلیب فی شرح اسی شجاع للخطیب: شیخ حسن مطاوی الشہیر بالمدراغی ۱۷۰ھ، حاشیۃ شیخ عبد اللہ النبراوی علی شرح الخطیب - ابراہیم بن عبدالرحمن البلیسی ۱۷۹ھ نے بھی حاشیہ لکھا ہے۔ (معجم المؤلفین: ۴۴/۱) نیز علامہ باجوری کی اس پر تقریرات بھی ہیں۔ (متن ابی شجاع: ۹)

۱۶- علامہ زین الدین ملیباری:

زین الدین بن عبدالعزیز بن زین الدین ملیباری، ہندوستان کے جنوب میں واقع ریاست کیرالہ کے عظیم شافعی فقہیہ گذرے ہیں، آپ گودسویں صدی ہجری میں فقہ شافعی میں خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ آپ کی اہم تصنیف کا تعارف:

فتح المعین بشرح قرۃ العین بمهمات الدین: کا تعارف

صاحب فتح المعین شیخ الاسلام زکریا انصاری کے شاگرد ہیں، شیخ الاسلام جب بھی آپ سے ملاقات کرتے تو کہتے: ”أسأل اللہ أن یفہک.“ (حاشیۃ اعانة الطالبین: ۲۶/۱)

علامہ زین الدین ملیباری کی یہ کتاب ”قرۃ العین بمهمات الدین“ کی شرح ہے۔ یہ کتاب فقہ شافعی کی مختصر اور مفید کتابوں میں سے ہے جو ہندو بیرون ہند سلسلہ شوافع سے تعلق رکھنے والے مدارس میں نصاب درس میں بھی شامل ہے۔

منہج و امتیاز: راجح مذہب کیا ہے اس کی تعیین کی گئی ہے۔ کتاب مختصر، لیکن انتہائی نافع و جامع ہے، صرف نفس مسئلہ بیان کیا ہے، دلائل سے بحث نہیں کی گئی ہے۔ اہل علم کے درمیان ”بنت التحفہ“ کے نام سے مشہور ہے کہ ابن حجر حلیؒ کی ”تحفۃ المحتاج“ کا اختصار ہے۔ فقہ شافعی میں یہ واحد ایسی کتاب ہے جو ہندوستانی عالم کی ہے اور ہندو بیرون ہند مدارس میں داخل نصاب ہے۔

۱۷- علامہ قزوینی:

نجم الدین عبدالغفار بن عبدالکریم القزوی (ولادت: ۵۸۵ھ، وفات: ۶۶۵ھ) آپ نے مشہور شافعی امام علامہ ابوالقاسم رافعی سے تعلیم حاصل کی۔ امام ذہبی نے فرمایا: ”آپ یکتائے زمانہ علامہ تھے، العلامة الأوحّد.“ رافعی کا بیان ہے: ”آپ کے لیے فقہ اس طرح نرم کر دیا گیا تھا جس طرح حضرت داؤد کے لیے لوہا نرم بنا دیا گیا تھا۔“ (مرآة الجنان ۶۶۸/۴/۴) علامہ سبکی فرماتے ہیں: ”آپ کو فقہ، حساب اور حسن اختصار میں ید طولیٰ حاصل تھا۔“ (طبقات سبکی: ۱۷۷/۷)

الحاوی الصغیر للقزوینی: کا تعارف

دراسۃ و تحقیق: صالح بن محمد بن ابراہیم الیاس۔ جلد: ۱ صفحات: ۴۴، طبع: دار ابن الجوزی۔

فقہ شافعی میں اہم مقام کی حامل ہے، اسی وجہ سے علماء نے اس کے حفظ و مطالعہ کو اپنے لئے حرز جاں بنایا ہے، بہت سارے علماء نے اسے حفظ کیا۔ اس زمانے میں ”الحاوی“ کو حفظ کرنے یا اس سے خصوصی اشتغال رکھنے والے علماء کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ (مقدمہ: ۵۷)

حلقہ شوافع میں اس کتاب کی درس و تدریس کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ (مقدمہ الحاوی: ۵۸) بہت سارے علماء کے نام درس و تدریس کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔ (الحاوی الصغیر: ۵۸) ابن الوردی نے کہا: ویس فی مذهبنا کالحاوی فی الجمع والایجاز والفتاوی (البہجة الوردیة مع الغرر: ۱۰/۹۵)

منہج: الفاظ کے انتخاب میں بڑی باریک بینی اور دقیق رسی سے کام لیا ہے۔ مسائل اور مثالوں کو ذکر کرنے میں نئی جہت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے بعض مصطلحات کو اس کے باب میں بیان کیا ہے جیسے: ”غصب، جعالة، ہبہ“ وغیرہ کو خوب واضح کیا ہے۔

آپ نے اختلاف کو نہیں چھیڑا ہے، اور مفتی بہ قول کو ذکر کیا ہے۔ (مقدمہ

مصنف: ۱۲۴) البتہ آپ نے بعض مسائل میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ آپ نے کتاب میں مذکور مسائل میں قطعی حکم لگایا ہے۔ مصنف عموماً امام رافعی کی موافقت کرتے ہیں، البتہ امام رافعی کی ترجیح کے خلاف ظاہر ہو جائے تو مخالفت کرتے ہیں۔ مصنف نے تمام ابواب فقہ کو بیان کیا ہے اور مختصر ہونے کے باوجود کسی باب کو نہیں چھوڑا ہے، البتہ غیر معروف اور غیر ضروری مسائل سے اعراض کیا ہے۔

کتاب کے امتیازات: یہ کتاب فقہ شافعی کی جامع، معتبر و مستند متون میں سے ہے۔ کثرت مسائل و جزئیات کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ کتاب کا اسلوب ممتاز، الفاظ فصاحت و بلاغت، نکتہ رسی و نکتہ آفرینی اور قوت بیان کا مظہر ہیں، چھوٹے چھوٹے الفاظ بڑے بڑے معانی کو سموائے ہوئے ہیں گویا کتاب دریا بکوزہ ہے، جو دقیق نظر رکھنے والے باریک بین کو ہی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کتاب کا اسلوب مشکل ہے کہ ہر شخص کے لئے اس کا سمجھنا آسان نہیں ہے۔ (۸۱)

شروحات: اس کتاب کی بہت ساری شروحات و مختصرات، تعلیقات و منظومات وغیرہ لکھی گئی ہیں، چنانچہ ڈاکٹر صالح الباعس نے اس کتاب کی ۶۹ شروحات، تصحیحات، مختصرات، منظومات، نکات (نکت) اور مجموعات کو شمار کیا ہے۔ (دیکھئے الحاوی صفحہ ۶۰ تا ۷۱)

۱۸۔ ابن سید الناس:

ولادت: ۶۷۱ھ، وفات: ۷۳۲ھ، فتح الدین محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس، آپ حافظ تھے اور علم طبقات میں آپ کو زبردست ملکہ حاصل تھا اور لسان میں ید طولی حاصل تھا۔ آپ کی تصانیف میں کتاب عیون الأثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر، نور العین، الاصابة فی تفضیل الصحابہ ہیں۔

۱۹۔ ابن یقیب مصری:

ولادت: ۷۰۶ھ، وفات: ۷۶۹ھ، (الدرر الكامنة لابن حجر: ۲۳۹/۱)

آپ کی اہم تصنیف عمدة السالك: کا تعارف

تحقیق: عبدالمجید طعمہ علی، صفحات: ۲۳۸ ناشر: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

یہ کتاب فقہ شافعی کی نہایت ہی معتمد اور مستند کتاب ہے، جو فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔ جامعیت اور اسلوب بیان کی عمدگی کی وجہ سے فقہ شافعی کے نقطہ نظر کے حامل اکثر دینی مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے، اس کتاب کو فقہ شافعی کے حامل مدارس میں وہی مرتبہ حاصل ہے، جو فقہ حنفی کے مدارس میں قدوری کو حاصل ہے۔

خصوصیات کتاب: (۱) عبارت عام طور پر واضح، سادہ اور سلیس ہے، غموض سے احتراز کیا گیا ہے (۲) عبارت میں اختصار کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ (۳) ہر باب میں مختلف ذیلی عنواں بھی دیئے گئے ہیں (۴) یہ کتاب عبادات، معاملات، معاشرت اور جنائیات پر مشتمل ہے۔ (۵) ائمہ اربعہ کے اختلاف کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

منہج کتاب: علامہ ابن یقیب مصری نے بڑی جانفشانی سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے، اور آپ نے راجح، مستند اور مفتی بہ مسائل کے ذکر کا التزام کیا ہے، البتہ بعض شاذ و نادر اور مرجوح اقوال بھی ذکر ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے مسلک شافعیہ کی تنقیح کا کام انجام دینے والے امام رافعی اور امام نووی کی تحقیق و تنقیح کو پیش نظر رکھا ہے، اگر دونوں امام میں موافقت ہے تو آپ نے اختلاف کو ذکر کئے بغیر مسئلہ بیان کر دیا ہے، اور اگر کسی مسئلہ میں دونوں کا اختلاف ہو تو آپ نے امام نووی کی تحقیق کو راجح قرار دیکر ان کی تحقیق کو لیا ہے اور قیل: کے ذریعہ امام رافعی کے قول کو ذکر کر دیا ہے۔ جیسے: باب الاوانی میں ذکر کیا ہے: والمضبب بالذهب حرام مطلقاً؛ وقیل کالفضہ ان کانت الضبۃ کبیرة للزینة فہی حرام. (عمدة السالك: ۱۱) اور بیشتر امام رافعی کا قول ذکر نہیں کیا جیسے باب كيفية الغسل میں لکھا ہے: ومن علیہا غسلۃ فی الاصح (ص: ۲۶) یہاں صرف فی الاصح کے ذریعہ ایک قول کو ذکر کر کے راجح کی تعیین کر دی ہے۔

اس کتاب کی کئی شروحات ہیں۔ (۱) فیض الالہ الممالک فی حل الفاظ عمدة السالک وعدة الناسک: تحقیق: محمد عبدالقادر عطا۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان (۲) انوار المسالک شرح عمدة السالک وعدة الناسک تالیف: محمد زہری الغمر اوی۔
۲۰۔ ابن الملقن:

(ولادت: ۷۲۳ھ - وفات: ۸۰۴ھ) عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبد اللہ۔ لقب سراج الدین اور ابن الجوی سے مشہور اور ابن الملقن سے معروف ہیں۔ جلیل القدر علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا، آپ کے اساتذہ میں علی بن عبد الکافی بن علی السبکی الشافعی: ۵۶۷ھ، امام مغلطی ۶۲۷ھ، ابن سید الناس ۶۷۷ھ، ابن جماعہ ۶۷۷ھ، الأسنوی عبدالرحیم بن الحسین ۷۲۷ھ، ابو حیان الأندلسی ۷۴۵ھ ہیں اور تلامذہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۳ھ، ابوزرعہ عراقی ۸۳۶ھ اور ابن ناصر الدین دمشقی ۸۳۷ھ وغیرہ ہیں۔ آپ کے پاس بہت بڑا اور انتہائی بیش قیمت اور نادر و نایاب کتابوں سے بھرپور ایک بڑا کتب خانہ تھا، لیکن آخر زمانے میں اس کے جلنے کا روح فرسا سانحہ پیش آیا جس کی تباہی کا غم آپ کو جھیلنا پڑا، اس میں آپ کی بہت سی بیش قیمت تصانیف ضائع ہو گئیں، اسی میں آپ کی تصنیف المبسوط (جمع الجوامع) تھی۔ امام ابن الملقن کی فقہی امامت مسلم ہے، ابن حجر فرماتے ہیں: ان العراقي والبلقینی وابن الملقن كانوا أعجوبة ذلك العصر في معرفة الحديث وفي التوسع في مذهب الشافعي وفي كثرة التصانيف. آپ کی کتابوں کا فقہاء کبار نے حوالہ دیا ہے، آپ کی کتابیں الدرر العظیم فی تفسیر القرآن الکریم نامکمل ہے، اور الابتہاج فی شرح المنہاج اس میں طلاق تک لکھا ہے، شرح المہذب کا تکملہ ہے۔

عجالة المحتاج: کاتعارف

تحقیق: عز الدین ہشام البدرانی جلد: ۴، صفحات: ۱۹۰۲، ناشر: دارالکتب اردن۔

امام ابن الملقن کثیر التصانیف عالم ہیں، یہ منہاج کی اولین اور اہم شروحات میں سے ہے۔ آپ کے بعد مصنفین نے آپ کی عبارات سے بہت استفادہ کیا ہے، اور بعض نے آپ کی عبارت نقل کر کے حوالہ بھی نہیں دیا ہے۔ (عجالة: ۲۳)

اس کتاب کی اہمیت: اس کتاب کا موضوع منہاج کے الفاظ کی شرح ہے۔ کتاب کی عبارت واضح اور سلیس ہے۔ فرع کے عنوان سے متعلقہ مسائل کو بیان کیا ہے۔ دلائل اربعہ سے مزین ہے۔ فقہاء شوافع کے اقوال و آراء کو ذکر کیا گیا ہے، بعض جگہ دیگر فقہی دبستان فکر کے اقوال سے بھی بحث کی ہے، جیسا کہ مقدمہ میں واضح کیا ہے۔ (عجالة: ۲۲) موقع اور حال کی مناسبت و نزاکت کو سامنے رکھ کر مسائل کو واضح کیا ہے اور دلائل و براہین سے آراستہ کیا ہے۔ لغت وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ دلائل اور وجہ استدلال کو خوب واضح کیا ہے۔ یہ منہاج کی بہترین شرح ہے، مصنف نے امام نووی کے اپنے نسخہ سے استفادہ کیا ہے۔ (عجالة: ۲۲)

امام ابن الملقن کی فقہی امامت مسلم ہے، آپ کی اس مقبول شرح کا فقہاء کبار نے حوالہ دیا ہے۔ علامہ خطیب شربینی نے اس کتاب سے بھی مغنی المحتاج میں نقل کیا ہے، حافظ ابن حجر جگہ جگہ لکھتے ہیں: "قال شيخنا ابن الملقن رحمه الله." (عجالة: ۲۲)
۲۱۔ علامہ دمیری:

کمال الدین ابو البقاء محمد بن موسی بن عیسیٰ الدمیری (ولادت: ۷۲۲ھ -- وفات: ۸۰۸ھ) آپ ۷۴۲ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، پہلے آپ نے خیاطی کا کام سیکھنا شروع کیا، پھر تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے، اپنے زمانے کے اکابر اہل علم سے تحصیل علم کیا، آپ نے تفسیر و حدیث فقہ و ادب میں بڑی مہارت حاصل کی۔ آپ قاہرہ میں متعدد جگہوں پر علمی و دینی خدمات انجام دیتے تھے۔ جامع ازہر میں سنچر کے دن آپ کا حلقہ درس لگتا تھا۔ القبة البیروسیۃ میں آپ حدیث کی اعلیٰ تعلیم دیتے تھے۔ مدرسہ

ابن البقری میں جمعہ کے دن لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے، جامع الظاہر فی الحسدیہ میں عصر کے بعد لوگوں کو مستفید فرماتے تھے۔ آپ کی کتاب:

النجم الوہاج فی شرح المنہاج: کا تعارف

جلد: ۱۰ صفحات: ۵۷۷، دار المنہاج جدہ۔ منہاج الطالبین کی یہ شرح متعدد علماء کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

منہج: اوپر متن کی عبارت ہے اور نیچے مفصل شرح ہے۔ مشکل الفاظ کی ضبط و تحقیق، اور دقیق فقروں اور جملوں کی وضاحت کی ہے، لغوی معانی کی تحقیق کے لیے قرآن کی آیات سے بھی دلیل دی ہے: جیسے ”الجلد جمعہ: اجلاد و جلود، قال اللہ تعالیٰ: وقالوا لجلودہم لم شہدتم علینا (۳۰۴/۱)۔ اگر کسی دوسری زبان کا لفظ آیا ہے تو اس کی بھی وضاحت کی ہے۔ بعض جگہ الفاظ کی وجہ تسمیہ بھی ذکر کرتے ہیں جیسے: حاجب و جمعہ: حواجب، و حاجب الأمير جمعہ: حجاب، سمي بذلك لانه يحجب عن العين شعاع الشمس۔ (۳۲۳/۱) متن کے اکثر اجزاء کی الگ الگ شرح کی ہے اور الفاظ کے فرق کو واضح کیا ہے: جیسے: التبديل والابدال: ان التبديل عبارة عن تغيير الشیء مع بقاء عينه، والابدال: رفع الشیء و وضع غیرہ مکانہ۔ (۲۰۵/۱)

خصوصیت: یہ فقہ جیسے خشک موضوع پر ہے، لیکن امام دمیری کے ذہنِ اخاذ، اور جدت و اختراع کی فطری صلاحیت نے اس کی عبارت کو انتہائی شیریں و شگفتہ، لطافت و حلاوت سے پُر اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ یہ شرح عمدہ بیانی، جامعیت اور بہتر ضبط و ترتیب کی وجہ سے فقہ شافعی کا گراناہیہ سرمایہ سمجھی جاتی ہے۔ اسلوب کلام صاف سہرا اور واضح ہے، عبارت میں بے ساختگی کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

فقہ شافعی کی کتابوں سے اکثر باتیں حوالہ دے کر نقل فرماتے ہیں، مصنف نے موضوع سے متعلق بہت سی بیش قیمت باتوں کو بیان کیا ہے، جو آپ کے بحر علمی کی دلیل

ہے۔ ہر باب اور کتاب کے آخر میں ”تتمہ“ اور ”خاتمہ“ کے عنوان سے جو عطر و خلاصہ پیش کیا ہے، وہ بہت ہی چشم کشا، دلچسپ اور گراں مایہ ہے۔ یہ دیگر بہت سی شروحات سے اس وجہ سے ممتاز ہے کہ اس میں تقریباً مذکور ہر مسئلہ کی مصنف نے علت بیان کی ہے۔ یہ بڑی عظیم الشان اور مفید کتاب ہے، نیز مصنف نے جو نکتہ سنجیاں، نادر مفاہیم اور عقلی و نقلی دلائل سے مزین کلام کیا ہے وہ بڑا چشم کشا ہے۔ مذہب شافعی کی معرفت کے لیے یہ کتاب کافی و شافی ہے۔

امام دمیری نے بعض مسائل میں امام نووی کے انفرادی مسلک کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے، جیسے ماء مشمس کا مسئلہ، ماء را کد کثیر میں پیشاب کا مسئلہ (۲۳۱/۱، ۲۹۱/۱)۔

۲۲۔ ابن المقری:

اسماعیل بن ابوبکر بن عبداللہ المقری (ولادت: ۷۵۵ھ - وفات: ۸۳۷ھ) آپ شافعی فقیہ ہیں، بہت سارے علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی، فقہ عربیت و ادب کے امام تھے۔ آپ کی تصانیف میں ”روض الطالب“ ہے جو ”روضۃ الطالبین“ کا اختصار ہے۔ (الضوء السامع: ۲/ ۲۹۲ معجم المطبوعات العربیة والمعربہ: ۲۲۸ معجم المؤلفین: ۲/ ۲۶۲)

آپ کی اہم فقہی تالیف: اخصاص النواوی کا تعارف

تحقیق: الشیخ عادل احمد عبدالموجود، الشیخ علی محمد معوض، جلد: ۳، صفحات: ۱۶۹۰،

طبع: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان -

علامہ ابن المقری نے علامہ قزوینی م ۶۶۵ھ کی مشہور کتاب ”الحاوی الصغیر“ کا اختصار کیا، لیکن آپ نے اختصار سے اس حد تک کام لیا کہ کتاب چیتاں اور ناقابل حل معمرہ کا نمونہ بن گئی، جس سے افادہ و استفادہ بے حد دشوار تھا، لہذا ایک ایسی شرح کی ضرورت تھی جو کتاب کے دقائق و رموز کو کھول سکے، چنانچہ مصنف نے ایک کتاب ارشاد الحاوی کے نام سے لکھی۔

منہج کتاب: مصنف: وقولہ:..... کے ذریعہ متن کی ایک مختصر عبارت ذکر کرتے ہیں۔ ای:..... کے بعد اس عبارت میں مذکور مسئلہ کی مکمل وضاحت کرتے ہیں۔ ”الساوی“ میں مذکور مسئلہ کی بہترین صراحت و وضاحت کی ہے، نیز نادر اور معنی مقصود کی ادائیگی میں ناقص الفاظ کی تشریح و توضیح بھی کی ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب کو چار ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

القسم الاول: عبادات کے لیے خاص ہے، جس میں طہارت اور اس سے متعلقہ مسائل و احکام، نماز و روزہ اور حج کے احکام کو بیان کیا ہے۔

القسم الثانی: معاملات کا بیان ہے، جیسے بیوع، ربا، قرض، رهن، ہبہ، حجر، تفلیس، اجارہ، اعارة اور شفعہ وغیرہ۔

القسم الثالث: احکام نکاح کو شامل ہے، جیسے الفاظ نکاح، شروط نکاح، ولایت فی النکاح، کفایت، طلاق، ایلاء اور ظہار وغیرہ۔ القسم الرابع: جنایات، حدود، جہاد، افضیہ وغیرہ کا بیان ہے۔

ابن المقری نے متن الارشاد کے ایک ایک مسئلہ کو لے کر اسکی تشریح کی ہے اور اس سلسلے میں ”امام رافعی کی ”فتح العزیز“ امام نووی کی ”روضۃ الطالبین“ امام الحرمین کی ”نہایۃ المطلب“ اور امام غزالی کی ”الوجیز“ اور امام ابن رفعہ کی ”کفایۃ النبیہ“ پر اعتماد کیا ہے۔

تاثرات علماء کبار: امام شوکانی فرماتے ہیں: یہ کتاب فقہ شافعی کا انسائیکلو پیڈیا ہے، جو تمام ابواب فقہ پر مشتمل اور جامع ہے، یہ کتاب فقہاء شوافع کے درمیان مشہور و معروف اور مستند مراجع میں سے ہے۔ (البدر الطالع: ۱۴۳/۱)

علامہ ابن حجر اسیمتی م ۹۷۴ھ نے ”ارشاد الغاوی“ کی دو شروحات لکھی ہیں۔ ایک مفصل ”فتح الجواد بشرح الارشاد“ دوسری مختصر ”الامداد بشرح الارشاد“ ہے۔ شیخ کمال محمد بن شریف المقدسی م ۹۰۳ھ نے اس کی شرح ”الاسعاد بشرح الارشاد“ لکھی ہے، نیز علامہ

جو جری م ۸۸۹ھ نے بھی ایک شرح لکھی ہے۔ (مقدمہ الكتاب)

۲۳۔ ابن العرانی:

احمد بن عبدالرحیم بن الحسین، ابوزرعہ ولی الدین ابن العرانی سے مشہور ہیں، قاہرہ

میں ۷۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ دیار مصر کے ائمہ شافعیہ میں سے ہیں،

آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد محترم مشہور شافعی فقیہ و محدث حافظ زین الدین عراقی۔

۸۰۶ھ، ابن النقیب م ۶۹ھ، تاج الدین سبکی م ۷۷۷ھ، عبدالرحیم بن حسین الاسنوی

وغیرہ ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: الامام الحافظ شیخ الاسلام..... لم یخلف

بعده مثله (انباء الغمر: ۲۲/۸) برہان حلی فرماتے ہیں: آپ مصر و قاہرہ کے یکتائے روزگار

فقیہ تھے اور آپ پر تمام لوگوں کو اعتماد تھا۔ (ایضاً) ابن ہدایہ فرماتے ہیں: ”کان اعجوبة

اهل زمانہ.“ (تحریر الفتاوی: ۱۷۱/۱) (الضوء اللامع ۳۳۶/۱، البدر

الطالع: ۷۲/۱، الاعلام للزور کلی: ۱۴۴/۱)۔

۲۴۔ علامہ شرف الدین المناوی:

نام: یحییٰ بن محمد بن محمد بن احمد، مناوی مصری، قاہرہ میں ۷۹۸ھ میں آپ کی

ولادت ہوئی، شافعی مسلک کے اصول و فروع میں رسوخ اور علم تفسیر و حدیث میں مہارت

کاملہ حاصل فرمائی، فقہ شافعی کے مفتی بہ اقوال کی وضاحت میں آپ کا اہم کردار ہے، قاہرہ

میں ہی ۸۷۱ھ میں انتقال ہوا۔ (شذرات الذهب: ابن العماد الحنبلی: ۷/۵۳)

درج بالا مسلک شافعی کی وہ عظیم شخصیات ہیں جنہوں نے فقہ شافعی کے دوسری تنقیح

کے زمانہ (۶۷۶ تا ۹۲۶ھ) میں فقہ شافعی کو حشو و زوائد سے پاک کرنے، اصول و فروعی

مسائل و احکام میں رائج اقوال کو متعین کرنے اور فقہ و اصول فقہ میں اہم تالیفات کو منظر عام پر

لانے میں اہم کردار ادا کیا، تاریخ اسلام میں یہ دور (۶۷۶ تا ۹۲۶ھ) عہد مملوک کی تعبیر

کیا جاتا ہے، جس میں زیادہ تر غلاموں کی حکومت عالم اسلام میں رہی ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اور علامہ شمس الدین رملی کا فقہ شافعی کی دوسری تنقیح کے دوسرے اور اہم مرحلہ ۹۲۶ھ تا ۱۰۰۴ھ میں نمایاں کردار

اسلامی تاریخ کے مطابق ۹۲۳ھ تا ۱۳۳۷ھ میں عالم اسلام پر خلافت عثمانی کا شاندار دور رہا ہے، ماقبل میں تذکرہ آیا ہے کہ شافعیہ کے اکابر شیخین علامہ رافعی اور علامہ نووی نے اپنے سے پیشتر مسلک شافعی میں تصنیف کردہ فقہی کتابوں کو خوب کھگال کر اور مستقل تحقیق و تدقیق کے بعد راج اور مفتی بہ اقوال کو بیان فرمایا، اسی طرح شوافع کے اصاغر شیخین علامہ ابن حجر ہیتمی اور علامہ شمس الدین رملی نے آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں پیش آنے والے جدید مسائل نیز اکابر شیخین علامہ رافعی و نووی کے زمانہ کے بعد مختلف فیہ اقوال میں راج اور مفتی بہ اقوال بیان فرمائے، تاکہ معلمین، مفتیان و قضاة نیز مصنفین فقہ اپنے درس و تدریس، فقہ و فتاویٰ، فیصلوں اور تصنیف و تالیف میں فقہ شافعی کے اعتبار سے مستند، متعین و مفتی بہ اقوال بیان کریں، پھر ان ائمہ شوافع یعنی علامہ ہیتمی اور علامہ رملی کے بیان کردہ راج و مفتی بہ اقوال کو ۱۰۰۴ھ سے ۱۳۳۴ھ میں خصوصی عنایات و توجہات حاصل رہیں کہ مذکورہ زمانہ کے علماء و فقہاء شوافع نے ان اصاغر شیخین کی تصنیفات پر شروحات، حواشی و مختصرات تصنیف کرنے کے عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ (التاریخ الاسلامی. العهد العثماني: محمود شاكر، ص: ۵۵ و بعد)

۱- علامہ ابن حجر ہیتمی اور مسلک شافعی کی دوسری تنقیح میں ان کا اہم کردار:

نام و نسب: احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی، کنیت: ابوالعباس، مصر کے مغربی علاقہ ”محلہ ابوالہیتم“ میں آپ کی ولادت ۹۰۹ھ میں ہونے کی بناء پر آپ ہیتمی کے لقب سے مشہور ہوئے، بچپن میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا، پھر علامہ نووی کی منہاج کو زبانی یاد کیا، مصر کے شہر طنطا کے علماء سے ابتدائی علوم شرعیہ حاصل کئے، پھر علم حدیث، فقہ شافعی اور دیگر علوم شرعیہ عربیہ میں پختگی حاصل کرنے کے لئے قاہرہ کے عظیم اسلامی مرکز جامع ازہر مصر

تشریف لے گئے، وہاں شوافع کے اکابر علماء خصوصاً شیخ زکریا انصاری اور علامہ شہاب الدین رملی اور دیگر علماء سے علوم و فنون کی خوشہ چینی فرمائی، اپنے شہر مصر سے کئی مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے پھر مکہ مکرمہ کو آپ نے مستقل وطن بنایا اور وہیں پر ۹۷۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا، حرمین شریفین میں آپ نے فقہ شافعی کے مطابق درس و تدریس فقہ و فتاویٰ اور تصنیف و تالیف کی خوب خدمات انجام دیں، مختلف علاقوں سے مسائل آپ سے پوچھے جاتے تھے، عالم اسلام سے تشنگان علوم نبوت آپ کی خدمت اقدس میں تشریف لاتے، آپ کی شہرت اتنی ہوئی کہ حجاز و یمن کے علاقہ میں آپ ہی شوافع کے مرجع اول قرار پائے۔ (الکواکب السائرة بأعیان المائة العاشرة: نجم الدین الغزی، ۱۰۱/۳)

آپ کی تصنیفات: فقہ میں: تحفة المحتاج فی شرح المنہاج، المنہاج القویم شرح المقدمة الحضرمیة (جو کہ مسائل التعلیم سے معروف ہے)، فتاویٰ مکیة (فتاویٰ ابن ہجر الہیتمی المکی).

تحفة المحتاج بشرح المنہاج کا تعارف:

تحقیق: عبداللہ محمود محمد جلد: ۴ صفحات: ۲۱۳۶

اس پر دو حاشیے ہیں، ایک حاشیہ الشروانی جو مفصل ہے، دوسرے حاشیہ ابن قاسم عبادی جو مختصر ہے۔ (حواشی الشروانی والعبادی کے ساتھ طبع شدہ نسخہ ۱۳ جلدوں اور ۸۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ ابن حجر کی نے تحفة المحتاج کی تصنیف کا آغاز ۱۲ محرم الحرام ۹۵۸ھ کو شروع کیا ۲۷ ذوالقعدہ ۹۵۹ھ کو مکمل کیا ہے۔ (حاشیہ الشروانی: ۶)

یہ فقہ شافعی کی انتہائی معروف و مشہور کتاب ہے جو فقہ شافعی کا مغز اور خلاصہ ہے۔ متاخرین شوافع کا اس کتاب پر سب سے زیادہ اعتماد ہے، اس کے حوالے فتاویٰ کو معتبر اور مستند بناتے ہیں، آج مسلک شافعی کے بیشتر مفتی بہ مسائل کا اسی کتاب پر دار و مدار ہے۔

علماء و طلباء سب کو اس سے واقفیت ضروری ہے۔

مصنف کے پیش نظر — انھوں نے اپنے خطبہ میں وضاحت کی ہے — کہ اس کو متداول شروحات کی روشنی میں مرتب کیا جائے، اور ان پر جو شبہات و اعتراضات ہیں ان کا جواب دیا جائے اور اقوال و آراء (تحقیقات) کو بڑی تفصیل کیساتھ نہ بیان کیا جائے، دلیل و اختلاف نیز علت و تعلیل میں گفتگو کو دراز نہ کیا جائے۔ منہاج الطالبین کی سو سے زائد شروحات ہیں، صاحب مدخل کے مطابق ان تمام شروحات میں سب سے بہتر تحفہ ہے۔

کنز الراغبین میں فروعات کم ہیں، جب کہ تحفہ کثرت فروعات و جزئیات کی وجہ سے ممتاز ہے۔ اس کی عبارت معنی المحتاج اور نہایت المحتاج کے مقابلے میں ذرا دشوار ہے۔ تحفہ کی مرجعیت فقہاء شوافع کے یہاں مسلم ہے۔

لغوی و شرعی معانی کی وضاحت کی ہے، فقہاء کی آراء کو بیان کیا ہے اور پھر مفتی بہ قول کو لیا ہے۔ مصنف نے بے جا طویل کلام سے اعراض کیا ہے۔

علامہ شمس الدین رملیؒ اور فقہ شافعی کی دوسری تنقیح میں ان کی عظیم خدمات:

نام و نسب: محمد بن احمد بن حمزہ رملی منوی مصری، لقب: شمس الدین۔ شافعی صغیر سے مشہور ہے۔ مصر کے ایک دیہات ”رملہ“ کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو رملی کہا جاتا ہے، ۹۱۹ھ میں قاہرہ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کے والد محترم علامہ شہاب الدین رملیؒ چونکہ اپنے زمانہ کے ماہر شافعی فقیہ تھے لہذا ان ہی کی گود میں علامہ رملیؒ نے تربیت پائی، آپ نے اپنے قوتِ حافظہ کی بنا پر قرآن کریم اور فقہ شافعی کے اکثر متون حفظ کر لئے، نحو، صرف اور دیگر علوم عربیہ میں خوب مہارت حاصل کی، خطیب شربینیؒ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا، اپنے والد محترم کی وفات کے بعد آپ مصر میں شوافع کے مفتی اعظم منتخب ہوئے، آپ کے زہد و تقویٰ اور علمی پختگی کی بناء پر لوگ احکام و مسائل شرعیہ میں آپ پر اعتماد فرماتے تھے، بعض حضرات تو آپ کو دسویں صدی ہجری کا مجدد امت قرار دیتے ہیں، قاہرہ میں ۱۰۰۲ھ میں

آپ کی وفات ہوئی۔ (البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: محمد بن علی الشوکانی، ۲/۳۳)

آپ کی تصنیفات: فقہ میں نہایت المحتاج الی شرح المنہاج، غایۃ البیان فی شرح زید ابن رسلان، شرح التحرییر لزرکریا الانصاری، شرح الايضاح فی مناسک الحج للنووی، شرح العقود فی النحو۔

نہایت المحتاج الی شرح الفاظ المنہاج کا تعارف:

تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، جلد: ۸، صفحات: ۳۹۰۲، مطبع: دار الکتب العلمیہ

یہ امام نوویؒ کی ”منہاج الطالبین“ کی بہترین شرح ہے، منہاج کی پہلے درجہ کی چار شروحات میں اس کا شمار ہے، متاخرین کے یہاں مسائل و فتاویٰ کے باب میں یہ کتاب انتہائی مستند و مقبول ہے، علماء و مفتیان شوافع کثرت سے اس کے حوالے دیتے ہیں، عموماً یہ اپنے دو بلند پایہ حاشیوں کے ساتھ چھپتی ہے (۱) حاشیۃ ابی الضیاء نور الدین علی بن علی الشبراملسی (۲) حاشیۃ أحمد بن عبدالرزاق بن محمد بن أحمد المغربی الرشیدی۔

امام رملیؒ متاخرین میں ہیں، اس لئے انھوں نے منتقدین کی کتابوں، نیز اپنے ہم عصر علماء جیسے امام ابن حجرؒ کی ”تحفۃ المحتاج“ وغیرہ سے خوب استفادہ کیا ہے۔ خصوصیت: یہ ایک جامع و متوسط شرح ہے۔ احکام و جزئیات کا تفصیلی بیان ہے، اس وجہ سے جزئیات کی کثرت ہے۔ معتمد و مفتی بہ اقوال کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اختلاف کی صورت میں امام نوویؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ بعض مسائل میں اپنے والد امام شہاب الدین رملیؒ اور دیگر مشائخ کے فتاویٰ ذکر کئے ہیں۔ امام ابن حجرؒ کی ”تحفۃ المحتاج“ اور علامہ خطیب شربینیؒ کی ”معنی المحتاج“ کے بعد نہایت کی تصنیف ہے، ذوالقعدہ ۹۶۳ھ میں کتاب کو شروع فرمایا اور ۹۷۳ھ کو اختتام عمل میں آیا۔ (حاشیۃ

الشروانی: ۶) صاحب نہایت نے کتاب کے پہلے چوتھائی حصہ میں خطیب شربینی کی متابعت کی ہے اور تحفۃ المحتاج اور اپنے والد کے فوائد سے اس کو آراستہ کیا ہے۔ اس لئے اکثر جگہ رملی نے ابن حجر کی مخالفت اپنے والد شہاب الدین کی متابعت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے آپ معنی، نہایت اور تحفہ کی عبارتوں میں توافق پائیں گے اور یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے، اور آخری تین راجع میں تحفہ المحتاج کی موافقت کی ہے۔ (مقدمہ نہایت المطلب: ۲۱۶ محمد عثمان)

مذکورہ دونوں عظیم شخصیات نے فقہ شافعی کی تنقیح میں اہم کردار ادا کیا ہے، اسی لئے ان کے بعد کے زمانہ کے علماء و فقہاء نے مسلک شافعی کے راجع اور مفتی بہ اقوال کے سلسلہ میں علامہ یتیمی اور علامی رملی پر اعتماد فرمایا۔

فقہ شافعی کی پہلی

اور دوسری تنقیح کے مابین کچھ واضح فرق

فقہ شافعی کی اس دوسری تنقیح اور پہلی تنقیح (۶۷۶ھ تا ۱۰۰۴ھ) کے مابین تین واضح فرق رہے ہیں۔

۱- پہلا فرق: علامہ یتیمی اور علامہ رملی دونوں ایک دوسرے کے ہم زمانہ رہے ہیں، دونوں مستقلاً فقہ شافعی کے اعتبار سے احکام و مسائل جمع فرماتے، نیز اپنے سے سابق کتابوں میں موجود احکام و مسائل میں راجع و مفتی بہ اقوال مستقلاً جمع فرمائے، ان دونوں نے اپنے فقہی اجتہادات کی بناء ایک دوسرے پر نہیں رکھی، اس کے برخلاف پہلی تنقیح میں علامہ نووی نے اپنے فقہی اجتہادات و کاوشوں کی بناء امام رافعی کے اجتہادات پر رکھی، اس لئے کہ امام نووی، علامہ رافعی کے آٹھ سال کے بعد پیدا ہوئے، خود امام نووی کی روضۃ الطالبین میں علامہ رافعی کی کتاب (العزیز شرح الوجیز) الشرح الکبیر کا اختصار ہے، نیز منہاج الطالبین

میں امام رافعی کی کتاب الحمر کا اختصار ہے۔

۲- دوسرا فرق: امام نووی اور علامہ رافعی نے اپنے اجتہادات کا محور حضرت امام شافعی کے بعد سے اپنے زمانہ تک کے فقہاء شوافع کی فقہی تالیفات یعنی تقریباً چار صدیوں کی فقہی تالیفات و تصنیفات کو بنایا کہ ان میں منتشر بہت سے شاذ و مرجوح مسائل میں سے راجع اور مفتی بہ اقوال متعین فرما کر امت مسلمہ کے لئے سہولت پیدا کر دی، اس کے برعکس علامہ یتیمی اور علامہ رملی نے اپنی تحقیق و اجتہادات کا محور امام نووی کے بعد کے علماء فقہاء مجتہدین کی فقہی کتابوں کو بنایا۔

۳- تیسرا فرق: علامہ نووی اور علامہ رافعی نے اپنی فقہی تحقیقات میں کسی ایک یا چند فقہاء کی تحقیقات سے تعرض نہیں کیا، بلکہ انہوں نے حضرت امام شافعی اور اپنے زمانہ کے مابین چار صدیوں میں تصنیف و تالیف شدہ فقہ شافعی کی عمومی کتابوں کو اپنی تحقیقات کا مظہر بنایا، جبکہ علامہ یتیمی اور علامہ رملی نے اپنی تحقیقات میں امام نووی اور علامہ رافعی کی فقہی تصانیف کو ہی زیادہ مظہر بنایا ہے، کہ جن مسائل میں اکابر شیخین شوافع کا اختلاف رہا، ان میں انہوں نے راجع اور مفتی بہ قول کو متعین کر دیا، اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے پیش آنے والے نئے مسائل جن کا تذکرہ اکابر شیخین کی کتابوں میں نہیں ہے، ان میں بھی مفتی بہ قول کی تعیین فرمائی ہے۔ (المدخل الی مذهب الامام الشافعی: دکتور اکرم القواسمی، ۱۸۰)

لہذا مسلک شافعی کی تنقیح اول اور تنقیح ثانی کے مابین درج بالا تین عظیم فرق ہیں، فقہ شافعی کی ترویج و ترقی کا یہ دور جو حضرت امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ سے شروع ہو کر امام شمس الدین رملی کی وفات ۱۰۰۴ھ تک کے زمانہ پر پھیلا ہوا ہے جس میں مسلک شافعی کی دوسری تنقیح کے اہم کارنامے انجام پائے، اسمیں فقہ شافعی میں تصنیف و تالیف شدہ کتابوں میں مسلک شافعی کے مسائل و احکام ذکر کر کے انہیں اولہ شرعیہ کے ذریعہ پختہ

کیا جاتا اور دیگر مسالک کے احکام و مسائل سے تعرض بہت کم ہوتا اور اگر کہیں ہوتا بھی تو مناقشہ کے طرز پر انہیں ذکر کر کے ادلہ شریعہ سے ان کی وجہ بطلان ورد کو پیش کیا جاتا یعنی مذہب شافعی کے راجح اور مفتی بہ اقوال بیان ہوتے تاکہ فقہ و فتاویٰ اور قضاء میں معتمد اقوال کو اختیار کیا جاسکے، البتہ اس دور میں بھی بعض محدثین شوافع نے اپنی تصنیفات و تالیفات میں ایک فن اسلوب اختیار کیا جس میں فقہ تفسیر اور حدیث کی جھلک نمایاں تھی۔ جن میں نمایاں طور پر ہیں: علامہ ابن دقیق العید، حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ جلال الدین سیوطی۔ (تاریخ التشريع الاسلامی: شیخ علی محمد معوض و شیخ عادل أحمد عبدالموجود ۲۶۵-۲۶۷)

مذکورہ حضرات نے فقہ شافعی کی تصنیفات میں فقہ و حدیث کا امتزاج اس حسن کے ساتھ نمایاں پیش کیا کہ دنیا عیش و عشرت کر بیٹھی، جن میں سے بعض محدثین اور اس زمانہ میں خدمات انجام دینے والے چن فقہاء کا مختصر تعارف ہے:

۱- امام ابن دقیق العید:

نام و نسب، محمد بن علی بن وہب بن مطیع، لقب: تقی الدین، کنیت: ابوالفتح، آپ کے والدین سفر حج میں تھے، اسی موقع پر ۶۲۵ھ میں حجاز کے بحر احمر کے ساحل پر علامہ کی ولادت ہوئی، طلب علم کی خاطر دمشق، اسکندریہ اور قاہرہ کے علمی اسفار کئے، آپ نے علم حدیث اور فقہ مالکی میں خوب پختگی حاصل فرمائی پھر مسلک شافعی کی طرف منتقل ہوئے، علامہ عزالدین بن عبدالسلام سے فقہ شافعی کے احکام و مسائل اور اصول و فروع کا وافر علم حاصل کیا، اور آپ نے فقہ مالکی و فقہ شافعی دونوں کے مطابق افتاء و تصنیف کے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ۶۹۵ھ سے قاہرہ میں اپنی وفات تک یعنی ۷۰۲ھ تک مصر کے قاضی القضاة جیسے عظیم منصب پر فائز رہے، علامہ ابن دقیق العید علوم عربیہ شریعہ خصوصاً فقہ و حدیث میں پختہ ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار رہے ہیں۔ (ابن دقیق العید، عصرہ

و حیاتہ و علومہ و أثرہ فی الفقہ: محمد رامز العزیزی، ص: ۶۳ و بعد)

آپ کی عظیم تصنیفات: اصول فقہ میں: شرح مقدمة المطرزی، فقہ شافعی میں: شرح مختصر الشذیزی، علم حدیث میں الاقتداح فی بیان الاصطلاح، آپ کی سب سے زیادہ معرکتہ آراء تصنیف عمدۃ الأحکام کی شرح احکام الأحکام ہے جس میں آپ نے محدثین کے طرز پر صحیحین کی احادیث کی روشنی میں دیگر مسالک و مکاتب فقہ پر فقہ شافعی کو دلائل شریعہ کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے۔

۲- حافظ ابن حجر عسقلانی:

نام و نسب: احمد بن علی بن محمد بن محمد عسقلانی، لقب: شہاب الدین، کنیت: ابو الفضل، ابن حجر سے مشہور ہے، ان کے خاندان کا اصل تعلق فلسطین کے شہر عسقلان سے ہے، قاہرہ میں آپ کی ولادت ۷۷۳ھ میں ہوئی، بچپن میں ہی آپ کے والدین وفات پا چکے تھے تو وصی کے ذریعہ آپ کی پرورش و تربیت ہوئی، آپ نے بچپن میں ہی قرآن کو حفظ کر لیا اور قاہرہ میں اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حاصل فرمایا، جب آپ کی علمی تشنگی بڑھی تو آپ نے شام، حجاز اور یمن کے علاقوں کے اسفار کئے، وہیں پر آپ نے علم حدیث اور فقہ شافعی میں خوب مہارت حاصل کی، علم حدیث میں آپ کو عالی سندیں حاصل تھیں، راویوں و رجال حدیث کے حالات و کوائف کے جاننے میں آپ کو خصوصی مہارت حاصل تھی، آپ کو قاہرہ اور اطراف کے علاقوں کا متعدد مرتبہ قاضی متعین کیا گیا، حافظ ابن حجر کا قاہرہ میں ۸۵۲ھ میں انتقال ہوا۔ (نظم العقیان فی أعیان الأعیان: حافظ جلال الدین سیوطی، ص: ۴۵، ۵۳)

آپ کی اہم تصنیفات: اسماء رجال میں: تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الأربعة، لسان المیزان، تہذیب التہذیب، توالی التاسیس لمعالی محمد بن ادريس، التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافی الکبیر،

فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، بلوغ المرام فی احادیث الاحکام.

۳- حافظ جلال الدین سیوطی:

نام و نسب: عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن سابق الدین الخضرى السیوطی، لقب جلال الدین، قاہرہ میں آپ کی ولادت ۸۴۹ھ میں ہوئی، آپ کی عمر کے پانچویں سال میں والد صاحب کا انتقال ہوا، بچپن میں قرآن کریم کو آپ نے حفظ کر لیا، پھر حصول علم کی خاطر آپ نے محنت فرمائی، اپنے زمانہ کے مصر کے اکابر علماء سے آپ نے فیض پایا، شام، حجاز، یمن اور مغرب کے علاقوں کا سفر کیا، علم حدیث میں روایت و درایت آپ نے مہارت حاصل کی اور مسلک شافعی کے اصول و فروع میں باریکی حاصل کی، علم تفسیر، علوم قرآن، علوم عربیہ خصوصاً علم لغت میں آپ نے مرجع خلائق کا درجہ حاصل فرمایا، اپنی عمر کے چالیسویں سال میں آپ نے قاہرہ کے اطراف دریائے نیل کے قریبی علاقہ میں گوشہ نشینی اختیار فرما کر اپنے آپ کو مکمل تصنیف و تالیف کے لئے فارغ فرمایا، خلوت نشینی کے اس دور میں آپ نے مکمل انہماک کے ساتھ چھ سو سے زائد چھوٹی بڑی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں بعض طبع ہو کر منظر عام پر آچکیں اور خوب مقبولیت تامہ حاصل کیں، تو بعض ابھی مخطوطات کی شکل میں منظر طبع و تحقیق ہیں، علوم و فنون کا یہ بحر بے کنار ۹۱۱ھ میں تھم گیا۔

آپ کی اہم تالیفات: الاتقان فی علوم القرآن، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، الدیباچ علی صحیح مسلم بن الحجاج، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، مختصر روضة الطالبین للنووی، شرح التبیہ للشیرازی، الأشباه والنظائر فی قواعد و فروع الشافعیة، تاریخ الخلفاء، الرد علی من اخلدالی الارض و جهل ان الاجتهاد فی کل عصر فرض، تقریر الاستناد فی تفسیر الاجتهاد. (النور الأبهر فی طبقات شیوخ الأزهر: محی الدین الطمعی، ص: ۷۰)

۴- امام مزجد:

ولادت: ۸۴۷ھ، وفات: ۹۳۰ھ، نام: احمد بن عمر، لقب: صفی الدین ندجی زبیدی، فقہ میں آپ کو خصوصی امتیاز حاصل تھا، آپ کی تصنیفات: (۱) العباب فی الفقہ (۲) تحفہ الطلاب (۳) منظومۃ الارشاد، (شذرات الذهب: ۸/۱۷۰) آپ کی اہم تالیف ”العباب المحیط“ کا تعارف: جلد ۴: دار المنہاج یہ امام نووی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ”روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین“ کا خلاصہ ہے، جس میں مصنف نے اپنی کتاب ”تجرید الزوائد“ کا اضافہ کیا ہے، اور ”العباب“ کو نادر و بیش بہا فوائد سے آراستہ کیا ہے۔ مصنف مقدمہ میں لکھتے ہیں: ”اس کتاب میں مذہب کی اکثر جزئیات کو جمع کیا ہے، اس کے نوادرات سے مسائل کو جمع کیا ہے، اس کے جواہر اور موتیوں کو ایک لڑی میں پرویا ہے، نیز میں نے روضۃ الطالبین کا خلاصہ، مزید فوائد و اضافہ کے ساتھ پیش کیا ہے، جس کو میں نے اصحاب شوافع کی کتابوں سے اخذ کیا ہے اور اس کے گودے سے چھلکا اتار کر، علم کا ذوق و شوق رکھنے والے طلباء کے ذہن و دماغ سے اس کو قریب کیا ہے، امام رافعی و نووی کی تحقیقات کو راجح قرار دے کر اور ان کے درمیان اختلاف کی صورت میں امام نووی کی ترجیحات کو راجح قرار دیا ہے، اور اگر ان حضرات سے کہیں کوئی چوک ہوئی ہے تو اکثر و بیشتر اس پر تنبیہ کی ہے۔“ (مقدمہ الكتاب: ۵۹)

اس کتاب کا امعان نظر سے مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ مصنف نے کس قدر عرق ریزی اور دقت نظر سے مسائل کو جمع کیا ہے اور بڑی تلاش و جستجو کے بعد اتنے اعلیٰ پائے کی کتاب ترتیب دی ہے، یہ پورا مغز ہی مغز ہے، اور اتنی ساری جزئیات یکجا بمشکل چند کتابوں میں مل سکیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی حلقہ فقہائے شوافع میں بڑی اہمیت رہی ہے اور ان کا اتفاق ہے کہ یہ فقہ شافعی کی عمدہ ترین اور امام شافعی اور فقہائے شوافع کے اقوال و آراء کی جامع ترین کتاب ہے۔ (النور السافر: ۱۹۷)

شروحات و حواشی: کتاب کی نافعیت کی وجہ سے اس کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں: امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۷ھ) کی مفصل اور جامع شرح ”الایعاب“ جو ”کتاب الوکالۃ“ تک ہے، امام ابوالحسن بکری (۹۹۳ھ) کی دو شرحیں ہیں، ایک مفصل دوسرے مختصر۔ امام طنبد اوئی احمد بن الطیب البکری (۹۴۸ھ) نے ایک حاشیہ لکھا ہے۔ امام شمس الدین الرملی (۱۰۰۴ھ) کا ایک حاشیہ ہے، علامہ عبدالرؤف المناوی (۱۰۳۱ھ) کی ایک شرح ”اتحاف الطلاب بشرح کتاب العباب“ کتاب النکاح تک ہے ان کا ایک ناتمام حاشیہ اور ایک ناتمام مختصر ”جمع الجوامع“ کے نام سے ہے۔ علامہ محمد بن احمد شوبری (۱۰۶۹ھ) کا ایک حاشیہ ہے۔ امام ابن عزّاق علاء الدین علی بن محمد الکنانی (۹۶۳ھ) کی ایک ناتمام شرح ہے۔ (العیاب: ۴۴/۱-۴۵)

مصنف کا منہج: مصنف نے درمیانی راہ اختیار کی ہے، نہ تو اتنی طویل ہے کہ اکتاہٹ محسوس ہو، نہ اتنی مختصر ہے کہ مطلوب واضح نہ ہو۔ ابن المقرئ کی ”روض الطالب“ سے اضافہ کے ساتھ اس میں مسائل کو جمع فرمایا ہے اور اپنی کتاب میں ”روضۃ الطالبین“ اور ”الشرح“ وغیرہ معتبر کتابوں سے توضیحات کا اضافہ فرمایا ہے۔ اپنی کتاب ”تجرید الزوائد“ سے اس میں فروعات کا اضافہ فرمایا ہے۔ جدید مسائل کے حل کے لیے دیگر کتابوں کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ امام نووی کی دیگر کتابوں ”منہاج الطالبین“ ”المجموع“ ”الفتاویٰ“ ”التحقیق“ وغیرہ سے جزئیات کو لیا ہے۔ اُردبیلی کی ”الانوار لأعمال الأبرار“، امام ماوردی کی ”الحاوی“، امام بغوی کی ”التہذیب“ اور ”تعلیقہ“، ”فتاویٰ قاضی حسین“، امام الحرمین کی ”نہایۃ المطلب“، امام رویانی کی ”البحر“ اور ”الوسیط“ اور اس کی شروحات نیز احیاء العلوم سے استفادہ کیا ہے۔

ترتیب کتاب: امام نووی ہر باب کے آخر میں ایک فصل لاتے ہیں، جس میں

مختلف مسائل بیان کرتے ہیں، امام ابن المقرئ نے ”روض الطالب“ میں اس کی اتباع کی ہے، امام مزجد اپنی کتاب میں یہ فصل نہیں لاتے، بلکہ ہر مسئلہ کو ان فصول کی طرف لوٹا دیتے ہیں جن پر وہ متفرع ہوئے ہیں۔

۵۔ علامہ عمیرہ:

متوفی: ۹۵۷ھ، شہاب الدین احمد برلسی مصری، عمیرہ کے لقب سے مشہور ہیں، عالم، زاہد و عابد اور مشہور شافعی فقیہ گذرے ہیں۔ آپ کے حواشی کا فی مقبول ہیں۔ (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: ۳۱۶/۸)

ملاحظہ: تنقیح کے موجودہ دوسرے زمانہ (۶۷۶ تا ۱۰۰۴ھ) میں مسلک شافعی میں فن اصول فقہ، قواعد فقہیہ اور الأشباہ والنظائر پر عظیم و وسیع کتابیں فقہ شافعی کی اہم و مستند شخصیات کی طرف سے سامنے آئیں، یہ امر بھی مسلک شافعی کی ترویج و ترقی کا ذریعہ ثابت ہوا، جیسے ۱- قاضی بیضاوی کی کتاب ”منہاج الوصول الی علم الأصول“، ۲- امام صدر الدین بن وکیل مصری شافعی کی الأشباہ والنظائر، ۳- علامہ ابوسعید العلانی شافعی کی کتاب ”المجموع المذہب فی قواعد المذہب“، ۴- الأشباہ والنظائر لتاج الدین السبکی، ۵- الأشباہ والنظائر لابن الملقن الشافعی، ۶- اور اس قبیل کی سب سے معرکہ آراء تصنیف ”الأشباہ والنظائر للامام السیوطی“۔ (القواعد الفقهیة: یعقوب الباحسین، ۹۹.۹۰)

فقہ شافعی کی ترویج و اشاعت کا پانچواں دور ۱۰۰۴ھ تا ۱۳۳۵ھ
مسلک کی پہلی اور دوسری تنقیح میں تصنیف شدہ کتابوں پر حواشی، شروحات
، تعلیقات و تحقیقات لکھنے کی خدمات

تاریخ اسلامی کا یہ وہ اہم دور ہے جس میں عالم اسلام پر ”عثمانی ترکوں“ کی حکومت
و خلافت رہی، جنہوں نے مسلک حنفی کو اپنی خلافت و سلطنت کا رسمی و آئینی مسلک قرار دیا، ان
کے زمانہ میں دینی اعتبار سے ”شیخ الاسلام“ کا عہدہ بہت عظیم منصب تھا، کہ حکومت اسلامی
میں انہیں کے فتاویٰ چلتے تھے، حکومت میں دینی، علمی، تدریسی و تصنیفی اور فقہ و فتاویٰ اور قضاء
کی تمام ذمہ داریوں کا تعین انہیں کے مشورے سے ہوتا تھا، اس منصب پر خلافت عثمانیہ کے
محیط و طویل دور میں تقریباً ۱۳۰ شیخ الاسلام اہم شخصیات گذری ہیں، جن کا تعلق تقریباً فقہ حنفی
سے تھا، جن میں اولین شیخ الاسلام علامہ شمس الدین فناری حنفی (متوفی ۸۲۸ھ) تو آخری شیخ
الاسلام علامہ محمد زاہد الکوثری (متوفی ۱۳۷۱ھ) رہے ہیں۔ (التاریخ الاسلامی .العہد
المملوکی : محمود شاکر ، ص: ۱۰۳ و بعد)

خلافت عثمانیہ میں سرکاری طور پر افتاء و قضاء فقہ حنفی کے مطابق ہی انجام پاتے تھے،
حتیٰ کہ خلافت عثمانیہ کے آئین بھی فقہ حنفی کے مطابق ترتیب دیا گیا، تو ظاہری بات ہے کہ اس
دور میں فقہ شافعی کو زیادہ ترویج و اشاعت کا موقع حاصل نہ ہوا، البتہ خلافت عثمانیہ کے اہم
علاقہ مصر، شام، حجاز، شمالی عراق نیز قزاقستان، ازبکستان، تاجکستان، ایران کے کچھ علاقوں پر
مشتمل وسط ایشیاء کا علاقہ، اسی طرح جنوب مشرق ایشیاء یعنی انڈونیشیا، ملیشیا، تھائی لینڈ،
فلپین، سری لنکا، ہندوستان کے جنوب مغربی علاقوں میں شوافع کی ایک بڑی تعداد سکونت
پذیر تھی، اور حنفیہ کے بعد غالب ترین اکثریت شوافع کی تھی، ایسے وقت میں بہت سے علماء
شوافع نے فقہ شافعی کی تنقیح اول اور تنقیح ثانی کے زمانہ میں تصنیف شدہ کتابوں کے مختصرات،
شروحات اور حواشی لکھنے کا خوب اہتمام فرمایا۔ (الدولة العثمانیہ . تاریخ و حضارۃ

دکتر اکمل الدین اوغلی ، ۱ / ۱۷۷ . ۲۷۷ ، جہود تقنین الاسلامی : وہبۃ
الزحیلی ، ص : ۲۹)

خصوصاً انہوں نے علامہ رافعیؒ، امام نوویؒ، علامہ یتیمیؒ اور علامہ ربلیؒ کی فقہی تصانیف
کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا، علامہ ربلیؒ کے بعد ان کے زمانہ میں پیش آنے والے جدید فروعی
مسائل میں راجح و مفتی بہ اقوال کی تعیین فرمائی، جن مسائل میں اصغر شینخین شوافع کا اختلاف
رہا، ان میں سے بعض میں راجح قول کی تعیین فرمانے کا اہتمام کیا۔ (المدخل الفقہی
العام : مصطفیٰ أحمد الزرقاء ، ۱ / ۲۴۰)
اس دور کے اہم شافعی فقہاء :
۱- علامہ قلیوبیؒ :

نام و نسب : احمد بن احمد بن سلامہ ، لقب : شہاب الدین ، کنیت : ابو العباس ،
مصر کے مشرقی سرحد کے قریب بستی قلیوب کے باشندہ ہونے کی وجہ سے آپ کو قلیوبی کہا جاتا
ہے ، ابتدائی زمانہ میں علم طب میں مشغول ہو کر اس میں تصنیف بھی فرمائی ہے ، پھر فقہ شافعی کی
تعلیم و تعلم میں اس قدر انہماک حاصل کیا کہ اپنے زمانہ میں مصر میں عظیم شافعی فقیہ کہلائے ،
مصر میں آپ کا انتقال ۱۰۶۹ھ میں ہوا۔ (الأعلام للزکلی ، ۱ / ۹۲)

آپ کی تصنیفات : ۱- النبذة اللطيفة فی بیان مقاصد الحجاز و معالمہ
الشریفة ، ۲- علامہ رافعیؒ کی عظیم تصنیف : التحریر پر جو شیخ زکریا انصاریؒ نے شرح لکھی ”شرح
التحریر“ اس پر حواشی کا عظیم کام علامہ قلیوبی نے فرمایا ، جو ”فتح القدیر“ سے معروف
ہے۔ ۳- حاشیة القلیوبی علی شرح متن الغایة و التقریب لابن
القاسم ، ۴- علامہ نوویؒ کی منہاج الطالبین کی امام جلال محلیؒ نے جو کنز الراغبین کے نام سے
شرح لکھی اس پر حواشی علامہ قلیوبی نے لگائے ، یہ حواشی عموماً علامہ شہاب الدین برلسی کے
حواشی کے ساتھ مطبوعہ ہیں ، جو کتاب ”حاشیتا القلیوبی و عمیرة علی کنز

الراغبین“ سے معروف ہے اور متاخرین شوافع میں مفتی بہ و معتمد علیہ کتاب ہے۔
۲۔ علامہ شوبریؒ:

ولادت: ۱۱/رمضان ۹۷۷ھ، وفات: ۱۶/جمادی الاولیٰ ۱۰۶۹ھ

نام: محمد بن أحمد، لقب: شمس الدین خطیب، شوبری مصری، علامہ شمس الدین رملیؒ کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر فقہ و علوم اسلامیہ میں خوب مہارت حاصل کی، پھر آپ جامع ازہر مصر میں تعلیم و تعلم اور فقہ و فتاویٰ میں مشغول ہوئے، آپ کی طرف عوام و خواص کا خوب رجوع تھا، اپنے زمانہ میں شوافع کے عظیم الشان فقیہ کہلائے، آپ کی تصنیفات: (۱) حاشیة شوبری علی شرح المنہج، (۲) حاشیة شوبری علی العباب (۳) حاشیة شوبری علی شرح الأربعین لابن حجر مکی (۴) حاشیة شوبری علی شرح التحریر، (خلاصة الأثر: ۳۸۵، ۳۸۶)

۳۔ علامہ شبر املسیؒ:

نام: علی بن علی، لقب: نور الدین، کنیت: ابو الضیاء، مصر کے مغربی علاقہ کے شہر شبراہلس میں ۹۹۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، مصر کی عظیم یونیورسٹی جامع ازہر قاہرہ میں پروان چڑھے، فقہ شافعی میں ایسی گہرائی حاصل فرمائی کہ اپنے زمانہ میں جامع ازہر کے مرجع الشافعیہ کہلائے، بہت سے ذہین و ذکی طلبہ و علماء نے آپ سے فیض علم و عمل پایا، آپ کا انتقال قاہرہ میں ۱۰۸۷ھ میں ہوا، جامع ازہر مصر میں تمام خواص و عوام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ (النور الأبهر فی طبقات شیوخ الجامع الأزهر: محی الدین الطمعی، ص: ۸۹)

آپ کی تصنیفات: حاشیة علی شرح المقدمة الجزرية فی التجويد، اصول فقہ میں حاشیة علی شرح ابن قاسم للورقات لامام الحرمین الجویسی، ۳۔ حاشیة الشبر املسی علی النہایة للرملی جو کہ نہایت المحتاج کے

ساتھ چھپا ہے، متاخرین شوافع کے نزدیک یہ بھی مفتی بہ کتاب ہے۔
۴۔ علامہ کرودی شافعیؒ:

نام: محمد بن سلیمان، دمشق میں آپ کی ولادت ۱۱۲۷ھ میں ہوئی، ایک سال کی عمر میں آپ کو آپ کے خاندان والے مدینہ منورہ لے گئے، جہاں آپ نے اکابر علماء سے علمی و فقہی فیض حاصل فرمایا، دیگر علوم شرعیہ کے مقابلہ میں آپ کو فقہ شافعی سے خصوصی دلچسپی رہی ہے، فقہ شافعی کے اصول و فروع میں خوب واقفیت پانے کے بعد آپ اپنی سن وفات ۱۱۹۴ھ تک مدینہ منورہ میں فقہ شافعی میں منصب افتاء کی ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دے رہے تھے۔

آپ کی عظیم تصانیف: ۱۔ علامہ ابن حجر مکی کی تحفة المحتاج میں موجود کتاب الفرائض والمواریث کی شرح جو شرح فرائض التحفة سے مشہور ہے، ۲۔ علامہ ہیتمی کی شرح المقدمة الحضر میہ پر آپ نے دو حاشیے تالیف فرمائے، کتاب الفوائد المدنیة فیمن یفتی بقولہ من ائمة الشافعیة، عقود الدرر فی بیان مصطلحات ابن حجر اور دیگر بھی چند اہم تصانیف ہیں۔ (سلک الدرر فی أعیان القرن الثانی عشر: ابو الفضل المرادی، ۴/۱۲۴)

۵۔ علامہ سلیمان جملؒ:

نام: سلیمان بن عمر بن منصور، کنیت: ابو داؤد، مصر کے مغربی سرحدی علاقہ کی ایک بستی عجیل میں آپ کی ولادت بارہویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی، آپ نے مصر کے عظیم ادارہ جامع ازہر قاہرہ میں شرعی علوم میں مہارت پائی، خصوصاً فقہ شافعی میں ایسا تبحر حاصل فرمایا کہ اپنے زمانہ میں مشیخت کا درجہ حاصل ہوا، علامہ جملؒ کی وفات قاہرہ میں ۱۲۰۴ھ میں ہوئی۔ (الأعلام للزکلی، ۶/۱۳۱)

آپ کی تصانیف: ۱۔ الفتوحات الالہیة بتوضیح تفسیر الجلالین بالدقائق

الحاشیة الجملة علی شرح المنہج جو کہ حاشیة الجملة علی تفسیر الجلالین سے مشہور ہے، ۲۔ فقہ میں حاشیة الجملة علی شرح المنہج جو کتاب متاخرین شوافع کے نزدیک مفتی بہ و معتمد علیہ کتاب ہے۔

تعارف: حاشیة الجملة علی شرح المنہج

تعلیق و تخریج: شیخ عبدالرزاق مہدی، جلد: ۸، صفحات: ۴۶۵۶، دارالکتب العلمیہ بیروت
یہ علامہ زکریا انصاری کی کتاب ”فتح الوہاب بشرح منہج الطلاب“ کا حاشیہ ہے، جس میں مصنف نے حاشیہ رملی، حاشیہ برماوی، حاشیہ شبراہمسی، حاشیہ ابن قاسم، حاشیہ شوہری، حاشیہ زیاددی وغیرہ دیگر کتابوں سے تلخیص کر کے نقل کیا ہے، اس طرح یہ حاشیہ بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیتا ہے۔

اسلوب و انداز: مصنف نے ابواب فقہیہ پر اس کو ترتیب دیا ہے۔ دیگر مذاہب کے ساتھ مناقشہ نہیں کیا ہے۔ جگہ جگہ ”الفرع“ اور ”فائدۃ“ کے عنوان کے تحت مسائل کو بیان کیا ہے۔ عبارت کو واضح کیا ہے، مسائل کو اچھی طرح منقح کیا ہے۔
خصوصیت: یہ حاشیہ بہت سے حواشی اور کتابوں سے تلخیص کر کے لکھا گیا ہے، اس لیے بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیتا ہے۔ آج اس کتاب کا شمار فقہ شافعی کی مستند و معتمد کتابوں میں ہوتا ہے، اس لیے متاخرین اپنے فتاویٰ وغیرہ میں اس کا حوالہ دیتے ہیں۔

۶۔ علامہ سلیمان بجمیری مصری:

نام: سلیمان بن محمد بن عمر، مصر کے مغربی سرحدی علاقہ کی اہم بستی ”بجمیر“ میں ۱۱۳۱ھ میں ولادت ہوئی، آپ نے مصر کے جامع ازہر قاہرہ میں فقہ شافعی میں خوب مہارت حاصل فرمائی، آپ کی اہم تصنیف تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب جو کہ حاشیہ البجمیری علی الخطیب سے مشہور ہے، اور خطیب شربینی کی معرکۃ الآراء فقہی کتاب ”الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع“ کی بہترین شرح ہے۔ (معجم المؤلفین: عمر رضا کحالیہ، ۱/۷۹۷)

آپ کی فقہی تالیفات کا تعارف:

(۱) حاشیہ البجمیری علی الاقناع

اشراف: مکتب الجوث والدراسات جلد: ۴، صفحات: ۱۹۹۰، دارالفکر بیروت۔

کتاب الاقناع کا یہ بڑا مشہور حاشیہ ہے، اس کی اہمیت و افادیت متاخرین فقہاء کے یہاں مسلم ہے۔ عبارت کو حل کرنے کی اچھی کوشش کی ہے۔ جزئیات کی کثرت کی وجہ سے یہ حاشیہ مقبول و معروف ہے۔ یہ حاشیہ متاخرین فقہاء کے لیے اہم ترین مراجع و ماخذ میں سے ہے۔ اہل علم اپنی تحریر و تقریر میں اور مفتیان اپنے فتاویٰ میں اس کا کثرت سے حوالہ دیتے ہیں۔

(۲) حاشیة البجمیری علی شرح منہج الطلاب:

تقریر و تعلیق: شیخ محمد بن أحمد المرصی تحقیق: عبداللہ محمود محمد عمر جلد: ۴، صفحات: ۲۴۶۰، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس حاشیہ کا نام ”التجريد لنفع البعيد“ علی شرح منہج الطلاب ہے۔ علامہ زکریا انصاری نے منہاج الطالبین کا اختصار کیا، منہج الطلاب کے نام سے۔ پھر آپ نے اس کی شرح لکھی فتح الوہاب کے نام سے۔ علامہ بجمیری نے اس شرح پر حاشیہ لکھا ہے ”التجريد لنفع البعيد“ کے نام سے جو ”حاشیہ البجمیری علی منہج الطلاب کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ شیخ محمد بن أحمد المرصی نے اس کی تقریرات و تعلیقات کا کام انجام دیا ہے۔

اسلوب و انداز: ہمارے پاس جو نسخہ ہے، اس میں صفحہ کے اوپری حصہ میں فتح الوہاب ہے، جس میں ”منہج“ کی عبارت کو قوسین کے اندر لال روشنائی سے لکھا گیا ہے اور شرح میں مصنف نے شرح منہج کی عبارت **قولہ**: کے ذریعے نقل کی، اس کو بھی قوسین میں لال روشنائی سے لکھا گیا ہے اور بالکل نیچے شیخ محمد المرصی کی تقریر میں بھی یہی صورت اختیار کی گئی ہے۔

عبارت خوب واضح اور آسان ہے۔ لکھنے کا انداز بڑا ہی صاف ستھرا اور دل نشین ہے۔ اختلاف سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اور رائج، مفتی بہ و معتمد احوال کو ذکر کیا گیا ہے۔
۷۔ علامہ شرقاوی مصری:

نام: عبداللہ بن حجازی بن ابراہیم ۱۱۵۰ھ میں مصر کے مشرقی علاقہ میں آپ کی ولادت ہوئی، اسی لئے آپ کو مصری شرقاوی کہا جاتا ہے، بچپن میں قرآن کریم کو آپ نے حفظ فرمایا، پھر آپ قاہرہ میں جامع ازہر میں علوم شرعیہ کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، اور فقہ شافعی میں خوب مہارت پائی، اس علمی و فقہی مہارت کی بناء پر آپ کو جامع ازہر مصر میں فقہ کا مدرس مقرر کیا گیا، ۱۲۰۸ھ میں آپ شیخ الازہر کے عظیم منصب پر فائز ہوئے، قاہرہ میں ۱۲۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (النور الأبهر فی طبقات شیوخ الجامع الأزهر: محی الدین الطمعی، ص: ۸۲)

آپ کی عظیم تصانیف: التحفة البهية فی طبقات الشافعية، تصوف میں: شرح الحکم والوصایا الكردية، علم نحو میں مختصر المغنی، فقہ میں حاشیة الشرقاوی علی تحفة الطلاب، حاشیة الشرقاوی علی شرح النحریر، جو کہ متاخرین شوافع کے اعتبار سے مفتی بہ و مستند کتاب ہے۔
۸۔ علامہ ابراہیم الباجوری المصری:

نام: ابراہیم بن محمد بن احمد، مصر کے باجور شہر میں ۱۱۹۸ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، علامہ شرقاوی اور دیگر مصری ازہری علماء سے آپ نے فقہ شافعی میں خوب مہارت حاصل فرمائی، اپنے زمانہ میں شیخ الشافعیہ کہلائے، ۱۲۶۳ھ میں آپ جامع ازہر مصر کے انیسویں شیخ الازہر مقرر ہوئے، آپ کی علمی مجالس میں عوام و خواص انتہائی شوق و ذوق سے تشریف لاتے، آپ کا انتقال ۱۲۷۷ھ میں قاہرہ میں ہوا۔ (النور الأبهر فی طبقات شیوخ الجامع الأزهر: محی الدین الطمعی، ص: ۱۲)

آپ کی اہم تصانیف: فقہ میں حاشیة الباجوری علی شرح ابن القاسم، النحفة الخيرية فی احکام الميراث، فتح الفتاح فی احکام النکاح، علم عقائد میں شرح الجوهرة، جو جامع ازہر میں داخل نصاب ہے۔
۹۔ علامہ ابوبکر دمیاطی البکری:
نام: عثمان بن محمد شطا، کنیت: ابوبکر۔

تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں آپ کی ولادت مصر کے شہر ”دمیاط“ میں ہوئی، عظیم شافعی فقیہ گذرے ہیں، آپ نے مکہ مکرمہ میں کوچ فرمایا اور وہاں اعتکاف فرما کر اپنے آپ کو درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور زہد و تقویٰ میں مشغول رکھا۔

آپ کی اہم تصانیف: کفاية الاتقياء و منهاج الاصفيا، فقہ شافعی کی عظیم و مستند اور مفتی بہ کتاب اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین، جو کہ حاشیة الدمیاطی علی فتح المعین سے بھی مشہور ہے، چودھویں صدی ہجری کے پہلے چوتھائی میں مکہ مکرمہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (الأعلام للزركلي، ۲/۴۲۴)

حاشیة اعانة الطالبین علی حل الفاظ معین کا تعارف

جلد: ۴ صفحات: ۲۳۲۰ تحقیق: محمد سالم ہاشم طبع: دار لکتب العلمیہ بیروت

علامہ زین الدین الملبیاری کی ممتاز و شہرہ آفاق کتاب ”فتح المعین“ کی شرح ہے، یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل اور دبستان فقہ شافعی میں بڑا اہم مقام رکھتی ہے، فتاویٰ میں اس کتاب کے حوالے دیئے جاتے ہیں، علامہ ابن شطاب نے اس کتاب میں فقہ شافعی کی معتمد کتابوں اور اپنے اساتذہ کے کلام کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

منہج واہمیت: متن کی عبارت کی بہترین تشریح و توضیح کی ہے۔ علامہ ابن شطا کتاب کے آغاز میں کہتے ہیں: ”میں نے ایسا حاشیہ لکھا جو اس کی عبارت کی گرہ کھول دے اور اس کے معنی کی وضاحت کرے۔ الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معانی کو بیان کیا ہے۔ مصنف

نے جمہور کی آراء کو نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ بہت سے احکام میں مصالح شریعت ذکر کیا ہے۔ آیات و احادیث کو دلیل میں پیش فرماتے ہیں، دیگر فقہاء شوافع کے اقوال کو پیش کرتے ہیں اور اگر کوئی قول ضعیف ہو تو اس کو رد کرتے ہیں۔ تحفہ المحتاج، فتح الجواد شرح الارشاد، نہایۃ المحتاج، شرح الروض، شرح المنہج نیز حواشی ابن قاسم، شیخ علی شبر املسی، بجیرمی وغیرہ متاخرین فقہاء شافعیہ کی کتابوں سے کثرت سے استفادہ و اعتماد کیا ہے۔ مصنف نے بہت سے مسائل کو اشعار میں پیش کیا ہے، نیز اشعار سے استشہاد بھی کیا ہے۔ مسائل کو پیش کرنے کا انداز بڑا خوب صورت ہے۔

۱۰- علامہ احمد بیگ حسینی:

نام: احمد بن احمد بن یوسف، لقب: شہاب الدین حسینی مصری، مصر میں ۱۲۷۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، جامع ازہر میں علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا، خصوصاً فقہ شافعی میں خوب گہرائی حاصل فرمائی، قاہرہ میں آپ کی وفات ۱۳۳۲ میں ہوئی۔ آپ کی اہم تالیفات: بہجة المشتاق فی بیان حکم زکاة الأوراق، اعلام الباحث بقبح ام الخبائث، دلیل المسافر فی مسائل قصر الصلاة والمسافات، احکام الفیة، یہ تمام فقہی تصانیف ہیں۔ (أصول الفقه تاریخہ ورجالہ: دکتور شعبان محمد اسمعیل، ص: ۶۰۵)

اصول فقہ میں القبول الفیصل فی قیام الفرع مقام الأصل، اصول فقہ میں ہی تحفة الرأى السدید فی الاجتهاد والتقلید، چودہ جلدوں میں امام شافعی کی کتاب الام میں عبادات کے ابواب کی شرح ”مرشد الأنام“ کے نام سے آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ (أصول الفقه تاریخہ ورجالہ: دکتور شعبان محمد اسمعیل، ص: ۶۰۵)

۱۱- علامہ علوی ستفائی:

نام: علوی بن احمد بن عبد الرحمن، مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی، مسجد حرام کے درسی حلقوں میں علوم شریعت کو آپ نے اکابر علماء سے حاصل فرمایا، فقہ شافعی میں خوب مہارت پائی، مکہ میں اہل بیت کے نقیب کے عظیم منصب پر بھی فائز رہے، مکہ میں آپ نے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور فقہ و فتاویٰ کے اہم کارنامے انجام دیئے، ۱۳۳۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی اہم تصانیف: ۱- ترشیح المستفیدین علی فتح المعین، یہ اہم اور مفتی بہ کتاب ہے، ۲- الفوائد المکیة فیما یحتاجہ طلبة الشافعیہ من المسائل والضوابط والقواعد الکیة۔ (الأعلام للزکلی، ۲۴۹/۴)

اس دور کی ایک اہم کتاب **بشری الکریم** کا تعارف:

علامہ سعید بن محمد علی الحضرمی الشافعی ۱۲۷۰ھ جلد ۱: صفحات: ۷۲۰ دار المنہاج یہ کتاب دراصل علامہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بلحاح بافضل م ۹۱۸ھ کی کتاب ”مسائل التعلیم“ جو ”المقدمۃ الحضرمیہ“ سے مشہور ہے کی شرح ہے۔ آپ کی اس کتاب سے متاخرین نے خوب استفادہ کیا ہے اور اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔

علامہ بکری شطا الدمیاطی ۱۳۱۰ھ نے اعانة الطالبین میں اس سے خوب استفادہ کیا ہے اور اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ علامہ علوی بن احمد نے ”ترشیح المستفیدین علی فتح المعین“ میں اس سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ صالح بن محمد بافضل المکی ۱۲۳۳ھ نے اپنے حاشیہ ”المسک القویم علی کتاب المنہج القدریم شرح مسائل التعلیم“ میں اس سے خوب استفادہ کیا ہے۔ علامہ سید علوی فرماتے ہیں: ”وهو شرح مفید -“ (الشامل: ۱۳۷)

مذکورہ دور میں مسلک شافعی کو حکومتی تائید و مضبوطی حاصل نہ ہونے کے باوجود بھی فقہ شافعی کی اہم تصانیف پر حواشی و تقریرات کے عظیم کام ہوئے، اور مسلک شافعی اسلامی

حکومت کے مشرقی علاقے میں رائج و ترقی پذیر رہا جس میں مصر کے جامع ازہر کے علماء و فقہاء شوافع نیز حرمین شریفین میں موجود شافعی علماء کی تدریسی، تصنیفی اور فقہ و فتاویٰ نیز علمی مجالس کی محنتیں نمایاں رہی ہیں کہ حج و عمرہ کے لئے پوری دنیا سے تشریف لانے والے مسلمان ان کے حلقات درس سے فائدہ حاصل کر کے اپنے آپ کو مسلک شافعی میں مضبوط کرتے اور دوسروں کی مضبوطی کا سبب بھی بنے۔ (المدخل الفقہی العام : مصطفیٰ أحمد الزرقاء ۲۱۱، ۲۱۳)

چھٹا دور: موجودہ ہمارے زمانہ میں شافعی مسلک کے

نقل و اشاعت کی خدمات

بجز اللہ پچھلے صفحات میں حضرت امام شافعیؒ کے فقہی مسلک کے دورِ ظہور ۱۹۵ھ سے عظیم فقیہ شافعی حضرت سید علوی سٹاف مکیؒ کے مبارک زمانہ ۱۳۳۵ھ تک مسلک شافعی کے ظہور، نشوونما، اس میں بتدریج ترقی اور ترویج و اشاعت کے مختلف قابل قدر مراحل کا تذکرہ ہوا۔ اس کے بعد سے چونکہ تقریباً فقہ شافعی کے تمام اصول و ضوابط، فروع و جزئیات اور دیگر قواعد اور احکام و مسائل منضبط و مدون اور مرتب ہوئے، لہذا اب نئی کسی تنقیح وغیرہ کی ضرورت پیش نہیں آئی، بلکہ اب تو علماء و خواص نے اپنے درس و تدریس اور مجالس علمی میں تشنگانِ علوم نبوت کو فقہ شافعی پڑھانا اور عوام الناس کی رائج اقوال کے اعتبار سے رہبری کرنا شروع کر دی، نیز علماء، مفتیان اور قضاة نے فقہ شافعی کی مستند کتابوں سے رجوع فرما کر رائج اور مفتی بہ اقوال افتاء و قضاء میں اختیار کئے، البتہ مذکورہ دور میں ضرورت اس بات کی تھی کہ فقہ شافعی میں موجود مستند علمی و فقہی متقدمین و متاخرین کی کتابوں کو جدید آسان اسلوب میں ڈھال دیا جائے، اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم و شروحات بھی ہوں، فقہ شافعی کے احکام و مسائل کوادلہ اربعہ سے مؤثق کرنے، انہیں واضح و آسان انداز میں بیان کرنے اور رائج قول کی تعیین کے ساتھ ان کو ذکر کرنے اور غیر ضروری مسائل سے فقہی کتابوں کو الگ کیا جائے تو موجودہ ہمارے زمانہ میں چند اس طرز و انداز کی بھی فقہ شافعی کی اہم کتابیں منظر عام پر آئیں۔

موجودہ زمانہ کی شافعی مسلک کی چند اہم اور جدید طرز کی کتابوں کا تعارف:

۱- زاد المحتاج فی شرح المنہاج:

ایران کے ایک مشہور شافعی عالم (متوفی ۱۴۰۰ھ) عبداللہ بن حسن الحسن کوچیؒ نے

منہاج کی نئی اسلوب میں بہترین شرح فرمائی، جو کہ چار ضخیم جلدوں میں المکتبۃ العصریۃ بیروت سے چھپی ہے۔

۲- الفقه المنہجی علی مذهب الامام الشافعی:

دمشق کے تین بڑے عظیم علماء شوافع علامہ مصطفیٰ حن، مصطفیٰ بغا اور علی شریجی، ادام اللہ فیوضہم علینا نے انتہائی محقق و مدلل انداز میں نئے آسان اسلوب و بیان میں فقہ شافعی کے تمام ضروری احکام و مسائل بالذلیل ذکر فرمائے ہیں جو کہ دار القلم دمشق سے تین ضخیم جلدوں اور ۱۹۴۰ صفحات میں منظر عام پر ہے۔

منہج کتاب: مؤلفین نے ائمہ کے اقوال سے بحث کئے بغیر مسائل کو پیش کرنے کا التزام کیا ہے۔

خصوصیت: کتاب حسن ترتیب اور افادیت کے اعلیٰ معیار پر ہے۔ اساتذہ و طلباء کے لیے یکساں مفید ہے۔ کتاب کو درسی نصاب کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ مؤلفین نے منہاج امام نوویؒ اور خطیب شربینی کی معنی المحتاج پر بنیادی طور پر اعتماد کرتے ہوئے مسائل کو ترتیب دیا ہے۔ مؤلفین نے جا بجا جدید مسائل بھی ذکر کئے ہیں۔

تاثرات: دکتور اکرم یوسف القواسمی لکھتے ہیں: الفقه المنہجی فقہ کی تعلیم کے لیے مفید درسی کتاب ہے۔ آسان زبان اور عصری اسلوب میں دلائل شرعیہ کے ساتھ فقہ شافعی کو پیش کرنے کا یہ ایک کامیاب تجربہ ہے۔ (المدخل الی مذهب الامام الشافعی: ۵۵۵)

الفقه المنہجی اپنے اختصار و جامعیت، حسن ترتیب، اور نصاب درس کے مطابق اپنی تقسیم کی وجہ سے بہت مقبول ہے۔

۳. الدرر النقیۃ فی فقہ السادہ الشافعیۃ:

شیخ محمد صادق تجاوی کی عظیم شافعی کتاب جو کہ چار جلدوں میں مکتبۃ ازہریۃ مصر

سے چھپی ہے، جامع ازہر میں ثانویہ کے طلبہ کے لئے یہ کتاب داخل نصاب ہے، اسلوب کی جدت، انداز تحریر اور دلائل کے رسوخ میں عظیم شافعی کتاب ہے۔

۴. تحفة الباری فی الفقہ الشافعی:

فضیلۃ الشیخ محمد ابراہیم بن علی خطیب مدظلہ العالی جو کہ ازہر کوکن جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن میں شیخ الحدیث جیسے عظیم منصب پر فائز ہیں، آپ نے مستند فقہی کتابوں کے حوالوں سے محقق، مدلل اور جدید اسلوب میں اردو زبان میں عظیم فقہی شاہکار مرتب فرمایا ہے، جس میں راجح و مفتی بہ اقوال درج ہیں، یہ کتاب فقہ کی ابتدائی تمہیدی گفتگو کے ساتھ از اول تا آخر تمام ابواب فقہیہ پر محیط ہے، تقریباً اردو زبان میں فقہ شافعی کے تمام ابواب میں جزئی و فرعی مسائل کے اعتبار سے یہ سب سے بہترین کتاب ہے۔

ایک ہزار صفحات کے ضخیم مجموعہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں ارکان اسلام و ابتدائی بنیادی عقائد کے ساتھ عبادات کے جملہ مسائل بالترتیب و التفصیل جمع کئے گئے ہیں اور آخر میں جدید مسائل سے متعلق ضمیمہ ملحق ہے، دوسرے حصہ میں بیوع سے متعلق تمام ابواب کا تفصیلی بیان اور بعض متفرق جدید مسائل، تیسرے حصہ میں تمام ابواب نکاح، جنایات، اضحیہ، عقیقہ، دعویٰ و قضاء اور مسائل فرائض کا تفصیلی بیان ہے۔

اکثر و بیشتر ہر باب کی ابتداء میں لغوی و اصطلاحی تعریف کے ساتھ ادلہ اربعہ شرعیہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) کی روشنی میں اس عنوان کی شرعی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے، پھر بیان مسائل میں زبان نہایت ہی شستہ و سلیس اور عام فہم استعمال کی گئی ہے تاکہ ہر پڑھنے والے کے لئے ذاتی مطالعہ ہی سے اکثر حصہ سمجھ کر عمل کرنا آسان ہو۔ موقع بہ موقع مسائل دلائل کے ذریعہ مدلل اور باب سے متعلق جزئیات و فروعات کا کافی حد تک احاطہ کرنے کے ساتھ احکام کی حکمتوں و مصلحتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، غرضیکہ ”فقہ شافعی“ میں جامع مفصل و مستند مسائل کا ”موسوعہ“ ہے اور بندہ کی ناقص جستجو کے مطابق فقہ شافعی میں تمام

ابواب پر محیط مستند و مدلل مسائل کا مجموعہ بہ زبان اردو اس سے پہلے سرزمین ہند میں امت کے نظر نواز نہ ہو سکا، پہلی بار ایسے جامع ترین ”موسوعہ“ سے خواص و عوام یکساں فیض یاب ہوئے ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں:

پیر طریقت مرجع امت، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری ادام اللہ فیوضہم علینا مذکورہ کتاب کے ”کلمات بابرکت“ میں فرماتے ہیں: ”کتاب دیکھ کر دل بایں معنی خوش ہو گیا کہ احقر کی دیرینہ تمنا پوری ہوتی نظر آئی، زیر نظر کتاب میں انھوں نے فقہی احکام کے ساتھ ساتھ اس کی مصالح و علل پر بھی روشنی ڈالی ہے، بقدر ضرورت دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں اور زبان بھی آسان اور عام فہم ہے۔“

فقیر العصر حضرت الاستاذ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی اس کتاب کی گراں قدر تقریظ میں رقم طراز ہیں: ”یہ کتاب ”فقہ شافعی“ کے نقطہ نظر سے احکام شرعیہ کے بیان پر مشتمل ہے، اردو زبان میں گو کہ فقہ شافعی کی اور بھی کئی کتابیں ہیں، لیکن امید ہے کہ جزئیات کے احاطہ، مواد کی کثرت اور اسناد کے اعتبار سے ان شاء اللہ یہ کتاب نقش ثانی نقش اول سے بہتر کا مصداق ہوگی۔ مصنف نے فقہی احکام کے ساتھ ساتھ اس کی حکمتوں اور مصلحتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اسلام کے مزاج و مذاق کو بھی واضح کیا گیا، مسئلہ کے متعلق ضروری دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں، زبان بھی سہل اور عام فہم ہے، امید ہے کہ یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور شافعی بھائیوں کے لئے خصوصاً مفید ثابت ہوگی۔“

نیز سابق استاذ حدیث و تفسیر جامعہ حسینہ شریوردھن حال مقیم الکویت، سرزمین کوکن کے مقبول و مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا نثار احمد بن عبدالشکور دروگے حفظہ اللہ اپنے مخصوص ادبی ذوق کے ساتھ اس کتاب کی وقیع تقریظ میں خامہ فرسایں ہیں: ”مولانا موصوف

نے برسوں کی غواصی و غوطہ زنی، کتب بینی و ورق گردانی اور شب بیداری سے ایسا بیش بہا علمی شاہکار اور درّ تاجدار پیش کیا ہے، جس سے ہر گھر کو روشن ہونا از حد ضروری ہے، یہ کتاب بے شمار مسائل اور دلائل و براہین کا عظیم مجموعہ ہے جو اس کے قبل ناپید تھا۔“

اس کتاب کی طباعت و اشاعت سب سے پہلے ۲۰۰۲ء میں ہوئی، کتاب کی جامعیت اور افادہ عام ہونے کی وجہ سے بعض دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، انگریزی ترجمہ بھی جاری ہے اور ہندی زبان میں حصہ اول (عبادات) کا ترجمہ مکمل ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔۔۔۔۔ ہندی ترجمہ کی سعادت جامعہ حسینہ کے محترم فاضل مفتی رضوان احمد چوگلے فلاحی صاحب زید مجدہ (نائب مہتمم جامعہ عربیہ اڈھم نگر رتناگری) کے حصہ میں آئی اور حال ہی میں کتاب الطہارت کا انگریزی ترجمہ جناب منہاج رئیس صاحب (سرواں، حال مقیم: ممبئی) کے قلم سے منظر عام پر آیا ہے۔

اصول فقہ اور قواعد فقہیہ میں فقہاء شوافع کی عظیم خدمات

اللہ رب العزت کے فضل و احسان سے مسلک شافعی کو یہ خصوصی امتیاز حاصل رہا کہ مسلک شافعی کے بانی حضرت امام شافعیؒ نے بذات خود مسلک کے اصول و ضوابط اور قواعد فقہیہ کو بہترین طرز و انداز میں جامعیت کے ساتھ مرتب و منظم فرمایا، منفقہ طور پر فن اصول فقہ کے مدون اول حضرت امام شافعی ہی قرار پائے، اس میں آپؒ نے سب سے پہلے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”الرسالہ“ منصہ شہود پر لائی، آپ کی اس عظیم کاوش کی بنا پر فقہاء شوافع کو فروعی و جزئی مسائل شرعیہ کو مستند کرنے اور جدید فقہی مسائل کا واضح ترین حل متعین کرنے اور افتاء و قضاء، نیز اپنی فقہی تصانیف اور درس و تدریس میں خوب مدد ملی، فقہ شافعی کی یہ ایسی خصوصیت ہے کہ معتبر عرب معاصر علماء آج بھی اس کے قدرداں ہیں۔ (المدخل الی مذهب الامام الشافعی: ۵۶۰) حتیٰ کہ امام شافعیؒ کی فن اصول فقہ اور قواعد فقہیہ میں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و تابعین سے گہری وابستگی ملاحظہ فرمانے کے بعد بعض ناقدین اصول فقہ اس فن عظیم کی حقانیت کی معرفت پر سرگرداں ہو گئے۔ (ایضاً: ۵۶۱)

لہذا امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے بعد علماء اور فقہاء شوافع کی فن اصول فقہ اور قواعد فقہیہ سے متعلق ان کی تصنیفات و تالیفات ان کے وفیات کی ترتیب پر جاننے کی از حد ضرورت ہے، تاکہ اس اعتبار سے عظیم خدمات سے واقف ہو جائے۔ جس کی تدریجی ترتیب حسب ذیل ہے:

پہلا مرحلہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے حضرت امام بدر الدین زرخشیؒ (متوفی ۷۹۴ھ) تک کی اصولی خدمات

دوسرا مرحلہ: حضرت امام الحرمین جوینیؒ کی عظیم کتاب الورقات فی اصول الفقہ کے متعلق فقہاء شوافع کی اصولی تالیفات

تیسرا مرحلہ: علامہ تاج الدین سبکیؒ کی شہرہ آفاق اصولی تصنیف جمع الجوامع سے متعلق فقہاء شوافع کی اصولی تالیفات

چوتھا مرحلہ: قواعد فقہیہ میں فقہاء شوافع کی عظیم خدمات پانچواں مرحلہ: دورِ حاضر میں علماء شوافع کی اصولی تالیفات و تحقیقات پہلے مرحلہ کی خدمات

(۱) الرسالة:

بانی مسلک شافعی سیدنا امام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ نے اپنی وفات سے پہلے مصر میں یہ منظم کتاب تصنیف فرمائی، جو بالاتفاق اصول فقہ میں تصنیف کی جانے والی سب سے پہلی کتاب ہے جو استاذ احمد شاہ کی تحقیق کے ساتھ بہترین طور پر چھپی ہوئی ہے۔

(۲) التبصرة فی أصول الفقه:

علامہ ابواسحاق شیرازی (۴۸۶ھ) کی تالیف جو دارالفکر مطبع سے استاذ محمد حسین ہیتو کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۳) اللمع فی اصول الفقه:

علامہ ابواسحاق شیرازی کی عظیم تصنیف جو آپ نے ”التبصرة“ کے بعد تصنیف فرمائی اور اس میں اپنے راجح اصولوں کو بیان فرمایا، اسے التبصرة کا اختصار بھی مانا جاتا ہے، جو دار ابن کثیر مطبع سے محی الدین دیب مستوا اور یوسف بدیوی کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے، بہت سے شافعی مدارس و جامعات میں یہ درجات ثانویہ میں داخل نصاب ہے، آسان اسلوب اور پختہ اصول میں یہ بے نظیر کتاب ہے۔

(۴) شرح اللمع:

یہ بھی علامہ شیرازی کی مستقل فن اصول فقہ کی مطول کتاب ہے، جو دکتور عبد الحمید ترکی کی تحقیق کے ساتھ مطبع دارالغرب الاسلامی سے چھپی ہے۔

(۵) البرهان فی اصول الفقہ:

امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۷۸ھ) نے تصنیف فرمائی جو دکتور عبد العظیم محمود الدیب کی تحقیق کے ساتھ دارالوفاء سے چھپی ہے۔

(۶) التلخیص فی اصول الفقہ:

امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۷۸ھ) نے تصنیف فرمائی ہے، جو مولانا عبد اللہ نیپالی اور شبیر احمد عمری کی تحقیق کے ساتھ دارالبشائر الاسلامیہ سے چھپی ہے۔

(۷) الورقات فی اصول الفقہ:

امام الحرمین جوینی نے فقہ شافعی کے اصول میں مختصر سارسالہ تصنیف فرمایا، لیکن اس میں بہت سے اصول، فوائد اور کثیر معانی بیان فرمائے ہیں، متاخرین شوافع اصولیین نے بعد میں اس کتاب کی خوب شروحات و حواشی لکھے ہیں، جن کا آئندہ صفحات میں مستقل ان شاء اللہ تعارف ہوگا۔ اس کی طباعت اس کی کسی نہ کسی اہم شرح کے ساتھ ہی ہوئی ہے، عموماً یہ کتاب شروحات کے ساتھ شوافع کے مدارس میں فن اصول فقہ کے مبادیات کے طور پر داخل نصاب ہے۔

(۸) المنحول من تعلیقات الأصول:

امام ابو حامد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنے استاذ محترم علامہ جوینی کی کتاب ”البرہان فی اصول الفقہ“ کو مختصر طور پر پیش کیا، جو دکتور محمد حسن ہتیو کی تحقیق کے ساتھ ”دارالفکر“ کے مطبع میں چھپی ہے۔

(۹) شفاء الغلیل فی بیان الشبه والمخیل ومسالك التعلیل:

امام ابو حامد غزالی نے ہی تصنیف فرمائی ہے، جو دکتور محمد الکیسی کی تحقیق کے ساتھ ”مطبعة الارشاد“ دمشق سے چھپی ہے۔ جامع از ہر مصر میں اسے قدر کی خصوصی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۱۰) المتستصفی من علوم الأصول

امام غزالی کی یہ تصنیف اپنے جامع نام کی طرح یہ عظیم اصولی کتاب ہے، جو دکتور محمد سلیمان الأشقر کی تحقیق کے ساتھ ”مؤسسۃ الرسالۃ“ نامی مطبع سے چھپی ہے۔

(۱۱) أساس القیاس: امام غزالی کی ہی ایک عظیم اصولی تصنیف جو دکتور فہد بن محمد سرحان کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ العبکائی ریاض سے چھپی ہے۔

(۱۲) الوصول الی الأصول:

علامہ ابن برہان بغدادی (متوفی ۵۱۸ھ) کی تصنیف جو البرہان للجوینی سے کافی ملتی جلتی اصولی تصنیف ہے، دکتور عبد الحمید علی ابوزنید کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ المعارف ریاض سے دو جلدوں میں چھپی ہے۔

(۱۳) المحصول فی علم الاصول:

امام فخری الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی وہ عظیم کتاب جسے اصول فقہ کا انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاتا ہے، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ سعودی عرب سے دکتور طہ جابر فیاض العلوانی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں تو دوسری مرتبہ المکتبۃ العصریہ سے عادل احمد عبد الموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے، اسے اصول شوافع میں اہمیت حاصل ہے۔

(۱۴) المعالم فی اصول الفقہ:

امام فخر الدین رازی ہی کی تصنیف، جو مطبع دار عالم المعرفہ سے عادل احمد عبد الموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۱۵) الکاشف عن اصول الدلائل وفصول العلل:

امام فخر الدین رازی کی تصنیف، جو دکتور احمد حجازی الشفا کی تحقیق کے ساتھ مطبع دار الجلیل سے چھپی ہے۔

(۱۶) التنقیح:

امام مظفر بن اسماعیل بن علی راران تبریزی (۶۲۱ھ) کی تصنیف جس میں انھوں نے ’المحصل للرازی‘ کا اختصار پیش کیا ہے، جو جامعہ ام القری مکہ مکرمہ سے چھپی ہے۔

(۱۷) الاحکام فی اصول الأحکام:

علامہ سیف الدین آمدی (متوفی ۶۳۱ھ) کی تصنیف دارالکتب العلمیہ بیروت سے استاذ ابراہیم العوزی کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۱۸) الحاصل:

امام فخر الدین رازی کی تصنیف کا اختصار، جو آپ ہی کے عظیم شاگرد امام تاج الدین ارموی (متوفی ۶۵۳ھ) نے تالیف فرمائی ہے، جو دکتور عبدالسلام محمد ابونا جی کی تحقیق کے ساتھ جامعہ قاریونس فی بنی غازی سے چھپی ہے۔

(۱۹) المحقق فی علم الوصول فیما يتعلق بأفعال الرسول ﷺ:

علامہ ابوشامہ مقدسی دمشقی متوفی ۵۶۵ھ کی تصنیف جو استاذ احمد کویتی کی تحقیق کے ساتھ ’مکتبہ مؤسسۃ قرطبہ‘ سے چھپی ہے۔

(۲۰) التحصیل فی علم الأصول:

علامہ سراج الدین ارموی (متوفی ۶۸۲ھ) کی تصنیف جس میں انھوں نے ’المحصل للرازی‘ کا اختصار پیش کیا ہے، جو ڈاکٹر عبدالحمید علی ابوزینب کی تحقیق کے ساتھ مطبعتہ المؤسسة الرسالہ سے چھپی ہے۔

(۲۱) منهاج الوصول الی علم الأصول:

قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) کی اصولی عظیم تصنیف ہے، جو فقہاء شوافع کے نزدیک فن اصول فقہ کا عظیم متن مانا گیا ہے، جس کی کچھ شروحات بھی انھیں کے ساتھ طبع ہوئیں، جن کا اگلے صفحات پر تذکرہ آئے گا۔

(۲۲) الکاشف عن المحصول:

امام شمس الدین محمد بن محمود اصفہانی (متوفی ۶۸۸ھ) کی تصنیف جس میں انھوں نے ’المحصل للرازی‘ کا اختصار پیش کیا ہے، جو مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت سے دکتور عادل احمد عبدالوجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۲۳) معراج المنہاج:

علامہ شمس الدین محمد بن یوسف جزری (متوفی ۷۱۱ھ) کی عظیم تصنیف جس میں آپ نے قاضی بیضاوی کی ’منہاج الوصول‘ کی شرح لکھی ہے، جو دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ مطبعتہ الحسین الاسلامیہ قاہرہ سے چھپی ہے۔

(۲۴) نہایة الوصول فی درایة الاصول:

امام صفی الدین ہندی (متوفی ۷۱۵ھ) کی تصنیف جو دکتور صالح بن سلیمان یوسف اور دکتور سعد بن سالم دہلوی السوخی کی تحقیق کے ساتھ ’المکتبۃ التجاریۃ مکتبۃ المکرّمہ‘ سے چھپی ہے۔

(۲۵) السراج الوہاج فی شرح المنہاج:

امام شمس الدین احمد بن حسن جارمردی (متوفی ۷۲۶ھ) کی تصنیف جو قاضی بیضاوی کی منہاج کی شرح ہے، جو دکتور اکرم بن محمد بن حسین اوزیقانی کی تحقیق کے ساتھ دارالسرراج الدولیہ سے چھپی ہے۔

(۲۶) شرح المنہاج فی علم الأصول:

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن اصفہانی (متوفی ۷۴۹ھ) کی تصنیف جو کہ قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کی شرح ہے۔ جو دکتور عبدالکریم نملہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الرشید ریاض سعودی عرب سے چھپی ہے۔

(۲۷) تلقیح الفہوم فی تنقیح صیغ العلوم:

امام صلاح الدین کیرکلی علائی (متوفی ۷۶۱ھ) کی تصنیف جو کہ دکتور عبداللہ شیخ کی تحقیق کے ساتھ سعودیہ میں چھپی ہے۔

(۲۸) تحقیق المراد فی أن النهی یقتضی الفساد :

امام صلاح الدین علائی متوفی ۷۶۱ھ کی تصنیف جو کہ دکتور ابراہیم محمد سلطینی کی تحقیق کے ساتھ دارالفکر دمشق سے چھپی ہے۔

(۲۹) الابھاج شرح المنھاج:

علامہ تقی الدین سبکی ۷۵۶ھ کی اور ان کے صاحبزادے علامہ تاج الدین سبکی ۷۷۱ھ کے تلمذ کے ساتھ تصنیف شدہ یہ کتاب قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کی سب سے بہترین اور فقہاء شوافع کے نزدیک اہم و مقبول ترین شرح ہے، دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الازھریتہ قاہرہ سے چھپی ہے۔

(۳۰) رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب:

علامہ تاج الدین سبکی متوفی ۷۷۱ھ کی عظیم اصولی تصنیف جو کہ مختصر ابن الحاجب کے نام سے مشہور ہے۔ مطبع دار عالم کتب سے عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۳۱) جمع الجوامع:

علامہ تاج الدین سبکی ۷۷۱ھ کی سب سے عظیم اصولی کتاب جو اصول شریعت کا بہت ہی عظیم مختصر اور شاہکار ہے، جامع عبارات، معانی و مطالب کا انبار، اور وہ فوائد جو بیان سے باہر ہیں، عوام و خواص میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی، اس کی بہت سی شروحات اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ جن کا مستقل تذکرہ اگلے صفحات پر ہے۔ شوافع کے مدارس میں منتہی درجات و تخصص فی الفقہ کے شعبہ جات میں داخل نصاب ہے۔

(۳۲) نہایۃ السؤل فی شرح منھاج الوصول:

علامہ جمال الدین اسنوی متوفی ۷۷۲ھ کی عظیم تصنیف جو کہ قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کی بہت ہی مشہور شرح ہے، جو شیخ محمد نجیب المطیعی کے حاشیہ ”سلم الوصول“ کے ساتھ دار عالم الکتب بیروت سے چھپی ہے۔

(۳۳) البحر المحيط فی اصول الفقہ:

علامہ بدر الدین محمد بن بہادر زکشی ۹۴۷ھ کی اصول فقہ میں ایسی حیرت انگیز تصنیف جو اصول شوافع کا انسائیکلو پیڈیا (دائرة المعارف) ہے، جس میں آپ سے سابق جمیع اصولین کے اقوال و آراء کو شرح و بسط کے ساتھ جمع فرمایا، اصول شوافع میں مستقل اصولی انداز میں تصنیف کی جانے والی آخری کتاب ہے، اس لیے کہ اس کے بعد تصنیف کی جانے والی تقریباً تمام ہی اصول کی کتابیں امام جوینی کی وراقات یا پھر علامہ سبکی کی جمع الجوامع کی شروحات ہیں یا حواشی، مختصرات یا پھر منظوم انداز میں انھیں پیش کرنے کی عظیم کاوش ہے اس لیے ”البحر المحيط“ کو شوافع میں اصول فقہ میں خصوصی درجہ حاصل ہے، جو استاذ محمد تامر کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ بیروت سے چھپی ہے۔

دوسرے مرحلہ کی خدمات

امام الحرمین جوینی کی کتاب ”الورقات فی اصول الفقہ“ کے متعلق شوافع اصولیین نے جو شروحات، تعلیقات، حواشی اور منظوم تحقیقات لکھی ہیں، ان میں سے مطبوعہ کتابوں کا مختصر تعارف ذیل میں درج ہے:

(۱) شرح الوردات فی اصول الفقہ:

امام تاج الدین عبدالرحمن بن ابراہیم فزاری متوفی ۶۹۰ھ کی تصنیف جو کہ عبدالرحمن بن فراحی سے مشہور ہیں، ان کی لکھی ہوئی شرح جو کہ ایک شافعی عالمہ محققہ سارہ مہاجر کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۲) شرح الوردات فی اصول الفقہ:

امام جلال الدین محمد بن احمد الحلی متوفی ۸۶۴ھ کی تصنیف جو کہ علامہ احمد بن محمد الدمیاطی البنانی متوفی ۱۱۷ھ کے حاشیہ کے ساتھ ”مکتبۃ البابی مصر“ سے چھپی ہے۔

(۳) الانجم الزہرات علی حل الفاظ الورقات:

امام شمس الدین محمد بن عثمان بن علی الماردینی متوفی ۸۱۱ھ کی تصنیف جو کہ ”دارالحرین مطبع“ سے دکتور عبدالکریم نملہ کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۴) شرح الورقات فی اصول الفقہ:

امام کمال الدین محمد بن محمد قاہری متوفی ۸۷۴ھ کی تصنیف جو کہ عمر غنی سعود العانی کی تحقیق کے ساتھ ”دارعماراردن“ سے چھپی ہے۔

(۵) التحقیقات فی شرح الورقات:

امام حسین بن احمد بن محمد کیلائی متوفی ۸۸۹ھ کی تصنیف جو کہ استاذ عبداللہ بن حسین کی تحقیق کے ساتھ ”دارالنفاس“ اردن سے چھپی ہے۔

(۶) تسہیل الطرقات فی نظم الورقات:

علامہ یحییٰ بن موسیٰ عمریطی ۸۹۰ھ جنہیں اصول فقہ اور شعر و ادب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، انہوں نے ہی ”ورقات“ کے اصول و ضوابط کو مختصر منظم منظوم انداز میں تالیف فرمایا، جو کہ ”مکتبۃ ابن تیمیہ قاہرہ“ سے چھپی ہے۔

(۷) حاشیۃ النفحات علی شرح الورقات:

علامہ احمد بن عبداللطیف خطیب نے علامہ جلال الحلی کی شرح الورقات پر حواشی لکھے ہیں، جو مکتبۃ البابی حلبی قاہرہ سے چھپا ہے۔

اصول فقہ میں شوافع اصولیین کی خدمات کا تیسرا مرحلہ

امام تاج الدین سبکی کی عظیم اصولی تصنیف ”جمع الجوامع“ کو متاخرین اصولیین شوافع نے اپنی محنت و توجہ کا مرکز بنایا اور اس پر شروحات، تحقیقات، حواشی اور منظوم تعلیقات

لکھیں، جن کا تعارف ذیل میں درج ہے:

(۱) منع الموانع عن جمع الجوامع:

صاحب جمع الجوامع علامہ تاج الدین سبکی نے بذات خود سب سے پہلے جمع الجوامع کی عظیم الشان شرح ”منع الموانع“ کے بر محل نام سے لکھی، وجہ یہ کہ ”جمع الجوامع“ پر جو بھی اشکالات و اعتراضات وارد ہو رہے تھے، نیز اس کی بعض عبارتوں میں جو اغلاق و ابہام تھا اس کو ختم کرنے نیز تمام اشکالات کے تشفی بخش جوابات دینے کے لیے صاحب جمع الجوامع نے بذات خود قلم اٹھا کر بہترین انداز میں انہیں تحریر کرنا شروع فرمایا اور اس میں وہ خاطر خواہ کامیاب بھی رہے، جو دکتور سعید بن علی بن محمد حمیری کی تحقیق کے ساتھ مطبع دارالبشائر سے چھپی ہے۔

(۲) تشنیف المسامع بجمع الجوامع:

امام بدر الدین زرکشی متوفی ۷۹۴ھ کی تصنیف جو کہ دکتور عبداللہ ربیع اور دکتور سعید عبدالعزیز کی تحقیق کے ساتھ ”مکتبۃ مکیہ“ سے چھپی ہے۔

(۳) الغیث الہامع شرح جمع الجوامع:

امام ابو زرعہ شافعی کردی مصری متوفی ۸۲۶ھ کی تصنیف جو کہ تحقیق ہو کر ”دارالفاروق الحدیثیہ“ سے چھپی ہے، اس شرح میں علامہ ابو زرعہ نے زیادہ تر ”تشنیف المسامع“ سے مدد لی ہے۔

(۴) البدر الطالع بشرح جمع الجوامع:

علامہ جلال الدین الحلی کی تصنیف جو کہ جمع الجوامع کی بہت ہی معروف و مشہور اور مضبوط شرح ہے، اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اس پر بہت سے حواشی و وضاحتیں لکھی گئی ہیں۔ علامہ عطار کے حاشیہ کے ساتھ ”دارالکتب العلمیہ بیروت“ سے چھپی ہے۔

(۵) الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع:

امام احمد بن عبدالرحمن قروی متوفی ۸۹۵ھ کی تصنیف جو کہ دکتور عبدالکریم نملہ کی تحقیق کے ساتھ ”جامعہ ریاض سعودی عرب“ سے چھپی ہے۔

(۶) الكوكب الساطع نظم جمع الجوامع:

امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی منظوم تصنیف جس میں علامہ سیوطی نے جمع الجوامع کی نثری عبارت کو نظم میں ڈھالا ہے، پھر اس منظوم کلام کی تشریح علامہ سیوطی نے ہی ”شرح الکوکب الساطع“ کے نام سے کی ہے۔ مذکورہ شرح، نظم کے ساتھ ”مکتبۃ الاشعاع الفدیہ مصر“ سے چھپی ہے۔

(۷) لُبُّ الاصول:

شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی ۹۲۶ھ کی تصنیف، جس میں آپ نے جمع الجوامع کا اختصار پیش کیا ہے، پھر آپ نے اس مختصر کی شرح ”غایۃ الوصول الی شرح لُبِّ الاصول“ کے نام سے لکھی، یہ مختصر شرح مطبوعہ مصطفیٰ البابی الکلمی مصر سے چھپی ہے۔

(۸) البدر اللامع فی نظم جمع الجوامع:

امام نور الدین ابوالحسن علی اشمونی شافعی متوفی ۹۲۹ھ نے جمع الجوامع کو منظوم انداز میں قصیدہ کی شکل میں پیش کیا ہے، جو کہ مصر سے چھپی ہے۔

(۹) الایات البینات:

علامہ شہاب الدین احمد بن قاسم الصباغ العبادی ازہری شافعی متوفی ۹۹۴ھ جو کہ شوافع کے عظیم فقیہ و اصولی گذرے ہیں، انھوں نے جمع الجوامع کی شرح محلی پر مذکورہ نام سے بہت ہی جاندار و شاندار حاشیہ تصنیف کیا ہے، جو بہترین حواشی کے طور پر معروف ہے، جس میں تمام اعتراضات، شبہات و اشکالات کا واضح حل بتایا گیا ہے۔

(۱۰) حاشیۃ البنانی:

علامہ عبدالرحمن بن جاد اللہ بنانی مغربی متوفی ۱۱۹۸ھ نے بھی جمع الجوامع کی شرح

محلی پر بہترین حاشیہ لکھا ہے، بعض لوگ اسے ”الآیات البینات“ کا اختصار بھی مانتے ہیں، جو کہ دارالکتب العلمیۃ بیروت سے جمع الجوامع شرح محلی اور حاشیۃ البنانی کے بشمول دو بڑی جلدوں میں طبع شدہ ہے۔

(۱۱) حاشیۃ العطار:

علامہ حسن بن محمد بن محمود عطار متوفی ۱۲۵۰ھ نے بھی جمع الجوامع کی شرح محلی پر بہترین حاشیہ ترتیب دیا ہے، یہ بھی دارالکتب العلمیۃ بیروت سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہے۔

(۱۲) الفصول البدیعة فی اصول الشریعة:

علامہ محمود بن عمر بن احمد باجوری متوفی ۱۳۲۳ھ نے بھی مذکورہ نام سے جمع الجوامع کا اختصار پیش کیا ہے، جو کہ مطبوعہ التمدن مصر سے چھپی ہے۔

(۱۳) التریاق النافع فی ایضاح و تکمیل جمع الجوامع:

علامہ شہاب الدین علوی حسینی متوفی ۱۳۴۱ھ نے جمع الجوامع کی تشریح فرمائی ہے، جو کہ ہندوستان میں دائرۃ المعارف حیدرآباد سے دو جلدوں میں چھپی ہے۔

چوتھا مرحلہ: قواعد فقہیہ میں فقہاء شوافع کی خدمات

اہل تحقیق و نظر اصول فقہ اور قواعد فقہیہ کے مابین جو فرق ہیں، انھیں بخوبی جانتے ہیں، اسی کے پیش نظر جیسے شوافع اصولیین نے اصول فقہ میں اپنی خدمات انجام دی ہیں اسی طرح انہوں نے قواعد فقہیہ میں بھی وہ کمالات پیش کئے جن سے علمی دنیا عیش کراٹھی ہے، جن کے نمونے ذیل میں درج ہیں:

(۱) الانشباہ والنظائر: لابن الوکیل المصری الشافعی:

امام صدر الدین محمد بن عمر بن علی متوفی ۱۶ھ کی تصنیف جو کہ مکتبۃ الرشدریاض سعودی عرب سے احمد بن محمد عنقری اور عادل بن عبداللہ شونج کی تحقیقات کے ساتھ چھپی ہے۔

(۲) المجموع المذہب فی قواعد المذہب :

امام صلاح الدین خلیل بن کیرکلدی علائی متوفی ۶۱۷ھ کی تصنیف ہے، جو کہ وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت سے دکتور محمد عبدالغفار شریف کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۳) الاشباہ والنظائر :

امام تاج الدین سبکی متوفی ۶۱۷ھ کی تصنیف جو کہ مسلک شافعی کے قواعد فقہیہ میں سب سے بہترین کتاب ہے، حسن ترتیب اور جامعیت کی بناء پر عادل عبدالوجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ بیروت سے چھپی ہے۔

(۴) المنثور فی ترتیب القواعد الفقہیہ :

امام بدر الدین زرکشی متوفی ۹۴۷ھ کی تصنیف جو کہ دکتور تیسیر فائق احمد محمود کی تحقیق کے ساتھ وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت سے چھپی ہے۔

(۵) القواعد :

امام تقی الدین ابوبکر بن محمد حسنی متوفی ۸۲۹ھ کی تصنیف جو کہ دکتور عبدالرحمن بن عبداللہ شعلان اور دکتور جبریل بن محمد بن حسن بصلی کی تحقیقات کے ساتھ ”مکتبۃ الرشید“ ریاض سعودی عرب سے چھپی ہے۔

(۶) مختصر من قواعد العلامی و کلام السنوی :

علامہ ابن خطیب الدہشہ متوفی ۸۳۴ھ کی عظیم تصنیف جس میں اصول فقہ، قواعد فقہیہ اور مسلک شافعی کے احکام و مسائل شرعیہ شامل ہیں، اصلاً علامہ ابن خطیب دہشہ نے اس میں تین کتابوں کو جمع فرمایا ہے (۱) المجموع المذہب فی قواعد المذہب : (۲) امام جمال الدین سنوی کی التہید (۳) امام جمال الدین سنوی ہی کی الکوکب الدرری۔ یہ کتاب عبدالرحمن بن عبداللہ شعلان اور دکتور محمود بنجونی کی تحقیقات کے ساتھ مطبعتہ الجهور

موصل سے چھپی ہے۔

(۷) الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع الشافعیہ :

امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی قواعد فقہیہ میں بہت ہی عظیم تصنیف ہے جو کہ شوافع کے نزدیک قواعد فقہیہ میں اصولی موسوعہ ہے (انسائیکلو پیڈیا) شمار ہوتا ہے، یہ کتاب محمد محمد تامل اور حافظ عاشور حافظ کی تحقیق کے ساتھ مطبع دارالسلام مصر سے چھپی ہے۔ شوافع کے مدارس میں تخصص فی الفقہ کے شعبہ جات میں داخل نصاب ہے۔ قواعد فقہیہ میں حضرات شوافع کے نزدیک سب سے مقبول ترین کتاب ہے، اس پر حواشی، شروحات، مختصرات، تعلیقات و منظومات لکھی گئی ہیں۔ جن کی تفصیلات محققین کے مقدمات میں موجود ہیں۔

(۸) الفرائض البہیہ فی نظم القواعد الفقہیہ فی الاشباہ والنظائر : علامہ

ابوبکر اھدل حسینی یعنی متوفی ۱۰۳۵ھ کا شعری قصیدہ، جس میں آپ نے شافعی مسلک کے مطابق فقہی قواعد اصول و ضوابط اپنی بے پناہ شعری مہارت سے ۴۲۳ اشعار میں بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد علامہ عبداللہ بن سلیمان جرہزی متوفی ۱۲۰۱ھ نے ”الفرائض کی شرح المواہب السنیہ شرح الفرائض البہیہ“ کے نام سے تحریر فرمائی، پھر عظیم فقیہ علامہ محمد یسین بن عیسیٰ فادانی مکی متوفی ۱۴۱۱ھ نے المواہب السنیہ پر حاشیہ الفوائد الحنیۃ حاشیہ المواہب السنیہ کے نام سے لکھا، یہ تینوں یعنی نظم، شرح اور حاشیہ دارالبشارۃ الاسلامیہ بیروت سے دو جلدوں میں چھپے ہیں۔

پانچواں مرحلہ: دورِ حاضر میں علماء شوافع کی اصولی تالیفات و تحقیقات

(۱) الامام الشافعی وأثره فی أصول الفقہ : علامہ حسن محمد ابوسلیم

(۲) الامام الشافعی وأثره فی تأسیل قواعد علم الأصول : شیخ أحمد عبطان

(۳) مناهج التشريع الاسلامی فی القرن الثانی الهجری : شیخ محمد بلتاجی

(۴) الامام الشافعی ومنهجه الاجتهادی : شیخ محمد سلیم مدکور

(۵) الامام تاج الدین السبکی ومنہجہ فی أصول الفقه: علامہ أحمد الحنات

(۶) أصول الفقه الاسلامی: شیخ وھبہ الزحیلی

(۷) البسیط فی أصول الفقه الاسلامی: شیخ وھبہ الزحیلی

(۸) الوسیط فی أصول الفقه الاسلامی: شیخ وھبہ الزحیلی

(۹) الوجیز فی أصول الفقه الاسلامی: شیخ وھبہ الزحیلی

(۱۰) أثر الاختلاف فی القواعد الأصولیة: شیخ مصطفیٰ سعید الحسن

(۱۱) نظریة ضرورة الشرعیة: شیخ وھبہ الزحیلی

(۱۲) القواعد الفقھیة: شیخ محمد مصطفیٰ الزحیلی

فقہ شافعی کی خصوصیات

فقہ ایک عظیم الشان علم اور عملی احکام کے مجموعے کا نام ہے، اس میں بعض احکام تو قرآن و حدیث سے متعین کردہ ہیں اور قرآن و حدیث کے اصول سے مستنبط ہیں۔ یہ علم انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے مربوط ہے اور ہر لمحہ کے احکام اس میں موجود ہیں، علم فقہ کے ماہرین و مجتہدین نے قرآن و حدیث سے، مسائل کا استخراج و استنباط کر کے امت پر احسان عظیم کیا ہے، یوں تو یہ خدمت انجام دینے والے فقہاء و مجتہدین بے شمار ہیں، لیکن ائمہ اربعہ کی فقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ زندگی کے تمام احکام ان میں مل جاتے ہیں، ان کے بالمقابل دوسرے فقہاء کی آراء اتنی نہیں ہیں کہ پوری زندگی میں رہنمائی مل سکے، اسی لیے امت کے سوا و اعظم نے ان کی فقہ کو قبول کیا ہے اور یہ من جانب اللہ ہے۔ ان میں ہر مجتہد کے فقہ کی اپنی خصوصیات ہیں، پیش نظر مضمون میں فقہ شافعی کی کچھ خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں۔

(۱) فقہ شافعی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے بانی اور مؤسس امام محمد بن ادریس شافعی قریشی، مطلقاً اور ہاشمی ہیں اور قریش کو عربوں میں بلکہ اسلام میں ایک خاص

مقام حاصل ہے، جس کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الناس تبع لقریش فمسلّمہم

تبع لمسلّمہم، وکافرہم تبع لکافرہم۔ (صحیح البخاری

:۳۲۵۷، صحیح مسلم: ۳۳۹۶، المستدرک: ۶۳۷/۲۔ حلیۃ

الأولیاء: ۲۹۵/۶۔ تاریخ بغداد: ۶/۲)

نیز آپ کے علم و تفقہ کی پیشین گوئی خود نبی کریم ﷺ نے اپنی زبانی ارشاد فرمائی،

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”لا تسبوا قریشاً، فان عالمہا یملاً طباق الأرض

علماً.“ قریش کو برا بھلا نہ کہو، اس لیے کہ قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے

گا۔ (معرفة السنن والآثار للبيهقي: ۱۰۵، ۱۳۲/۱)

اس حدیث کے ضمن میں امام سبکی نے امام ابو نعیم اصفہانی کا قول نقل کیا ہے کہ امام

شافعی اس پیشین گوئی کے عین مصداق ہیں، اس لیے کہ ائمہ متبوعین میں سے کوئی بھی قریشی

نہیں ہے، اسی طرح اگرچہ بعض قریشی صحابہ و تابعین کو علمی مرجعت تو حاصل رہی، لیکن امام

شافعی کی جس طرح آراء مدون ہو کر تاقیامت محفوظ ہوئیں، یہ سعادت کسی اور قریشی عالم کے

حصہ میں نہیں آئی۔ (طبقات الشافعیہ: ۱۹۸/۱۔ بحر المذہب: ۲۳۱)

(۲) تمام مکاتب فقہیہ کی آراء سے استفادہ: جو فقہاء اہل علم کے درمیان

معروف و مقبول رہے ہیں اور جن کی آراء نے مرتب ہو کر قبول عام اور بقائے دوام حاصل کیا

ہے، ان میں امام شافعی ایک خاص امتیاز کے مالک ہیں، آپ بیک وقت بلند پایہ محدث بھی

ہیں اور فقیہ و مجتہد بھی، اس لیے اہل روایت و اہل درایت دونوں کے یہاں آپ کی وجاہت

تسلیم شدہ ہے۔

(۳) اس کے علاوہ عام طور پر فقہاء خاص خاص علاقوں کے علماء کی روایات اور

اجتہادات کے نمائندے ہوا کرتے تھے اور دوسرے علاقوں کے اہل علم سے استفادہ کی نوبت

کم آتی تھی، لیکن امام شافعی کی تشنہ لبی نے اپنے زمانے کے تمام علمی سرچشموں سے خود کو

سیراب کیا اور اصحاب حدیث اور اصحاب رائے کے اعلیٰ ترین نمائندوں سے کسب فیض کیا، جیسے مکہ میں انھوں نے امام سفیان اور امام مسلم بن خالد زنجی سے تو مدینہ میں امام مالک اور دیگر اساطین علم سے، عراق میں امام وکیع اور امام محمد بن حسن شیبانی سے اور یمن میں امام ہشام بن یوسف اور امام عمرو بن ابی سلمہ (امام وزاعی کے شاگرد) سے علم حاصل کیا، گویا فقہ شافعی اپنے وقت کے تمام مکاتب فکر کا نچوڑ ہے۔ (نہایۃ المطلب: ۱/۱۱۱)

(۴) فقہ شافعی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ خود صاحب مسلک امام شافعی نے مسائل کے ساتھ اپنے طریق استنباط اور اصول اجتہاد کو باضابطگی سے مرتب فرمایا ہے، جیسے اصول میں آپ نے ”الرسالہ“ اور ”ابطال الاستحسان“ اور فروع میں ”الأم“ وغیرہ کتابیں تصنیف فرمائی، اسی وجہ سے بعد کے فقہاء کے لیے امام کے نقطہ نظر کی وضاحت اور تخریج و تفریع نیز مختلف اقوال میں انتخاب و ترجیح اور تنقیح آسان ہوگئی، نیز اسی بناء پر فقہائے شوافع کا اپنے امام سے بہت ہی کم اختلاف ہوا ہے۔ (الحیاء الفکرية والأدبية بمصر: ۴۴)

(۵) حق و دلیل کا اتباع: فقہ شافعی کی ایک نمایاں خصوصیت حق و دلیل کا اتباع ہے، کسی خاص شخصیت اور کسی خاص شہر کی رعایت کئے بغیر امام شافعی کے یہاں خاص دلیل کا اتباع تھا، اس لیے آپ نے اپنے جلیل القدر شاگرد امام احمد بن حنبل سے فرمایا تھا: ”انتم اعلم بالحديث والرجال منی، فاذا كان الحديث صحيحاً فأعلمونی كوفياً كان أو بصرياً أو شامياً حتى أذهب اليه ان كان صحيحاً۔“ (مدخل التراث: ۲۴) (تم حدیث و رجال کے مجھ سے بڑے عالم ہو، جب کوئی حدیث صحیح ہو تو مجھے بتلادیا کرو چاہے اس کے راوی کوئی ہو، بصری ہو یا شامی تاکہ اگر وہ حدیث صحیح ہو تو میں اسے اختیار کروں۔)

(۶) حتی الامکان ظاہری معنی سے استدلال: امام شافعیؒ کا زمانہ وہ تھا جب عالم اسلام پر مختلف گمراہ فرقوں کے بادل چھائے ہوئے تھے اور کتاب و سنت ان کا تختہ مشق

بنے ہوئے تھے، خیر واحد کے انکار کے علاوہ ان کا طریق خاص نصوص کی دور دراز تاویلات، بعید از عقل و لغت، توجیہات اور ظاہری معنی سے گریز اور انحراف تھا، امام شافعیؒ کو اس فتنے کی نزاکت اور اس کے دور رس اثرات و نتائج کا اندازہ تھا، اس لیے آپ نے اس بات پر خاص زور دیا کہ نصوص کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد لیے جائیں۔ (تاریخ التشريع الاسلامی: ۵۴، المدخل الى الفقه الاسلامی: ۱۵۳-۱۵۴)

امام شافعیؒ کے اجتہادات میں آپ کے اس طریق فکر کی جھلک موجود ہے، جیسے قرآن کا ظاہر لیس مرآة کے ناقض وضو ہونے پر دلالت کرتا ہے، شوافع نے اس کو ظاہری مفہوم پر رکھا ہے۔ خرید و فروخت کے معاملہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بائع و مشتری متفرق نہ ہو جائیں دونوں کو اس معاملہ میں اختیار رہتا ہے۔ (چاہے تو بیع کو باقی رکھے یا بیع کو ختم کرے۔)

حدیث کا ظاہری معنی یہی ہے کہ یہاں تفرق سے مراد مجلس کا نہ بدلنا اور جسمانی اعتبار سے اسی جگہ موجود رہنا مراد ہے، جہاں معاملہ طے ہوا ہے، چنانچہ امام شافعیؒ نے اسی ظاہری معنی پر حدیث کو قائم رکھا ہے، یہ چند مثالیں ہیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ شوافع کے یہاں نصوص کے ظاہری اور متبادر مفہوم کی رعایت کسی حد تک زیادہ ہے۔

(۷) اقوال کی کثرت: فقہ شافعی میں اقوال کی کافی درجہ کثرت ہے، حتیٰ کہ بعض مواقع پر امام شافعی سے ہی ایک ہی مسئلہ میں دو قول منقول ہیں، اقوال کی اس کثرت کی وجہ سے امام کی رائے پر توقف کے باوجود بحث و نظر، ترجیح و انتخاب اور استدلال کا دروازہ بند نہیں ہوتا اور اہل علم کے لیے ایک حد تک اجتہاد کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

(۸) فقہ شافعی کی ایک خصوصیت یہ کہ شوافع میں مجتہدین اور محدثین کی کثرت ہے، چاہے مجتہد مستقل ہو جیسے علامہ ابن منذر اور ابن جریر وغیرہما، چاہے مجتہد منتسب جیسے امام مزنی وغیرہ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ فقہ شافعی نہایت مردم خیز اور اپنے زمانے کی سرگرم، ذکی

اور اصحاب تالیف علماء کا مرکز توجہ رہی ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ صحاح ستہ میں سے اکثر کے مصنفین امام شافعی کے مقلد یا اکثر مشہور اختلافی مسائل میں فقہ شافعی کے مؤید ہیں، ان کے علاوہ دوسرے مشہور جامعین حدیث اسی فقہ کی ترجمانی اور نمائندگی کرتے ہیں۔ (المدخل الی مذہب الامام الشافعی للفقہاء)

(۹) فقہ شافعی کی نویں خصوصیت یہ کہ مختلف فیہ مسائل میں حتی الامکان اختلاف سے بچنا ہے، اسی کو امام سیوطی نے ”الخروج من الخلاف مستحب“ (الاشباہ والنظائر: ۳۰۵) سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ امام شافعی کے نزدیک طہارت کے لیے بدن کا ملنا ضروری نہیں، مالکیہ کے یہاں ضروری ہے، شوافع کے نزدیک وضو میں سر کے ایک بال کا مسح بھی کافی ہے، مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا اور احناف کے یہاں ربع راس کا مسح ضروری ہے، ان جیسے مسائل میں فقہائے شوافع احتیاط پر عمل کرنے اور اختلاف سے بچنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۱۰) معصیت پر سخت گیر رویہ اختیار کرنا اور اس کے تمام دروازوں کو بند کرنے کی سعی اور کوشش کرنا فقہ شافعی کی اہم خصوصیت ہے، اسی لیے فقہی قاعدہ ہے: ”الرخص لا تناط بالمعاصی“ (الاشباہ والنظائر: ۳۱۲) شرعی رخصتیں معصیت کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتیں، اس قاعدے کی بناء پر سفر گناہ میں قصر، رمضان میں افطار، موزوں پر تین دن مسح کرنے کی سہولت، سواری پر نفل نماز کی ادائیگی اور تیمم وغیرہ کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۱۱) معاشرتی مصالح کی رعایت: فقہ شافعی میں معاشرتی احکام میں خاص رعایت کا لحاظ رکھا گیا ہے، جیسے نکاح کے بعد شوہر میں کوئی عیب پایا جائے، مثلاً جنون وغیرہ تو عورت تفریق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ (منہاج الطالبین مع السراج: ۳۷۲، روضہ الطالبین: ۶/۵۱۱) اسی طرح تنگ دست اور نفقہ نہ دینے والے شوہر سے بیوی تفریق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ (کنز الراغبین: ۴۹۵)

(۱۲) ثواب بقدر مشقت: فقہ شافعی میں عبادت کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ

مشقت اور عمل جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا، اسی لیے فقہی قاعدہ ہے: ”ماکان اکثر فعلا کان اکثر فضلاً۔“ (الاشباہ والنظائر: ۳۲۰، موسوعۃ القواعد الفقہیہ: ۱۷۱/۹) اسی بناء پر امام شافعی کے نزدیک وتر میں دو رکعت علیحدہ اور ایک رکعت علیحدہ ادا کرنا افضل ہے، اسلئے کہ اس طریقہ میں نیت تکبیر اور سلام کا اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح حج میں امام شافعی کے نزدیک قرآن اور تمنع کے مقابلے میں افراد افضل ہے

(۱۳) احکام حج میں آسانی: فقہ شافعی کا ایک اور نمایاں پہلو احکام حج میں یسر اور سہولت کا ہے، مثلاً حرم جانے والا اگر حج و عمرہ کے ارادے سے نہ جائے تو بلا احرام میقات سے آگے بڑھ سکتا ہے، دسویں ذی الحجہ کی نصف شب میں مزدلفہ سے منی جاسکتا ہے، محصر کیلئے مقام احصار ہی پر ہدی کی قربانی کر دینا کافی ہے۔

(۱۴) علم کے ساتھ فیاضانہ سلوک: علم کے ساتھ امام شافعی اور آپ کے تبعین کا سلوک نہایت فیاضانہ اور فرخاندانہ ہے، خود امام شافعی کا مقولہ ہے: ”طلب علم نفل نماز سے افضل ہے، چنانچہ فقہ شافعی میں مستقل قاعدہ ہے: ”الستمدی افضل من القاصر“ (الاشباہ والنظائر: ۲۲۲) جس نیکی کا اثر متعدی ہو وہ اس نیکی سے بہتر ہے جس کا اثر اس کی ذات تک محدود ہو، اسی بنا پر امام غزالی نے کتب فقہیہ کو حاجات اصلیہ کے زمرہ میں رکھا ہے، اور صدقۃ الفطر کے لیے مطلوب مالیت کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے۔

فقہ شافعی کی چند اہم اصطلاحات:

علماء وفقہاء شوافع اپنی کتابوں میں کچھ خاص قسم کے الفاظ و کلمات اور تعبیرات استعمال کرتے ہیں، جن سے وہ متعین معنی و مفہوم مراد لیتے ہیں، جن کو جاننا ہر اس فرد کے لئے لازمی ہے، جو فقہ شافعی کی کتابوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، انکے جاننے پر ہی ایک قاری فقہائے شوافع کے اجتہادات، انکے دلائل اور عبارتوں میں انکے مقاصد سے واقف ہو سکتا ہے، وہ اصطلاحات درج ذیل ہیں:

(۱) القول یا الاقوال:

اس کا مطلب ہے حضرت امام شافعیؒ کے اجتہادات اور خود ان کا اپنا بیان کردہ قول چاہے وہ قول قدیم ہو یا جدید (المجموع شرح المحذب: ۱۰۱/۱)

(۲) القول القديم:

حضرت امام شافعیؒ نے اپنی آخری زندگی میں مصر منتقل ہونے سے پہلے اپنی تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور فقہ و فتاویٰ وغیرہ میں جو بات ارشاد فرمائی، جو احکام و مسائل بیان کئے، چاہے بعد میں ان سے رجوع کیا ہو یا نہ کیا ہو، اسے قول قدیم کہتے ہیں۔ (المجموع شرح المحذب: ۱۰۲/۱)

(۳) القول الجديد:

حضرت امام شافعیؒ نے اپنی آخری زندگی میں مصر منتقل ہونے کے بعد اپنی تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور فقہ و فتاویٰ وغیرہ میں جو بات ارشاد فرمائی، جو احکام و مسائل بیان کئے، اسے قول جدید کہتے ہیں۔ (المجموع شرح المحذب: ۱۰۲/۱)

تنبیہ: یہ بات ذہن میں رہے کہ کسی مسئلہ میں اگر امام شافعیؒ کے دو قول ہوں، قدیم و جدید تو فقہ شافعی میں عمل اور فتویٰ قول جدید پر ہی دیا جائے گا، البتہ کچھ بیس کے قریب مسائل ایسے ہیں جن میں قول قدیم پر عمل و فتویٰ ہے، جن کی تفصیلات دکتور: عبدالعزیز عبدالقادر قاضی زادہ کی کتاب ’الامام الشافعی والمسائل التي اعتمدت من قوله القديم‘ میں موجود ہے۔

(۴) الأظهر والظاهر:

کسی مسئلہ میں حضرت امام شافعیؒ کے دو یا دو سے زائد اقوال ہوں اور ان اقوال میں دلائل کی قوت کے اعتبار سے قوی اختلاف ہو اور ان میں ایک قول کو دوسرے پر یا بقیہ اقوال پر ترجیح دی گئی ہو تو دلیل کے اعتبار سے مضبوط اور راجح قول کو الأظهر کہتے ہیں اور اس کے مقابلے

(۵) القول القديم:

عموماً امام شافعی اور مسلک شافعی میں اصحاب و جوہ کا درجہ رکھنے والے فقہاء کے مختلف اقوال میں ترجیح دینے کے لئے الأظهر و ظاہر کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہے۔ (مقدمہ تحقیق

”الوسیط للغزالی“: ۲۹۲/۱)

(۵) المشهور والغریب:

کسی مسئلہ میں حضرت امام شافعیؒ کے دو یا دو سے زائد اقوال ہوں اور ان اقوال میں ضعیف اختلاف ہو اور ان میں ایک قول کو دوسرے پر یا بقیہ اقوال پر ترجیح دی گئی ہو تو راجح قول کو المشهور کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں جو قول کمزور دلیل والا ہو اسے الغریب کہتے ہیں۔ (مغنی المحتاج، ۱۲۱)

(۶) الأصحاب یا أصحاب الوجوه:

فقہائے شوافع میں سے وہ عظیم شخصیات جو اپنی علمی و فقہی اعلیٰ استعداد و صلاحیت کی بناء پر مخصوص فقہی اجتہاد کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے، پھر انہوں نے حضرت امام شافعیؒ کے بعد پیش آنے والے مسائل میں حضرت امام شافعیؒ کے بتلائے ہوئے اصول و ضوابط کے مطابق کتاب و سنت سے ہم آہنگ انکا شرعی حل پیش کیا، نیز وہ باصلاحیت علماء، فقہاء اور مجتہدین اپنا مستقل مسلک قائم کرنے کے بجائے اپنے آپ کو اور اپنے اجتہادات کو حضرت امام شافعیؒ اور انکے مسلک و مشرب کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں، انہیں ”اصحاب وجوہ“ نیز ان میں سے بعض کو ”مجتہد منتسب“ بھی کہتے ہیں۔ جیسے حضرت امام مزنیؒ، حضرت امام بوہیٹیؒ، حضرت امام غزالیؒ، علامہ شیرازیؒ اور دیگر تنقیح اول و ترجیح کا عمل شروع ہونے سے پہلے کے فقہاء کرام۔ (حاشیة القلیوبی و عمیرة علی کنز الراغبین: ۱۵/۱)

(۷) الوجوه یا الأوجه:

اصحاب وجوہ اور مجتہدین منتسبین فقہائے شوافع نے حضرت امام شافعیؒ کے بعد پیش آنے

والے مسائل میں حضرت امام شافعیؒ کے بتلائے ہوئے اصول و ضوابط کے مطابق کتاب و سنت سے ہم آہنگ انکا جو شرعی حل پیش کیا، ان علماء، فقہاء اور مجتہدین نے اپنا مستقل مسلک قائم کرنے کے بجائے اپنے آپ کو اور اپنے اجتہادات کو حضرت امام شافعیؒ اور انکے مسلک و مشرب کی طرف ہی منسوب کیا، ان کے اس حل کو ”وجہ“ کہتے ہیں۔ (الفتح لمبین فی حل رموز ومصطلحات الفقہاء والاصولیین للحفناوی: ص: ۱۲۴)

(۸) الطرق:

کسی مسئلہ کے حکم میں مسلک شافعی کے نقل کرنے میں اصحاب و جوہ شوافع کا اختلاف ہو تو اسے ”طریق“ کہتے ہیں، اور مختلف اقوال کو ”طرق“ کہتے ہیں۔ جیسے شوافع کی فقہی کتابوں میں اس قسم کی عبارتیں ملتی ہیں: فیہ قولان، لایجوز الا قول واحد أو وجه واحد، فی المسئلة تفصیل، فیہا خلاف مطلق، وغیرہ الفاظ کا مطلب یہی ہے۔ (المجموع شرح المہذب: ۱۰۱/۱)

(۹) المذہب یا المعتمد:

کسی مسئلہ کے حکم میں مسلک شافعی کے نقل کرنے میں اصحاب و جوہ شوافع کا اختلاف ہو یعنی الگ الگ طرق پر مسئلہ کی تخریج ہو، ایسے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد کوئی شافعی مصنف دلائل کی بناء پر کسی ایک قول و طریق کو راجح قرار دے کر اسے ”المذہب یا المعتمد“ کے لفظ سے نقل کرتے ہیں، اس کا مطلب ہے یہ کہ یہ حکم مسلک شافعی کے اصول و ضوابط کے مطابق قابل عمل و لائق فتویٰ ہے۔ (حواشی الشروانی وابن قاسم العبادی علی التہذیب: ۸۶/۱)

(۱۰) الأصح یا المختار:

کسی مسئلہ کے حکم میں مسلک شافعی کے نقل کرنے میں اصحاب و جوہ شوافع کا قوی اختلاف ہو یعنی الگ الگ طرق پر مسئلہ کی تخریج ہو، مضبوط دلائل کی بناء پر کسی ایک قول و طریق کو راجح قرار دے دیا جائے تو اسے ”اصح یا المختار“ کہتے ہیں، اور اس کے مقابلے میں جو

دوسرا قول ہوتا ہے، جس میں دلیل تو بیان کی گئی ہے لیکن پہلے قول کے مقابلہ میں وہ دلیل اتنی مضبوط نہیں ہے، اسے ”صحیح“ کہتے ہیں۔ اس معنی کے مطابق اصح یہ اظہر کے مترادف ہے، اور صحیح یہ ظاہر کے ہم معنی ہے۔ (مقدمہ تحقیق الوسیط فی المذہب: ۲۹۱/۱)

(۱۱) الصحیح:

کسی مسئلہ کے حکم میں مسلک شافعی کے نقل کرنے میں اصحاب و جوہ شوافع کا مضبوط اختلاف نہ ہو یعنی الگ الگ طرق پر مسئلہ کی تخریج ہو لیکن کمزور دلائل پر ان کی بناء ہو، اور ان میں سے کسی ایک قول و طریق کو راجح قرار دے دیا جائے تو اسے ”صحیح“ کہتے ہیں، اور اس کے مقابلے میں جو دوسرا قول ہوتا ہے، جس میں دلیل تو بیان کی گئی ہے لیکن پہلے قول کے مقابلہ میں وہ دلیل کمزور ہے، اسے ”ضعیف یا فاسد“ کہتے ہیں۔ (حواشی الشروانی وابن قاسم العبادی علی التہذیب: ۸۶/۱)

(۱۲) النص:

کسی مسئلہ کے حکم میں حضرت امام شافعیؒ کا قول یا فتویٰ ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہو تو اسے ”النص“ کہتے ہیں، اسلئے کہ حضرت امام شافعیؒ کی صراحت و وضاحت کی بناء پر اس قول و فتویٰ کی قدر و منزلت بلند و اعلیٰ ہے، اس کے مقابلہ میں اصحاب و جوہ اور مجتہدین منسبین نیز فقہائے شوافع نے حضرت امام شافعیؒ کے بعد پیش آنے والے مسائل میں حضرت امام شافعیؒ کے بتلائے ہوئے اصول و ضوابط کے مطابق کتاب و سنت سے ہم آہنگ انکا جو شرعی حل پیش کیا، اسے ”القول المخرج“ کہتے ہیں۔ (حاشیة القلیوبی وعمیرة علی کنز الراغبین: ۱۹۱-۲۰)

(۱۳) التخریج:

دو ایک جیسے مسائل و معاملات اور صورتوں میں حضرت امام شافعیؒ الگ الگ حکم بیان فرمائے

اور فرق کی وضاحت نہ کرے، تو بعد کے اصحاب شوافع ان دو ایک جیسے مسائل و معاملات اور صورتوں میں سے ہر ایک صورت کا حکم دوسرے کی طرف منتقل کریں، تو حضرت امام شافعیؒ کے الگ الگ حکم بیان فرمانے کو تو منصوص کہیں گے اور بعد کے اصحاب شوافع نے ان دو ایک جیسے مسائل و معاملات اور صورتوں میں سے ہر ایک صورت کا حکم دوسرے کی طرف منتقل کیا ہے اسے ”تخویج“ کہتے ہیں۔ (المجموع شرح المہذب: ۱۰۳۱-۱۰۴۱)

(۱۴) الأئشبه:

کسی مسئلہ میں دو حکم دو الگ الگ قیاس پر مبنی ہوں اور ان میں سے ایک قیاس کی علت دوسرے قیاس کی علت کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط ہو تو زیادہ مضبوط علت والے قیاس کو ”الأئشبه“ کہتے ہیں، اسلئے کہ وہ علت کے زیادہ مشابہ ہے۔ (مقدمۃ تحقیق الوسیط فی المذہب: ۲۹۳/۱)

(۱۵) اقوال فقہاء واحکام ودلائل کو ضعیف قرار دینے کے صیغے:

حضرات فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں فقہاء کے ضعیف اقوال، کمزور دلائل اور ضعیف فقہی اجتہادات واحکام کو بیان کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ وکلمات استعمال کرتے ہیں اور ان سے وہ کچھ متعین معانی مراد لیتے ہیں:

(الف) زعم فلان: (فلاں کا گمان وخیال ہے کہ): جب کسی مسئلہ میں کسی حکم کے باب میں یہ شک ہو کہ حقیقت میں قائل نے یہ حکم بیان کیا بھی یا نہیں؟ تو اس قسم کا جملہ فقہاء استعمال کرتے ہیں۔

(ب) ان قبیل، یا قبیل، یا قبیل کذا، یا قبیل فیہ (اس مسئلہ میں اگر یہ کہا گیا، یا اس طرح حکم بیان کیا گیا): یہ کلمات ذکر کردہ رای وقول اور دلیل کے ضعیف و کمزور ہونے کی علامت و اشارہ ہے۔

(ج) ”وہو محتمل“ (دوسرے میم کے فتح کے ساتھ، اس کا معنی یہ ہے کہ مذکورہ رائے یا

حکم درستگی یا حق سے قریب ہے، یہ مذکورہ رائے یا حکم کے ترجیح کی علامت و اشارہ ہے) یہ عموماً اسباب توجیہ کے بعد آتا ہے اور اگر ”وہو محتمل“ (دوسرے میم کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی یہ مذکورہ رائے یا حکم میں تاویل کی گنجائش ہے، یہ مذکورہ رائے یا حکم کے ترجیح کی علامت و اشارہ نہیں ہے، بلکہ کمزوری کی علامت ہے) یہ عموماً اسباب ضعف کے بعد آتا ہے۔ اور اگر کوئی اعراب نہ ہو تو متاخرین کی کتابوں سے رجوع کیا جائے گا، تو حقیقت حال واضح ہوگی۔

(د) ”وقع لفلان کذا“ اس عبارت کے بعد عموماً فقہاء کرام مذکورہ قول کی ترجیح، تصحیح یا اس کی کمزوری کو بیان کرتے ہیں، تو ان کے بیان پر اعتماد کیا جائے گا، اور اگر اس عبارت کے بعد فقہاء کرام نے مذکورہ قول کی ترجیح، تصحیح یا اس کی کمزوری کو بیان نہیں کیا تو یہ اس قول کے ضعیف و ناقابل عمل ہونے کی علامت و نشانی ہے۔

(ه) ”ان صحّ هذا فکذا“ (معنی یہ کہ اگر یہ قول و حکم صحیح ہوتا تو معاملہ اس طرح ہوتا): یہ جملہ مصنف کی مذکورہ قول و حکم کو پسند نہ کرنے کی علامت و نشانی ہے۔ (الفتح المبین فی حل رموز ومصطلحات الفقہاء والاصولیین للکفناوی: ص: ۱۱۶-۱۱۹)

(۱۶) اقوال فقہاء واحکام ودلائل کو واضح قرار دینے کے صیغے:

حضرات فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں فقہاء کے اقوال، دلائل اور فقہی اجتہادات واحکام کو واضح و متنبہ کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ وکلمات اور تعبیرات استعمال کرتے ہیں اور ان سے وہ کچھ متعین معانی مراد لیتے ہیں:

(الف) محصل الکلام (خلاصہ کلام یہ کہ): کسی مسئلہ کو تفصیلی طور پر پیش کرنے کے بعد اس کی چند جملوں میں وضاحت کرنے کے لئے یہ تعبیر استعمال ہوتی ہے۔

(ب) حاصل الکلام (بات کا مطلب و معنی یہ کہ): کسی مسئلہ کو مختصراً و اجمالی طور پر پیش

کرنے کے بعد اس کی مکمل وضاحت و تفصیل کرنے کے لئے یہ تعبیر استعمال ہوتی ہے۔

(ج) تحریرہ یا تنقیحہ (اس مسئلہ کی اصلیت و حقیقت یہ کہ): فقہ کی کتابوں کے حاشیہ نگار اور تشریح و تفصیل بیان کرنے والے حضرات اصل مسئلہ میں موجود کسی کمی و خامی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یا پھر عبارت میں موجود زائد چیزوں کو الگ کرنے کے لئے یا کبھی عبارت و مسئلہ کی مزید توضیح و تفصیل کے لئے مذکورہ تعبیرات استعمال کرتے ہیں۔

(د) کسی اہم مسئلہ کے متعلقات ذکر کرنے کے بعد بحث کے اخیر میں حضرات فقہاء لکھتے ہیں ’تأمل‘ (یعنی غور کرو): اس سے اس مسئلہ کی اہمیت و باریکی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے، یا پھر عبارت و زیر بحث مسئلہ سے اعتراضات، اشکالات و شبہات کو دور کرنے کا ارادہ ہوتا ہے یا پھر مصنف و ہاں اپنا مقصود و مطلوب واضح کرنا چاہتا ہے۔

(ه) ’اعلم‘ کسی مسئلہ کو ذکر کرنے کے بعد اس مسئلہ میں فقہاء کی تفصیلی آراء، انکے اقوال و اجتہادات اور دلائل کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ’اعلم‘ کی تعبیر کا سہارا لیا جاتا ہے۔

(و) ’لو قيل كذا لم يبعد، و لو قيل كذا ليس ببعيد، یا لو قيل كذا لكان قريباً، یا پھر لو قيل كذا هو أقرب‘ (یعنی اگر اس طرح جیسا ہم ذکر کر رہے ہیں مسئلہ کا حکم بیان ہوتا تو بھی دلیل سے دور نہیں ہوتا، یا دلیل کے

قریب ہوتا، یا یہ دلیل کے زیادہ قریب ہوتا): یہ تمام تعبیرات ’ترجیح اور قابل عمل قول کے بیان کی ہے‘ اسی طرح شوافع کے اکابر شیخین علامہ رافعی اور امام نووی ’وعليه العمل‘ یا دیگر اصحاب ترجیح و شیوخ ’وعليه الفتوى‘ کی تعبیرات کا استعمال کریں تو یہ بھی ترجیح و قابل عمل قول و فتویٰ کا بیان ہے۔

(ز) جب کسی مسئلہ کے حکم پر مسلک شافعی کے تمام فقہاء و مجتہدین اور ائمہ متفق ہوں، اس حکم مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہ ہو تو اس کے لئے فقہاء شوافع ’اتفقوا، هذا مجزوم به، هذا لا خلاف فيه‘ (یعنی اس میں تمام کا اتفاق ہے، کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے) ایسی

تعبیرات استعمال کرتے ہیں۔ اور جب کسی مسئلہ کے حکم پر مسالک اربعہ اور انکے علاوہ تمام فقہاء و مجتہدین اور ائمہ متفق ہوں، اس حکم مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہ ہو تو اس کے لئے ’هذا مجمع عليه‘ (یعنی اس میں تمام کا اتفاق ہے، کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے) ایسی تعبیر استعمال کرتے ہیں۔

(ح) ’ينبغي‘ کی تعبیر کبھی وجوب کو بیان کرنے کے لئے تو کبھی مندوب و مستحب اور سنت کو بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور ’لا ينبغي‘ کی تعبیر کبھی حرمت کو بیان کرنے کے لئے تو کبھی کراہت کو بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (الفوائد المکیة: علامہ سید علوی بن أحمد السقاف: ص: ۴۲)

(۱۷) علماء، فقہاء و مجتہدین شوافع کے مراتب:

علماء، فقہاء و مجتہدین شوافع کے چھ مراتب و درجات ہیں:

(الف) مجتہد مستقل (زندگی کے تمام شعبہ جات میں پیش آنے والے مسائل و معاملات کا نصوص شرعیہ کی روشنی میں حل نکالنے والے حضرات، جن میں قرآن و سنت کے سمجھنے کی اعلیٰ فہم و فراست ہو اور وہ اجتہاد کے لئے غیر معمولی صلاحیت کے حامل ہوں): یہ مرتبہ شافعی مسلک میں صرف بانی مسلک شوافع حضرت امام شافعیؒ کو حاصل ہے۔ اور دیگر مسالک فقہ کے اعتبار سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ و غیر ہم ائمہ مجتہدین کو حاصل ہے۔

(ب) مجتہد منتسب (فقہائے شوافع میں سے وہ عظیم شخصیات جو اپنی علمی و فقہی اعلیٰ استعداد و صلاحیت کی بناء پر مخصوص فقہی اجتہاد کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے، پھر انہوں نے حضرت امام شافعی کے بعد پیش آنے والے مسائل میں حضرت امام شافعیؒ کے بتلائے ہوئے اصول و ضوابط کے مطابق کتاب و سنت سے ہم آہنگ انکا شرعی حل پیش کیا، نیز وہ باصلاحیت علماء، فقہاء اور مجتہدین اپنا مستقل مسلک قائم کرنے کے بجائے اپنے آپ کو اور اپنے اجتہادات کو

حضرت امام شافعیؒ اور ان کے مسلک و مشرب کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں، انھیں ’مجتہد منتسب‘ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت امام مزنیؒ، حضرت امام بوہیٹیؒ، حضرت امام ربیع بن سلیمان مرادیؒ وغیرہم۔

(ج) أصحاب الوجوه (ان کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے): جیسے امام غزالیؒ، امام شیرازیؒ، امام الحرمینؒ، امام قفالؒ، قاضی حسینؒ وغیرہم

(د) مجتہدین فتویٰ (فقہ شافعی کے راجح و صحیح اقوال میں سے مرجوح اور شاذ اقوال کو الگ کرنا، نیز فقہ کے جملہ ابواب کے مسائل میں مشتی بہ اقوال کو بیان کرنا تاکہ مسلک کے قضاة اور مفتیان کو فقہ و فتاویٰ اور فیصلوں و تحریروں میں کوئی ایک محقق حکم شرعی منطبق کرنے میں سہولت ہو۔ نیز طلبہ علوم کو راجح اقوال معلوم ہوں، یہ کارنامہ جن شخصیات نے انجام دیا): جیسے امام رافعیؒ اور امام نوویؒ وغیرہم

(ه) أصحاب الترجیح (اکابر شیخین کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں جنھوں نے مسلک شافعی کے اصول و دلائل کی روشنی میں ترجیح دینے کا کام کیا): جیسے علامہ ابن رفعہؒ، امام اسنویؒ، امام اذریؒ، امام بلیغیؒ، امام سبکیؒ، شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ، امام ابن حجر مکیؒ، امام ربیؒ، خطیب شریبیؒ وغیرہم۔

(و) حاملین فقہ (وہ شخصیات جنھوں نے درج بالا مراتب کے علماء و فقہاء شوافع کی کتابوں پر شروحات و حواشی لکھنے اور ان کی روشنی میں فقہ و فتاویٰ کے فرائض انجام دیئے یا دے رہے ہیں، ان میں بھی زمانے اور احوال و کارناموں کے اعتبار سے الگ الگ ترتیب اور فرق مراتب ہیں): جیسے علامہ قلیوٹیؒ، علامہ شوہریؒ، علامہ عمیرہ برلیسیؒ، علامہ سقافؒ وغیرہم۔ (مقدمۃ التحقیق: الاقناع للشریبی: ۱۷۱-۹)

(ز) متقدمین و متأخرین (پیش رو حضرات اور بعد والے لوگ): جب شیخین یعنی امام رافعیؒ اور امام نوویؒ تک کے حضرات کی کتابوں میں یہ کلمات ملیں تو متقدمین کا مطلب

حضرت امام شافعیؒ سے ابتدائی چار صدیوں کے علماء و فقہاء اور مجتہدین شوافع مراد ہیں اور متأخرین سے مراد اس کے بعد کے شیخین کے زمانہ تک کے علماء و فقہاء اور مجتہدین شوافع مراد ہیں، اور جب شیخین یعنی امام رافعیؒ اور امام نوویؒ کے بعد والے حضرات کی کتابوں میں یہ کلمات ملیں تو متقدمین کا مطلب حضرت امام شافعیؒ سے شیخین یعنی امام رافعیؒ اور امام نوویؒ تک کے علماء و فقہاء اور مجتہدین شوافع مراد ہیں اور متأخرین سے مراد اس کے بعد کے خصوصاً اصغر شیخین یعنی امام ابن حجر مکیؒ، امام ربیؒ اور امام ربیؒ کے زمانہ تک کے علماء و فقہاء اور مجتہدین شوافع مراد ہیں۔ (ایضاً)

(۱۸) شافعی فقہاء و شیوخ کے لئے مخصوص اُعلام:

شافعی فقہاء، مصنفین، علماء اور محققین اپنی کتابوں میں بڑے بڑے علماء اور فقہاء کے لئے اختصار کے طور پر بعض القاب، کنیتیں اور مخصوص نام ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے لقب ناموں کے ذکر کرنے سے راحت ملے، جنہیں ’اُعلام‘ کہتے ہیں:

(الف) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ’الامام‘ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد ’حضرت امام الحرمین جوینیؒ‘ ہوتے ہیں۔

(ب) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ’القاضی‘ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد ’حضرت قاضی حسینؒ‘ ہوتے ہیں۔

(ج) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ’القاضیان‘ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد ’حضرت امام قاضی رویائیؒ اور حضرت امام قاضی ماوردیؒ‘ ہوتے ہیں۔

(د) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ’الربیع‘ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد امام شافعیؒ کے شاگرد خاص ’حضرت امام ربیع بن سلیمان مرادیؒ‘ ہوتے ہیں۔

(ه) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ’الشارح یا الشارح المحقق‘ کا لفظ معروف استعمال کریں تو اس سے مراد ’حضرت امام جلال الدین محلیؒ‘ ہوتے ہیں۔ جنھوں نے امام

نووی کی کتاب ”منہاج الطالبین“ کی ”کنز الراغبین“ کے نام سے شرح لکھی ہے، جو کہ ”شرح محلی“ کے نام سے مشہور ہے۔ جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”صاحب الشرح“ کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد ”شرح کبیر کے مصنف امام رافعیؒ“ ہوتے ہیں۔ اور جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”نشارح“ کا لفظ نکرہ استعمال کریں تو اس سے مراد ”ان کی اپنی کتاب کے شارح“ ہوتے ہیں۔

(و) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”الشیخان“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد ”حضرت امام رافعی اور حضرت امام نوویؒ“ ہوتے ہیں۔

(ز) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”الشیوخ“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد ”حضرت امام رافعی، حضرت امام نووی اور حضرت امام تقی الدین سبکیؒ“ ہوتے ہیں۔

(ح) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”المحمدون الأربعة“ کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد ”(۱) حضرت امام محمد بن نصر مروزی (۲) حضرت امام محمد بن ابراہیم المنذر (۳) حضرت امام محمد بن جریر طبری (۴) حضرت امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ“ ہوتے ہیں۔

(ط) جب امام نوویؒ اپنی کتابوں میں ”القفال“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد حضرت امام قفال مروزیؒ ہوتے ہیں۔ اور جہاں امام قفال شاشیؒ مراد ہوتے ہیں، وہاں وہ اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

(ی) جب امام شیرازیؒ اپنی کتابوں میں ”ابوالعباس“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد حضرت امام ابوالعباس بن سرتجؒ ہوتے ہیں۔ اور جب امام شیرازیؒ اپنی کتابوں میں ”ابوسعيد“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد حضرت امام ابوسعید اصطخریؒ ہوتے ہیں۔ نیز جب امام شیرازیؒ اپنی کتابوں میں ”ابواسحاق“ کا لفظ مطلق استعمال کریں تو اس سے مراد حضرت امام ابواسحاق مروزیؒ ہوتے ہیں۔

(ک) جب امام خطیب شربئیؒ اور امام شمس الدین رملیؒ اپنی کتابوں میں ”شیخنا“ کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد ”حضرت امام شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ“ ہوتے ہیں۔ اور جب امام خطیب شربئیؒ اپنی کتابوں میں ”شیخی“ کا لفظ استعمال کریں نیز جب امام شمس الدین رملیؒ اپنی کتابوں میں ”أفتی بہ الوالد“ کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد ”حضرت امام شہاب الدین رملیؒ“ ہوتے ہیں۔ (فتح المبین فی حل رموز ومصطلحات الفقہاء والاصولیین للحنفناوی: ص: ۱۱۶-۱۱۹)

(ل) جب فقہاء شوافع اپنی کتابوں میں ”أصل روضہ“ کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد ”حضرت امام نووی کی کتاب روضۃ الطالبین یہ امام رافعی کی کتاب العزیز (الشرح الکبیر) کی تلخیص ہے، تو امام نووی نے العزیز کے جو الفاظ تلخیص کے لئے استعمال کئے، جس میں آپ نے امام رافعی کی موافقت فرمائی، اسے ”أصل روضہ“ کہتے ہیں، اور جو عبارات حضرت امام نووی کی کتاب روضۃ الطالبین میں امام رافعی کی کتاب العزیز (الشرح الکبیر) کی تلخیص پر اضافہ کی شکل میں ہے، اسے ”زوائد روضہ“ کہتے ہیں۔ (مقدمۃ التحقیق: الاقناع للشر بنی: ۱/۷-۹)

رَبَّنَا اتِّفَانًا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ (آمین)

وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَمِيْنَ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّينَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ
، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

تَمَّ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَمَنِّهِ

